دار الابلاغ
DARULIBLAGH
سلسلہ 1
اصلاح وتربیت
اللہ کریم اپنے بندے سے محبت کرتے ہوئے
اسے بخشنے کیلئے کیسے کیسے بہانے ڈھونڈتا ہے
اللہ تعالیٰ کی بخشش کے انداز
تالیف
علامہ ابن ابی الدنیا
ترجمہ، توضیح، تبویب
حافظ فیض اللہ ناصر
BestUrduBooks

اللہ کریم اپنے بندے سے محبت کرتے ہوئے
اسے بخشنے کیلئے کیسے کیسے بہانے ڈھونڈتا ہے
اللہ تعالیٰ کی بخشش کے انداز

دار الابلاغ

DARULIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

اللہ تعالیٰ کی بخشش کے انداز

تالیف .... علامہ ابن ابی الدنیا

ترجمہ، توضیح، تبویب .... حافظ فیض اللہ ناصر

اشاعت 2015ء

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان

سلسلہ 1
اصلاح وتربیت
اللہ کریم اپنے بندے سے محبت کرتے ہوئے
اسے بخشنے کیلئے کیسے کیسے بہانے ڈھونڈتا ہے
اللہ تعالیٰ کی بخشش کے انداز
تالیف
علامہ ابن ابی الدنیا
ترجمہ، توضیح، تبویب
حافظ فیض اللہ ناصر
دارالابلاغ
دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
فون: 4453358 -0300

مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟

﴿وَ مَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿۳۰﴾ؕ﴾

(الشوریٰ : ۴۲/ ۳۰)

''اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے (یعنی تمہارے گناہوں کا ہی نتیجہ ہوتی ہے) اور اللہ تعالیٰ بہت سارے گناہوں کو تو معاف فرما دیتا ہے۔''
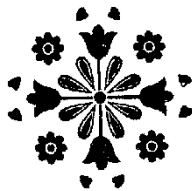
آزمائشیں اللہ کا انعام ہیں

((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا ابْتَلَاهُمْ))

”جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کی آزمائش کرتا ہے۔“

سنن الترمذی: ٢٣٩٦۔سنن ابن ماجه: ٤٠٣١۔مسند أبی یعلی الموصلی: ٤٢٢٢۔ **المعجم الأوسط للطبرانی: ٣٢٢٨۔مسند الشهاب للقضاعی: ١١٢١۔ شعب الإیمان للبیهقی: ٧/١٤٥.**

فہرست مضامین

باب 3

اسلاف رحمہم اللہ کی نظر میں آزمائشوں کی حقیقت

باب 4

امراض کے فضائل اور مصائب و مشکلات کے ثمرات

باب 5

مریض سے متعلقہ احکام و فضائل

باب 6

بعض امراض کے علاج

باب 7

عیادت کے احکام و فضائل

باب 8

دیگر امور کا بیان

میں اپنی اس کاوش کا

انتساب

اپنے دادا جان ماسٹر محمد علی کے نام کرتا ہوں!

کہ جن کی شفقت میرے ساتھ ابتدائے تعلیم سے تادمِ تحریر برابر قائم ہے اور میری اس قصیری سی کامیابی میں کثیر حصہ ان کی دعاؤں کا شامل ہے۔ پیرانہ سالی میں رب تعالیٰ نے ان سے بینائی لے کر اپنے محبوب بندوں میں شامل کر لیا ہے۔ آخری بار جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے تکیے پر اپنی ایک کتاب دیکھی تو استعجاب سے اپنے والد گرامی سے پوچھا کہ دادا جان تو اب بصارت سے بھی محروم ہو چکے ہیں، تو پھر وہ کتاب کس لیے پاس رکھی ہے؟ تو جواب ملا کہ بس ہاتھ میں پکڑ کر ٹٹولتے رہتے ہیں۔ اس قدر ان کی عقیدت دیکھ کر فرطِ جذبات میں آبدیدہ ہو گیا اور باری تعالیٰ سے دعا کی کہ مولا کریم! میرے دادا جان کو اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے اس فرمان کا مصداق ضرور بنانا کہ:

((إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ، عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ)) يُرِيدُ عَيْنَيْهِ

''یقیناً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندے کی دو پیاری چیزوں سے آزمائش کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے، تو میں ان کے عوض میں اسے جنت عطا کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ کی (دو پیاری چیزوں سے) مراد دو آنکھیں تھیں۔''

(صحیح بخاری: ٥٦٥٣)

حرف تمنا

اللہ کریم اپنے بندے سے کس قدر محبت کرتا ہے!؟

کبھی آپ نے کسی ماں کو اپنے بچے سے محبت کرتے دیکھا ہے، اس کی محبت کی بلندی اور گہرائی کا مشاہدہ کیا ہے!! اس ناپائیدار زندگی میں کتنے ہی ایسے مواقع آجاتے ہیں جب کسی کے لیے ڈاکٹر طبیب اور حکیم جواب دے دیتے ہیں اور اپنی بے بسی کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم اس مریض کو نہیں بچاسکتے، یہ چند دن یا چند گھڑیوں کا مہمان ہے، اب تو دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ ایسے مواقع پر صرف ایک رشتہ ایسا ہوتا ہے جو آسمانوں کی طرف چہرہ کر کے، اپنی خالی جھولی خالق کائنات اور مالک کائنات کے سامنے پھیلا کر روتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے کلبلاتے ہوئے التجائیں کرتا ہے کہ:

''الٰہی! میری باقی ماندہ زندگی اسے دے دے اور اسے پھر سے تندرست و زندہ کر دے۔ میں نے تو کافی دنیا دیکھ لی ہے جبکہ اس نے تو ابھی کچھ دیکھا ہی نہیں۔''

یہ اپنی جان کی قربانی دے کر دوسرے کی جان بچانے والی کون سی ہستی ہے؟ جی ہاں یہ ''ماں'' ہے کہ جس کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا ہے:

''میں نے اپنے بندے کے لیے محبت کے سو درجے بنائے ہیں، ان میں سے صرف ایک درجہ ماں کو دیا ہے اور بندے کے لیے اپنی محبت کے ننانوے درجے اپنے پاس رکھے ہیں۔''

مطلب یہ کہ اللہ کریم اپنے بندے سے اس کی ماں سے ۹۹ گنا زیادہ محبت کرتا ہے۔ ماں کی محبت تو زمانے بھر میں مشہور ہے، ماں خود قربان ہوجاتی ہے لیکن اپنے بچے پر آنچ بھی نہیں آنے دیتی۔ ایک ''ماں'' کبھی یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ اس کا بچہ آگ میں جلے، جب اللہ اپنے بندے سے اس کی ماں سے ۹۹ گنا زیادہ پیار و محبت کرتا ہے تو وہ یہ کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ اس کا بندہ جہنم کی آگ میں جلے!! لہٰذا وہ اپنے گناہ گار بندے کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے خود ہی بہت سی تدابیر اور بہانے پیدا کرتا رہتا ہے، کہ جن کو اختیار کر کے بندہ اللہ کی مغفرت حاصل کرتا ہے۔ یوں وہ اللہ کریم کی مغفرت و بخشش حاصل کر کے کامیاب و کامران ہوکر جہنم سے نجات پا کر حسین جنتوں کا مالک بنتا ہے۔

جب ہم احادیث رسول پر نظر دوڑاتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کریم اپنے بندے کو معاف کرنے کے لیے ہر لمحہ کسی نہ کسی بہانے کی تلاش میں رہتا ہے۔ کبھی تو وہ خود ہی بندے کو کسی آزمائش و مشکل میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر جب بندہ اللہ کی مدد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے، رجوع کرتا ہے تو وہ اس کو بخش دیتا ہے۔ مغفرت کے لیے کبھی تو راستہ سے کانٹا اٹھا دینے، کبھی نماز کے لیے مسجد کی طرف چل پڑنے، کبھی سبحان اللہ کہنے پر مغفرت و بخشش عطا فرماتا ہے اور کبھی کسی تکلیف پر، بندے پر آنے والی کسی مصیبت کو بہانہ بنا کر، کبھی بخار ہو جانے پر، وغیرہ وغیرہ۔ اسی لیے تو کسی شاعر نے کہا ہے:

بندہ تو گنہگار ہے رحمٰن ہے تو مولا　　بندے پہ کرم کرنا تیری شان ہے مولا

اور ایک فارسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ:

پادشاہا جرم ما را در گزار　　ما گناہگاریم تو امرزگار
روز و شب اندر معاصی بودہ ایم　　جرمِ بے اندازہ بے حد کردہ ایم

یہ کتاب اللہ کریم کی بندے سے اس کی کمال محبت کو ظاہر کرتی ہے کہ اللہ اپنے بندوں سے کیسے کیسے انداز سے محبت کرتا ہے اور پھر اسی محبت کی بنا پر ان کی چھوٹی چھوٹی تکلیفوں، آزمائشوں کو بہانہ بنا کر ان کو جنتوں میں داخلے کے پروانے عطا کرتا ہے۔ علامہ ابن ابی الدنیا کی یہ کتاب "المرض والکفارات" کے نام سے عربی میں تھی اسے اردو قالب میں جناب حافظ فیض اللہ ناصر ﷾ نے ڈھالا ہے اور اصل کتاب میں مزید اضافہ جات، مقدمہ اور پھر مزید مفید وضاحتیں لکھ کر کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ آپ پہلی فرصت میں اس کا مطالعہ خود بھی کریں اور اپنے قریبی ہر مریض، ڈاکٹر اور پریشان حال احباب عزیز و اقارب کو تحفہ میں دیں۔ آپ کا دوست آپ کے اس تحفے کی قدر اور تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے گا، جب وہ اس کے مطالعہ کے بعد راحت وسکون کے جھولے جھولے گا اور امام کائنات کی طرف سے ملنے والی خوشخبریوں کا مصداق اپنے آپ کو بنتا دیکھے گا۔ ان شاء اللہ

خادمِ کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۱۹ مارچ ۲۰۱۴ء

حروفِ ھام

انسان بنیادی طور پر مذہب سے راہنمائی کا طالب ہوتا ہے کیونکہ اس کے نہاں خانۂ دِل میں یہ یقین گھر کیے ہوتا ہے کہ حقیقی صداقت اگر مل سکتی ہے تو فقط مذہب سے۔ چنانچہ دین اسلام کے امتیازات اورخوبیوں میں سے یہ بات نہایت اہم ہے کہ اس نے زندگی کے ہر گوشے میں راہنمائی کی ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی کے جملہ مسائل و معاملات اس کی راہنمائی میں نمٹائے تو اس کے دنیوی کام بھی عبادت بن جائیں گے اور یہ اعزاز کسی اور دین کو حاصل نہیں ہے۔

دین اسلام نے جہاں زندگی کے دیگر جمیع امور سے متعلقہ الہامی ارشادات بہم پہنچائے ہیں وہاں انسان کو پیش آمدہ طرح طرح کے مصائب و آلام کا پہلو بھی خالی نہیں چھوڑا، بلکہ اس کے بابت بھی مفید اور زریں احکام و فرامین صادر فرمائے ہیں۔ زندگی میں انسان کا بے شمار حوادث سے پالا پڑتا ہے۔ بہت سی آزمائشیں ٹوٹتی ہیں۔ کبھی جانی عارضے سے دوچار ہوتا ہے تو کبھی مالی نقصان ہو جاتا ہے، کہیں خانگی معاملات پریشانی کا باعث بن جاتے ہیں تو کبھی معاشرتی مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں، کبھی امراض آ گھیرتی ہیں تو کبھی معاش کی تنگی انسان کو بے توکلی کی سزا دیتی ہے۔ غرضیکہ ''زندگی؛ درد سے عبارت ہے۔'' اور یہ 'درد' ان دو وجوہات میں سے کسی ایک وجہ کے باعث ہی انسان پر آتا ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ ایسے انسان کی خیر و بھلائی چاہتا ہے اور کسی آزمائش میں مبتلا کر کے اسے گناہوں سے پاک اور جنت کے عالی درجات پر فائز کرنا چاہتا ہے، یا پھر اس کی بداعمالیوں کی بناء پر اس کی پکڑ کرتا ہے۔ ہر دو معاملات میں مطلوب صرف یہی دیکھنا ہوتا ہے کہ انسان اپنے رب کے اس امتحان میں کس قدر کامیاب ہوتا ہے؟ سو انسان پر بہ تقاضائے عبدیت لازم ہے کہ وہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نعمتوں کا بلاعوض مزہ لیتا ہے اسی طرح اس کی آزمائش کو بھی بہ فراخیٔ دِل قبول کرے اور صبر و برداشت کا مظاہرہ کرے۔ نیز آزمائش کے ایام کو غنیمت جانتے ہوئے اس وقت سے فائدہ اٹھائے اور

پروردگار سے ناتہ جوڑتے ہوئے اس سے مضبوط تعلق قائم کر لے، کیونکہ یہ رب تعالیٰ کو راضی کرنے کا بہت سنہری موقع ہاتھ آیا ہوتا ہے۔

کوتاہیاں ہر دم انسان ہی کی طرف سے ہوتی ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو بخشنے کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے کہ میرا بندہ کسی بھی ایسے عمل سے گزر جائے کہ جس سے میں اس کو مغفرت کا پروانہ جاری کر سکوں۔ امراض، مصائب ومشکلات اور دیگر جملہ پریشانیوں کی صورت میں انسان پر جتنی بھی آزمائشیں آتی ہیں؛ وہ درحقیقت انسان کو بخشنے کے لیے اللہ کریم کے مختلف انداز ہوتے ہیں۔ انہیں فقط جسم وذہن کی بے آرامی کا باعث نہیں بلکہ اللہ کا خاص انعام سمجھنا چاہیے کہ اس نے اپنے بندے پر یہ کرم فرمایا کہ اسے دنیا میں ہلکی سی آزمائش سے گزار کر آخرت کے دردناک عذاب سے بچا لیا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے امراض ومصائب میں گھرے لوگوں کے لیے خاص طور پر یہ کتاب تالیف فرمائی اور اس میں احادیث وآثار سے ایسے گل ہائے گراں مایہ اکٹھے کر کے سمو دیے کہ جو مصیبت کے ماروں کے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا ایک نیا جہان متعارف کراتے ہیں۔ یقیناً حضرت امام نے صرف یہ کتاب ہی نہیں لکھی بلکہ ''دُکھی دِلوں کی دوا'' دے دی ہے۔ برادم طاہر نقاش صاحب کی فرمائش پر بندہ نے اسے اردو قالب میں ڈھالا۔ یہ کتاب اصل میں ابواب وعنادین سے خالی تھی اور ایک ایک موضوع کی روایات مختلف مقامات پر مرقوم تھیں، میں نے ان تمام کو یک جا کر کے ان سے متعلقہ عنوان کے تحت جمع کر دیا ہے اور بہ آسانی استفادے کے لیے موضوعاتی ترتیب دے دی ہے۔ کتاب کی تحقیق وتخریج کے لیے دو نسخے پیش نظر رہے: ایک نسخہ الدار السلفیۃ کا مطبوعہ ہے جس پر تحقیق وتخریج کا کام الشیخ عبدالوکیل الندوی نے کیا اور دوسرا نسخہ دار أطلس الخضراء کا ہے جو فاضل بن خلف الحمادہ الرقی کے تحقیقی قلم سے مزین ہے۔

باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنے فضل وکرم کی وسعت کے حساب سے نوازے اور اسے میرے والدین کی مغفرت کا سامان بنا دے۔

خواستگارِ دعا
حافظ فیض اللہ ناصر بن نصر اللہ خاں
hfnasir@yahoo.com

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کی زندگی پر ایک نظر

نام ونسب:

ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس القرشی، المعروف بہ ابن ابی الدنیا۔

ولادت:

آپ سن ۲۰۸ ہجری میں بغداد کے ایک علم وفضل سے معمور گھرانے میں پیدا ہوئے۔

شیوخ وتلامذہ:

آپ کے شیوخ کی تعداد ۹۹۲ تک پہنچتی ہے اور آپ کے تلامذہ کا عدد ۱۲۰۰۰ مروی ہے۔ آپ کے شیوخ میں عظیم تر نام حضرتِ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور آپ کے تلامذہ میں امام ابوالحسن اصبہانی، الشیخ المحدث ابوعلی حسین بن صفوان البرذعی، امام احمد بن سلمان البغدادی، محدثِ سمرقند ابوجعفر محمد البغدادی اور امام ابوبکر محمد بن خلف آجری رحمہم اللہ لائقِ ذکر ہیں۔

وفات:

آپ نے ۷۳ برس کی عمر میں ماہِ جمادی الاولیٰ، سن ۲۸۱ ہجری میں وفات پائی۔

اہل علم کی داد وتحسین:

امام ابن الندیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ بہت پرہیزگار، زاہد اور عالم تھے۔ [1]

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ اعلیٰ اخلاق و عادات کے حامل اور صدق و

---

[1] الفهرست لابن النديم: ۱/ ۲٦۲.

ثقاہت سے متصف شخصیت تھے۔ ❶

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کا جب انتقال ہوا تو قاضی اسماعیل بن اسحاق رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، ان کے ساتھ بہت سا علم بھی رخصت ہوگیا۔ ❷

امام مزی رحمہ اللہ رقم کرتے ہیں: ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے بہت سی مفید کتب تصنیف فرمائیں۔ ❸

امام ابن القیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ علم سے بھرپور تھے۔ ❹

تالیفات:

حضرتِ امام رحمہ اللہ نے یوں تو متعدد موضوعات پر قلم اُٹھایا لیکن اصلاح و تربیت کے میدان میں خاص طور پر کام کیا۔ آپ کی چند تالیفات کے نام ذیل میں درج کیے دیتے ہیں:

❀ إصلاح المال ❀ اصطناع المعروف ❀ الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر ❀ الأهوال ❀ الأولياء ❀ الإخلاص والنية ❀ الإخوان ❀ الإشراف فى منازل الأشراف ❀ الاعتبار وأعقاب السرور والأحزان ❀ التواضع والخمول ❀ التوبة ❀ التوكل على الله ❀ الجوع ❀ الحلم ❀ الرضا عن الله بقضائه ❀ الرقة والبكاء ❀ الزهد ❀ الشكر ❀ الصبر والثواب عليه ❀الصمت ❀ العزلة والإنفراد ❀ العقل وفضله ❀ العقوبات ❀ العمر والشيب ❀ الفرج بعد الشدة ❀ القبور ❀ القناعة والتعفف ❀ المتمنين ❀ المحتضرين ❀ المرض والكفارات ❀ المطر والرعد والبرق ❀ المنامات ❀ النفقة على العيال ❀ الهم والحزن ❀ الهواتف ❀ الوجل والتوثق بالعمل

---

❶ المنتظم: ٥/ ١٤٨ .

❷ تاريخ بغداد: ١٠/ ٨٩۔ تهذيب التهذيب: ٦/ ١٢ .

❸ تهذيب الكمال: ١٦/ ٧٢ .

❹ طريق الهجرتين وباب السعادتين، ص: ١١٠ .

❀ الورع ❀ اليقين ❀ حسن الظن بالله ❀ ذم البغى ❀ ذم الدنيا ❀ ذم الغيبة والنميمة ❀ ذم الكذب ❀ ذم المسكر ❀ ذم الملاهى ❀ صفة الجنة ❀ صفة النار ❀ فضائل رمضان ❀ قرى الضيف ❀ قصر الأمل ❀ قضاء الحوائج ❀ كلام الليالى والأيام ❀ مجابوا الدعوة ❀ محاسبة النفس ❀ مدارات الناس ❀ مكائد الشيطان ❀ مكارم الأخلاق ❀ من عاش بعد الموت
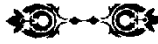
مصائب ومشکلات

حقیقت، اسباب، ثمرات

دنیوی مصائب و مشکلات زندگی کا ناگزیر حصہ اور اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہیں۔ ان کا سلسلہ معمولی مسائل سے لے کر جان لیوا بیماریوں تک ہے۔ ایسی آزمائشیں جہاں بندۂ مومن کے لیے تکلیف اور پریشانی کا باعث بنتی ہیں وہاں اس کے لیے بہت سی خیر و بھلائی اور ڈھیروں اجر وثواب کا ذریعہ بھی ہوتی ہیں۔

مومن اور کافر کی آزمائش میں فرق:

کافر کی نظر میں مصائب فقط ایک غیر آرام دہ چیز ہوتے ہیں جبکہ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا سنہری موقع ثابت ہوتے ہیں۔ اگر مومن ایسے حوادث کا مقابلہ صبر و برداشت کے ساتھ کرے تو اللہ تعالیٰ جس قدر بے انتہا مہربان ہے؛ اسی قدر بے حساب اجر سے نوازتا ہے۔ اس پر اپنی رحمتیں نچھاور فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ﴾ [البقرة: ۲/ ۱۵۵ - ۱۵۷]

”اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے، اور صبر کرنے والوں کو بشارت

دے دیجیے۔ جنھیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

اس کے برعکس کافروں کے لیے واقعی گھاٹا ہے، کیونکہ مصائب و مشکلات میں ان کا صبر کرنا نہ تو ان کے لیے دنیا میں ہی کسی نوازش کا باعث بنتا ہے اور نہ ہی آخرت میں کسی بھلائی کا ذریعہ ثابت ہو سکے گا، کیونکہ ان کا صبر مومن کی طرح رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾

[النساء : ٤/ ١٠٤]

''ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دِل ہو کر بیٹھ نہ رہو۔ اگر تمھیں بے آرامی (تکلیف) ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے، اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ اُمیدیں رکھتے ہو جو اُمیدیں انہیں نہیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے۔''

لہٰذا مصائب و مشکلات آن پڑنے پر بے صبری اور عدمِ برداشت کا مظاہرہ کرنے کی بہ جائے صابر و شاکر ہونے کا ثبوت دینا چاہیے، کیونکہ صبر و برداشت کا مناسب طرزِ عمل اور صحیح رد یہ ہر قسم کی مصیبت کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

اللہ کے فیصلے پر کامل یقین:

بندۂ مومن کے ایمان کا یہ لازمی جزو ہے کہ وہ اس بات پر یقینِ کامل رکھے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے منتخب کی ہے، خواہ وہ خوشی ہو یا غم، بھلائی ہو یا برائی، تنگدستی ہو یا فراخی، خوش حالی ہو یا تنگ حالی، سب اس کے فائدے کے لیے ہی ہیں۔ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((عَجَبًا لِلْمُؤْمِنِ لَا يَقْضِي اللّٰهُ لَهُ شَيْئًا اِلَّا كَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَلَيْسَ ذَالِكَ لِأَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ))

''مومن کا معاملہ بھی تعجب خیز ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جو بھی فیصلہ فرماتا ہے وہ اس کے لیے خیر و بھلائی کا ہی باعث ہوتا ہے، اور یہ اعزاز سوائے مومن کے اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔''

مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر سرِ تسلیم خم کر دے اور اسے بہ خوشی قبول کرے، کیونکہ اس بات کا علم فقط اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ کس کام میں اس کا فائدہ اور بھلائی ہے۔ لہٰذا کسی کام میں بہ ظاہر تکلیف یا نقصان دیکھ کر اللہ کے فیصلے پر عدمِ رضامندی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے، عین ممکن ہے کہ اس کے لیے اسی میں فوائد اور بھلائی پنہاں ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: ۲/ ۲۱۶]

''ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور درحقیقت وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو، حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔''

اس لیے بندۂ مسلم کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اچھی اُمید رکھنی چاہیے، تمام گوشہ ہائے زندگی میں اس کے حکم کو نافذ کرنا چاہیے اور اس کے فیصلے کو ہی حرفِ آخر سمجھتے ہوئے بہ صدقِ دل قبول کرنا چاہیے۔

استطاعت کے مطابق آزمائش:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے حق میں اتنی ہی مصیبتیں اور مشکلات لکھی ہیں جتنی اس کی استطاعت اور ایمانی قوت ہے۔ یہ ناانصافی ہوتی اگر کسی کو ایک ہی جیسی مصیبت سے آزمایا جاتا اور ناکامی پر اسی طرح سزا دی جاتی، کیونکہ کچھ لوگ دوسروں کی نسبت صبر کی زیادہ

استطاعت رکھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کمالِ انصاف اور شفقت و مہربانی ہے کہ وہ ہر انسان کو اس کی استطاعت کے مطابق ہی آزماتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ﴾

[البقرة : ٢/ ٢٨٦]

”اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو اس نے نیکی کی ہو گی اس کا اسے اجر ملے گا اور جو اس نے برائی کی ہو گی اس کا وبال بھی اسی پر ہو گا۔“

اللہ تعالیٰ کے اس انصاف پسندانہ قانون کے تحت اہلِ علم نے صبر کو فرض قرار دیا ہے، کیونکہ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ حادثات آدمی کو اس کی استطاعت کے مطابق ہی متاثر کرتے ہیں تو لازمی امر ہے کہ ان مصائب و مشکلات کو برداشت کرنے کی بھی اس شخص میں ضرور ہی استطاعت ہوتی ہے۔

فطری غم کا اظہار ممنوع نہیں:

مندرجہ بالا آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر انسان میں مصائب و مشکلات کو جھیلنے کی استطاعت موجود ہے، لہٰذا کسی بھی مرض، دُکھ، تکلیف، پریشانی یا مصیبت میں بے صبری کا مظاہرہ کرنا اور رونا دھونا قطعاً حرام ہے۔ البتہ فطری محبت کی بناء پر جو غم کا اظہار ہوتا ہے وہ ممنوع نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ایسے امور پر مواخذہ فرماتا ہے جو انسان کے اختیار اور بس میں نہ ہوں۔ مثال کے طور پر کسی کو اپنے آنسوؤں اور دِل کے جذبات پر قابو نہ ہو۔ یا کسی چیز کے کھو جانے پر یا اپنے کسی عزیز کی وفات پر انسان بہت زیادہ غمگین ہو جائے اور اس کی آنکھ اشکبار ہو جائے تو یہ مذموم نہیں ہے۔ مذموم فقط یہ ہے کہ انسان آہ و بکاء اور نوحہ و بین کرنے لگے اور زبان سے ایسے کلمات ادا کرنے لگے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بنتے ہوں۔

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ شدید بیمار تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تکلیف میں مبتلا دیکھ کر فرطِ محبت سے رو دِیے۔ آپ کو

دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آبدیدہ ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا أَوْ يَرْحَمُ بِهٰذَا)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ آنکھ کی اشکباری پر اور دِل کے غمزدہ ہونے پر عذاب نہیں دیتا بلکہ وہ تو اس (زبان) کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا اس کے باعث رحم فرماتا ہے۔''

جو ہونا ہے؛ وہ ہو کر رہے گا:

اللہ تعالیٰ نے روزِ اوّل سے لے کر قیامت تک ہونے والے جملہ امور و معاملات کو لکھ رکھا ہے۔ رِزق، عمر، اولاد، معاش، اعمال وغیرہ؛ یہ سب مخلوق کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل ہی درج کر دِیا گیا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ)) [2]

''اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل سے ہی لکھ رکھی ہیں۔''

اسی طرح ہر حادثہ و مصیبت؛ جس سے آدمی دوچار ہوتا ہے، اسے بھی اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی مقدر میں لکھ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝﴾ [الحديد: ٥٧/ ٢٢]

''زمین میں جو کوئی بھی مصیبت ہے، خاص طور پر تمہاری جانوں کے سلسلے میں، اسے ہم نے پیدا کرنے سے پہلے ہی ایک خاص کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں لکھ چھوڑا تھا، یقیناً یہ کام اللہ تعالیٰ کے لیے نہایت آسان ہے۔''

---

[1] صحيح البخاري: ١٣٠٤ـ صحيح مسلم: ٩٢٤.

[2] صحيح مسلم: ٢٦٥٣.

لہٰذا ہر آزمائش، مصیبت اور پریشانی کو اللہ کا فیصلہ مانتے ہوئے قبول کرنا چاہیے اور ناراضی و ناشکری کے کلمات زبان سے ادا نہیں کرنے چاہئیں۔

آزمائشیں درحقیقت رحمتیں ہوتی ہیں:

آزمائشوں، امراض اور مصائب و آلام میں مومنین کے لیے بہت سے فوائد و ثمرات بھی پنہاں ہوتے ہیں، جن کا تذکرہ اختصار کے ساتھ زینتِ قرطاس کیے دیتے ہیں:

- آزمائشیں مومن کو صبر کرنا سکھلاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بے پناہ اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔
- آزمائشیں گناہ گار بندے کو اس زندگی کی سب سے بڑی تکلیف، یعنی موت کی یاد دِلاتی ہیں، جو کسی بھی وقت آ سکتی ہے۔ یہ اسے ان سخت سزاؤں کی یاد دِلاتی ہیں جو اللہ و رسول کی نافرمانی کے نتیجے میں مرتب ہوں گی۔ اسی طرح آزمائشیں انسان کو اپنے گناہوں، ان کے منفی اثرات و نتائج اور ہیبت ناک انجام پر غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں، جس کے نتیجے میں وہ توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف لوٹ آتا ہے۔
- مومن کے اذیتیں سہنے سے اس کے گناہوں کا بوجھ کم ہو جاتا ہے اور وہ آخرت کے سخت ترین عذاب سے خلاصی پا لیتا ہے۔
- جس شخص کو اللہ تعالیٰ کسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے؛ وہ سمجھ جائے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی بھلائی مطلوب ہے، تبھی تو وہ اسے دنیا میں ہی تکلیف دے کر آخرت کے عذاب سے آزاد کرنا چاہ رہا ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

"جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو دنیا میں ہی اسے

[1] سنن ترمذی: ۲۳۹۶۔ صحیح الجامع: ۳۰۸.

سزا دے دیتا ہے اور جب وہ اپنے بندے سے انتقام لینا چاہتا ہے تو وہ اس کے گناہوں پر اس کی گرفت نہیں کرتا بلکہ روزِ قیامت ان کا فیصلہ فرمائے گا۔‘‘

- آزمائشیں مومن میں اطاعت و انکساری پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر جب بندۂ مومن بیمار ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کی دستگیری اور حاجت روائی کی اشد ضرورت محسوس کرتا ہے۔ پھر اس سے اپنی صحت یابی کی دعائیں کرنے لگتا ہے، جب صحت مل جاتی ہے تو اس کا شکر بجالاتا ہے اور پہلے سے زیادہ عبادت گزاری کرنے لگتا ہے۔

متذکرہ بالا چند صورتیں اور اس جیسی دیگر تمام بھلائیاں؛ سب مل کر مومن کے لیے اللہ کی بے حساب رحمتیں بن جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ دنیوی مصائب و مشکلات مومن میں روحانی ترقی کے لیے بھی ضروری ہیں کیونکہ یہ اسے گناہوں سے پاک کر دیتی ہیں، پُرخلوص طریقے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں اور اسے پختہ دِیندار بنانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

مصائب ومشکلات کی تمنا نہ کی جائے:

مصائب و مشکلات پر صبر کا مظاہرہ کرنا، انہیں برداشت کرنا اور ان کے بدلے میں اجر وثواب کی اُمید رکھتے ہوئے اُخروی عذاب سے نجات کی تمنا کرنا روا ہے، لیکن مصائب و مشکلات کی تمنا اور خواہش کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو بہ خوبی علم ہوتا ہے کہ اس کا بندہ اس مصیبت اور آزمائش پر کس قدر صبر اور برداشت کا مظاہرہ کر سکتا ہے، لہٰذا اسی حساب سے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مصائب کا تعین کیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ بندہ اجر وثواب کی طمع میں کسی ایسی آزمائش کی خواہش کر لے جسے برداشت کرنے کی اس میں چنداں ہمت نہ ہو، پھر وہ بے صبری اور عدمِ برداشت کی وجہ سے نافرمانی اور گناہ کا مرتکب ہو بیٹھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ایسے شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو اتنا کمزور ہو چکا تھا جیسے مرغی کا چوزہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ ایسے ہو جاؤ؟ اس نے کہا: جی ہاں میں نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! جو

سزا مجھے آخرت میں ملنی ہے وہ اس دنیا میں ہی دے دے۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: تم اس کی سزا کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے، بہتر یہ تھا کہ تم یوں کہتے: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔''[1]

صبر؛ بے پناہ اجر کا باعث عمل:

صبر کا مطلب ہے آزمائش، تکلیف اور مصیبت آنے پر اسے اللہ کا فیصلہ مانتے ہوئے برداشت سے کام لینا اور شکوہ و شکایت اور آہ و بکاء سے گریز کرتے ہوئے مایوسی و نا اُمیدی سے احتراز کرنا۔ صبر کا مفہوم رسولِ مکرم ﷺ نے اس انداز میں بھی بیان فرمایا ہے:

((اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى))[2]

''صبر؛ صدمے کے اوّلیں وقت میں ہوتا ہے۔''

یعنی کسی بھی آزمائش اور مصیبت سے دوچار ہونے کے فوری بعد برداشت سے کام لینا اور اسے اللہ کا فیصلہ مانتے ہوئے آہ و بکاء سے گریز کرنا ہی درحقیقت صبر ہے۔ اسے ہرگز صبر نہیں کہا جا سکتا کہ آدمی پہلے رو دھو کر اپنا غم ہلکا کر لے اور پھر بے بسی کی صورت میں چپ سادھ لے۔ بلکہ آزمائش کے عین بعد ہی پتا چلتا ہے کہ حادثے کے اوّلیں غم اور پریشانی میں کون رضائے الٰہی کو ملحوظ رکھتا ہے؟ پھر اس عظیم عمل کی فضیلت میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر: ۳۹/ ۱۰]

''صبر کرنے والوں ہی کو ان کے بے حساب اجر سے نوازا جائے گا۔''

اور نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ))[3]

''کسی کو صبر سے بہتر اور اس سے کشادہ چیز کوئی عطا نہیں کی گئی۔''

---

[1] صحيح مسلم: ٢٦٨٨ .

[2] صحيح البخاري: ١٣٠٢ - صحيح مسلم: ٩٢٦ .

[3] صحيح البخاري: ١٤٦٩ - صحيح مسلم: ١٠٥٣ .

شکوہ و شکایت سے مراد:

شکوہ کی دو قسمیں ہیں:

✿......پہلی قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ و شکایت کرنا۔ یہ صبر کے منافی نہیں ہے۔ اس کی مثال قرآنِ کریم میں مذکور حضرت یعقوب علیہ السلام کا شکوہ ہے جس میں انہوں نے فرمایا تھا:

﴿إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ﴾ [یوسف: ١٢/ ٨٦]

''میں تو اپنی پریشانی اور رنج کی شکایت اور فریاد اللہ تعالیٰ ہی سے کر رہا ہوں۔''

✿......دوسری قسم یہ ہے کہ انسانوں سے ہی شکوہ و شکایت کی جائے، کبھی اچھے الفاظ میں اور کبھی ٹیڑھے طریقوں سے۔ جیسا کہ دیکھنے میں آتا ہے کہ نوحہ و بین کیا جاتا ہے، کپڑے پھاڑ دیے جاتے ہیں اور ماتم کیا جاتا ہے۔ یہ سب انداز نہ صرف صبر کے منافی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لینے کا باعث ہیں۔

نعم البدل کا حصول:

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس بھی مسلمان پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ یہ کلمات پڑھتا ہے:

((إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا))

''یقیناً ہم اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہیں اور بلاشبہ ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میری مصیبتوں پر مجھے اجر عطا کر اور مجھے بدلے میں ایسی چیز عطا فرما دے جو اس سے بہتر ہو۔''

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں سوچنے لگی کہ بھلا ابوسلمہ سے بہتر خاوند مجھے کیسے مل سکتا ہے۔ لیکن میں یہی دعا پڑھنے لگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بدرجہا بہتر خاوند، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دیے۔ [1]

[1] صحیح مسلم: ٩١٨۔

انبیاء علیہم السلام پر آزمائشیں

اللہ اپنے پیاروں کو آزماتا ہے

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مَحْمُومٌ فَوَضَعْتُ يَدِي فَوْقَ الْقَطِيفَةِ فَوَجَدْتُ حَرَارَةَ الْحُمّٰى فَقُلْتُ: مَا أَشَدَّ حُمَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((إِنَّا كَذَالِكَ مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ يُضَاعَفُ عَلَيْنَا الْوَجَعُ لِيُضَاعَفَ لَنَا الْأَجْرُ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: ((الْأَنْبِيَاءُ)) قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الصَّالِحُونَ، إِنْ كَانَ لَيُبْتَلٰى بِالْفَقْرِ حَتّٰى مَا يَجِدُ إِلَّا الْعَبَاءَةَ فَيَجُوبُهَا وَيَلْبَسُهَا، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلٰى بِالْقُمَّلِ حَتّٰى يَقْتُلَهُ الْقُمَّلُ وَكَانَ ذَالِكَ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْعَطَاءِ)) [1]

---

[1] [صحيح] مسند أحمد: ۳/ ۹۴ـسنن ابن ماجه: ۴۰۲۴ـمسند أبى يعلى الموصلى: ۱۰۴۵ـ المستدرك للحاكم: ۱/ ۹۹ـالمعجم الكبير للطبرانى: ۳/ ۳۷۲ـمسند عبد بن حميد: ۹۶۰

’’میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کو بخار تھا، میں نے چادر کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا تو بخار کی حرارت محسوس کی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو شدید بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم انبیاء کی جماعت ہیں، ہمیں تکلیف بھی دوگنا ہوتی ہے، اجر بھی دوگنا ملتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے سخت آزمائش کن کی ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کی۔ میں نے پوچھا: پھر کن لوگوں کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر نیک لوگوں کی، کسی شخص کو فقر میں اس طرح آزمایا جاتا ہے کہ اس کے پاس صرف ایک چادر ہوتی ہے جسے وہ اوڑھتا اور لباس کے طور پر پہنتا ہے اور کسی شخص کو جوؤں سے اس طرح آزمایا جاتا ہے کہ جوئیں اسے ہلاک کر دیتی ہیں، لیکن انہیں اس آزمائش سے گزرنا کچھ دیے جانے سے اچھا لگتا ہے۔‘‘

وضاحت: کسی مرض، تکلیف، مصیبت یا کسی بھی طرح کی آزمائش آن پڑنے پر انسان کو کسی بھی طرح کا شکوہ یا ناشکری قطعاً اپنی زبان پر نہیں لانا چاہیے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق کی علامت سمجھتے ہوئے پریشانی کی اس حالت میں بھی خوش ہو جانا چاہیے اور بہ خوشی اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول کرنا چاہیے۔ جب بندہ اللہ کے امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر اللہ بھی اس کا دست و بازو بن جاتا ہے اور تمام تر مصائب و مشکلات سے اسے کافی ہو جاتا ہے۔ نیک لوگ اس طرح کے مصائب کا اجر وثواب جانتے ہوتے ہیں، تبھی انہیں فراخی وخوش حالی یا کسی بھی چیز کے ملنے سے زیادہ خوشی آزمائش میں مبتلا رہنے سے ہوتی ہے، تاکہ ان کا اجر وثواب مزید بڑھتا ہی چلا جائے۔

وھب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’إِنَّمَا خَلَقَ اللّٰهُ الْبَلَاءَ لِلْأَنْبِيَاءِ وَرَزَقَهُمُ الصَّبْرَ كَانَ أَحَدُهُمْ

يَأْخُذُ الثَّوْبَ مِنَ الصُّوفِ فَيَتَدَرَّعُهُ وَكَانَ الْقَمْلُ يَسْقُطُ مِنْهُ فَإِذَا جَاءَهُمْ مِنَ الرَّخَاءِ فَدَعَوْا مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ قَدْ سَخِطَ عَلَيْهِمْ." ❶

''اللہ تعالیٰ نے آزمائشوں کو پیدا ہی انبیاء کے لیے کیا ہے اور انہیں صبر سے بھی نوازا ہے۔ ایک نبی تو اُون کا کپڑا لیا کرتے اور اسی کو جبہ اور زِرہ بنا کر پہن لیتے۔ ایک نبی کے سر سے جوئیں گرتی رہتی تھیں۔ پھر جب ان پر فراخی کے دِن آتے تھے تو (اللہ تعالیٰ سے) اس خدشے کی وجہ سے ہی دعا فرماتے کہ کہیں وہ ان پر (کوئی چیز نہ مانگنے کی وجہ سے) ناراض نہ ہو۔''

رسول اللہ ﷺ کی تکلیف کی شدت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"مَا رَأَيْتُ أَشَدَّ وَجَعًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ❷

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی تکلیف سے زیادہ سخت تکلیف کسی کی نہیں دیکھی۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"مَا رَأَيْتُ الْوَجَعَ عَلَى أَحَدٍ أَشَدَّ مِنْهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ." ❸

''میں نے کسی پر اس سے سخت تکلیف نہیں دیکھی جو تکلیف رسول اللہ ﷺ پر آئی تھی۔''

---

❶ [حسن] الزهد لأحمد بن حنبل، ص: ٣٧٤

❷ صحيح البخاري: ٥٦٤٧۔ صحيح مسلم: ٢٥٧٢

❸ [صحيح] تاريخ بغداد للخطيب: ٤/ ٧٦

وضاحت: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو اس معاملے میں بھی اُسوہ بنانا چاہیے اور یہ سوچ کر صبر و برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی محبوب ترین شخصیت کو اس قدر تکلیف میں مبتلا کرسکتا ہے تو پھر ہماری بیماری کی کیا حیثیت ہے؟ اس لیے کسی بھی آزمائش کے وقت نہ تو زبان پر کسی قسم کا شکوہ لانا چاہیے اور نہ ہی دامن صبر چھوٹنے پائے، تاکہ کسی بھی طرح سے اجر و ثواب سے محروم نہ ہوا جاسکے۔

آپ ﷺ پندرہ دن تک سو نہ سکے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشَدَّدُ عَلَيْهِ إِذَا مَرِضَ حَتّٰى أَنَّهُ لَرُبَّمَا مَكَثَ خَمْسَ عَشْرَةَ لَا يَنَامُ، وَكَانَ يَأْخُذُهُ عِرْقُ الْكُلْيَةِ وَهُوَ الْخَاصِرَةُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ فَيَكْشِفُ عَنْكَ؟، قَالَ: ((إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ يُشَدَّدُ عَلَيْنَا الْوَجَعُ لِيُكَفَّرَ عَنَّا)) [1]

"رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو آپ کی طبیعت بہت گراں ہو جایا کرتی تھی، یہاں تک کہ بسا اوقات تو آپ پندرہ پندرہ دِن تک سوتے ہی نہیں تھے۔ آپ ﷺ کو کمر کی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ (ایک روز) ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں تو وہ آپ کی یہ تکلیف ختم کر دے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً ہم انبیاء کی جماعت کو اس لیے سخت تکلیف میں مبتلا کیا جاتا ہے تاکہ ہماری خطاؤں کا کفارہ ہو جائے۔"

[1] [رجاله ثقات] مسند أبي يعلى الموصلي: ٤٧٦٩

رسول اللہ ﷺ کو بخار کا دوہرا اجر و ثواب

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قَالَ: قُلْتُ: ذَالِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجَلْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)) [1]

''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بہت تیز بخار تھا۔ میں نے آپ کو اپنا ہاتھ لگایا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو بہت ہی سخت بخار ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا: یہ اس لیے ہے کیونکہ آپ کو اجر بھی دوہرا ملتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان کسی بھی مرض یا کسی اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

[1] صحيح البخاري: ٥٦٤٧ـ صحيح مسلم: ٢٥٧١

وَضَعْتُ يَدِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي مَا أَجْرُكَ؟ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مَحْمُومٌ، فَقَالَ: ((إِنَّا كَذَالِكَ يُضَاعَفُ لَنَا الْبَلَاءُ كَمَا يُضَاعَفُ لَنَا الْأَجْرُ)) [1]

''میں نے اپنا ہاتھ نبی ﷺ پر رکھا اور عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کو کس قدر اجر ملے گا؟ آپ کو اس دن بخار تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس طرح ہمیں دوہرے اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے اسی طرح ہم پر آزمائشیں بھی دوگنا آتی ہیں۔''

[1] [حسن] تفرّد به المؤلف
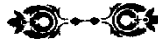
آزمائشوں کی حقیقت اور فوائد و ثمرات

آزمائش کا آنا ایمان کی علامت ہے

ہلال بن یساف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَذَكَرُوا الْأَوْجَاعَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا اشْتَكَيْتُ قَطُّ، فَقَالَ عَمَّارٌ: مَا أَنْتَ مِنَّا أَوْ لَسْتَ مِنَّا إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُبْتَلَى بِبَلَاءٍ فَتُحَطُّ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يُحَطُّ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ، وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوْ قَالَ الْفَاجِرَ -شَكَّ شُعْبَةُ- يُبْتَلَى بِبَلَاءٍ فَمَثَلُهُ مَثَلُ بَعِيرٍ أُطْلِقَ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ أُطْلِقَ، وَعُقِلَ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عُقِلَ" [1]

"ہم سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو لوگوں نے تکالیف کا تذکرہ کر دیا، تو ایک دیہاتی نے کہا: میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ تو عمار رضی اللہ عنہ نے

[1] [رجاله ثقات] المصنف لابن أبي شيبة: ٣/ ٢٣٢۔الدر المنثور للسيوطي: ٢/ ٧٠٣

فرمایا: تو ہم میں سے نہیں ہے، یقیناً جس مسلمان کو کسی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے اس کے گناہ اس سے اس طرح گرائے جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے گرتے ہیں اور کافر (یا فرمایا کہ) فاسق کو جب کسی آزمائش سے دوچار کیا جاتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی مانند ہوتی ہے کہ جسے کھلا چھوڑا جائے تو اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیوں کھولا گیا ہے اور اگر اسے باندھ دیا جائے تو اسے تب بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیوں باندھا گیا ہے۔"

وضاحت: مومن شخص بیماری اور مصیبت سے نہ صرف اجر وثواب حاصل کرتا ہے بلکہ اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنا تزکیہ نفس کرتا ہے لیکن فاسق یا کافر شخص اس مصیبت اور بیماری کو فقط اذیت سمجھتا ہے، جس وجہ سے وہ اجر وثواب سے تو محروم رہتا ہی ہے، اس کے علاوہ کوئی سبق بھی حاصل نہیں کرتا۔ اس کے لیے یہ تکلیف بس ایسی ہی ہوتی ہے کہ کچھ دن بستر پر پڑا اور پھر اُٹھ پڑا۔ کوئی وجہ، سبب، اہمیت اور فضیلت اس کے نہاں خانۂ دِل میں بھی نہیں ہوتی بلکہ جانور کے مثل ہوتا ہے کہ جسے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے باندھا کیوں گیا تھا اور نہ یہ پتہ ہوتا ہے کہ چھوڑا کیوں گیا ہے۔

آزمائش کا آنا محبتِ الٰہی کی دلیل ہے

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَبِرَتْ سِنِّي، وَسَقِمَ جَسَدِي، وَذَهَبَ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا خَيْرَ فِي جَسَدٍ لَا يُبْتَلَى وَلَا خَيْرَ فِي مَالٍ لَا يُرْزَأُ مِنْهُ، إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا ابْتَلَاهُ وَإِذَا ابْتَلَاهُ صَبَّرَهُ)) [1]

[1] [ضعیف] الصبر والثواب علیه لابن أبي الدنیا: ١٨٥

''ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں، میرا جسم بھی بیمار رہنے لگا ہے اور مال بھی ختم ہو چکا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس جسم میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہوتی جس کی آزمائش نہ کی جائے اور نہ ہی اس مال میں خیر و بھلائی ہوتی ہے جس میں کمی نہ ہو۔ یقیناً جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزماتا ہے اور جب وہ اسے آزماتا ہے تو اسے صبر کی توفیق بھی دیتا ہے۔''

جتنا کوئی اللہ کے قریب ہوگا؛ اتنا ہی آزمایا جاتا ہے

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: ((اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلٰى حَسَبِ ذَالِكَ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)) [1]

''میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سخت ترین آزمائش کے شکار کون لوگ ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء، پھر جو ان کے بعد سب سے افضل ہیں، پھر جو ان کے بعد درجہ و مقام رکھتے ہیں۔ آدمی کو اس کے دِین کے حساب سے آزمایا جاتا ہے، اگر تو وہ اپنے دِین میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت کی جاتی ہے اور اگر وہ اپنے دِین میں نرم (یعنی سست) ہو تو

[1] [حسن صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٧٢۔سنن الترمذي: ٢٣٩٨۔سنن ابن ماجه: ٤٠٢٣۔سنن الدارمي: ٢٧٨٣۔مسند الشاشي: ٦٩۔مسند عبد بن حميد: ١٤٦۔صحيح ابن حبان: ٢٩٠١۔المستدرك للحاكم: ١/ ١٠٠.

اسے اسی حساب سے آزمایا جاتا ہے۔ بندے پر آزمائش و مصیبت آتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اسے ایسا کر کے چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چل پھر رہا ہوتا ہے اور اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں رہتا۔"

وضاحت: جو شخص جس قدر زیادہ دِیندار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ثابت قدمی دیکھنے اور اسے بلند درجات پر فائز کرنے کے لیے اسے اسی قدر آزمائش سے گزارتا ہے۔ نیک صاحبِ ایمان پر مشکلات کا آنا اس کے کمالِ ایمان اور اللہ تعالیٰ کا محبوب و مقرب بندہ ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ اسے ان مصائب سے گھبرانا بالکل نہیں چاہیے، بلکہ صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ جہاں اس مصیبت اور آزمائش کے باعث اس کے گناہوں کا خاتمہ فرمائے وہاں اس کے صبر کے بہ دولت اس کے درجات کو بھی بلند فرما دے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً؟ قَالَ: ((النَّبِيُّونَ ثُمَّ الصَّالِحُونَ)) [1]

"نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: لوگوں میں سب سے سخت آزمائش کن کی ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کی، پھر نیک لوگوں کی۔"

ابوعبیدہ بن حذیفہ اپنی پھوپھی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ نَعُودُهُ فَإِذَا سِقَاءٌ مُعَلَّقَةٌ يَقْطُرُ مَاؤُهَا عَلَيْهِ مِنْ شِدَّةِ مَا يَجِدُ مِنَ الْحُمّٰى، فَقُلْنَا: لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ أَنْ يَرْفَعَهَا عَنْكَ، قَالَتْ: فَقَالَ: ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) [2]

---

[1] [إسناده ليس بالقوى] كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال: ٣/ ٤٣٣.

[2] [حسن] مسند أحمد: ٦/ ٣٦٩۔السنن الكبرىٰ للنسائى: ٧٤٨٢۔المعجم الكبير للطبرانى: ٢٤/ ٢٤٤۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٤٤٨۔مجمع الزوائد للهيثمى: ٢/ ٢٩٢

''میں کچھ عورتوں کے ہمراہ نبی ﷺ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئی، تو وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا جس سے پانی آپ پر ٹپک رہا تھا۔ ایسا آپ کے بخار کی شدت کے باعث کیا گیا تھا۔ ہم نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ آپ کا بخار ختم فرما دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً لوگوں میں سب سے سخت آزمائش انبیاء کی ہوا کرتی ہے، پھر ان لوگوں کی جو ان کے قریب ہوتے ہیں، پھر ان کی جو ان سے قریب (درجے والے) ہوتے ہیں۔''

ابوعبیدہ بن حذیفہ اپنی پھوپھی سے بیان کرتے ہیں کہ:

أَخَذَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمّٰى شَدِيدَةٌ فَأَمَرَ بِسِقَاءٍ، فَعُلِّقَ بِشَجَرَةٍ ثُمَّ اضْطَجَعَ تَحْتَهُ فَجَعَلَ يَقْطُرُ عَلٰى فُؤَادِهٖ قَالَتْ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا: أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَدِ اشْتَدَّتْ عَلَيْكَ الْحُمّٰى وَآذَتْكَ فَادْعُ اللّٰهَ يَكْشِفُ عَنْكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) [1]

''نبی ﷺ کو بہت سخت بخار ہو گیا تو آپ ﷺ نے ایک مشکیزہ لانے کا حکم فرمایا، جسے ایک درخت پر لٹکا دیا گیا، پھر آپ ﷺ اس کے نیچے لیٹ گئے اور آپ کے دِل پر پانی ٹپکنے لگا۔ پھر ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ہم نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کو تو بہت سخت بخار ہوا پڑا ہے اور تکلیف بھی دے رہا ہے، لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ بخار ختم کر دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً لوگوں میں سب سے سخت آزمائش انبیاء کی ہوا کرتی ہے، پھر ان لوگوں کی جو ان کے قریب ہوتے ہیں، پھر ان کی جو ان سے قریب (درجے والے) ہوتے ہیں۔''

[1] [حسن] مسند أحمد: ٦/ ٣٦٩۔السنن الكبرٰى للنسائي: ٧٤٨٢۔المعجم الكبير للطبراني: ٢٤/ ٢٤٤۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٤٤٨۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٢٩٢

اللہ جنہیں آزماتا ہے، ان کی بھلائی چاہتا ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا ابْتَلاهُمْ)) ❶

"جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کی آزمائش کرتا ہے۔"

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا وَأَرَادَ أَنْ يُصَافِيَهُ صَبَّ عَلَيْهِ الْبَلاءَ صَبًّا وَثَجَّهُ عَلَيْهِ ثَجًّا، فَإِذَا دَعَا الْعَبْدُ قَالَ: يَا رَبَّاهُ، قَالَ اللّٰهُ: لَبَّيْكَ عَبْدِي لا تَسْأَلُنِي شَيْئًا إِلَّا أَعْطَيْتُكَ إِمَّا أَنْ أُعَجِّلَهُ لَكَ وَإِمَّا أَنْ أَدَّخِرَهُ لَكَ)) ❷

"یقیناً جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے یا اسے (گناہوں سے) پاک صاف کرنا چاہتا ہے تو اس پر کوئی آزمائش ڈال دیتا ہے اور پھر اس پر (آزمائشیں) ڈالتا ہی جاتا ہے۔ پھر جب بندہ دعا کرتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے پیارے پروردگار۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے میں حاضر

❶ [إسناده لا بأس به] سنن الترمذی: ٢٣٩٦۔سنن ابن ماجه: ٤٠٣١۔مسند أبي يعلى الموصلي: ٤٢٢٢۔ المعجم الأوسط للطبراني: ٣٢٢٨۔مسند الشهاب للقضاعي: ١١٢١۔ شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٤٥.

❷ [ضعيف] الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٢

ہوں۔ تو مجھ سے جو بھی مانگے گا میں تجھے عطا کروں گا، یا تو میں تجھے وہ فوراً عطا کر دوں گا، یا پھر تیرے لیے ذخیرہ کر لوں گا۔“

وضاحت: آزمائشوں کا تسلسل سے آنا اللہ تعالیٰ کی محبت اور گناہوں سے پاکی کا باعث ہونے کی علامت ہے، اس لیے انسان پے در پے مصائب آنے پر دِلبرداشتہ ہو کر اپنی قسمت کو کوسنا اور ناشکری کی باتیں کرنا نہ شروع کر دے بلکہ صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ثابت قدمی سے انہیں جھیلے اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی اُمید رکھے۔ یقیناً اس کا صبر ثمر آور ثابت ہوگا۔ نیز مریض شخص کی دعا قبول ہوتی ہے، وہ جو بھی جائز دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبولیت سے نوازتا ہے۔ البتہ قبولیت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: یا تو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز اسے فوراً عطا فرما دے، یا پھر روزِ قیامت کے لیے اسے ذخیرہ کر لے۔ گویا جو بھی وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا وہ اسے ضرور مل کر رہے گا۔ خواہ دنیا میں مل جائے یا کل قیامت کے روز ملے، کہ جہاں اسے دنیا سے زیادہ ضرورت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ جنت کے مقررہ مقام تک کیسے پہنچاتا ہے؟

محمد بن خالد السلمی اپنے دادا، جو کہ صحابیِ رسول تھے، سے بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ خَرَجَ زَائِرًا لِرَجُلٍ مِنْ إِخْوَانِهِ فَبَلَغَهُ أَنَّهُ شَاكٍ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَتَيْتُكَ زَائِرًا وَأَتَيْتُكَ عَائِدًا وَمُبَشِّرًا، قَالَ: كَيْفَ جَمَعْتَ هٰذَا كُلَّهُ؟ قَالَ: خَرَجْتُ وَأَنَا أُرِيدُ زِيَارَتَكَ فَبَلَغَتْنِي شَكَاتُكَ، فَكَانَتْ عِيَادَةً، وَأُبَشِّرُكَ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا سَبَقَتْ لِلْعَبْدِ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِي جَسَدِهِ، أَوْ فِي وَلَدِهِ، أَوْ فِي مَالِهِ، ثُمَّ صَبَّرَهُ حَتّٰى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ

اللّٰہِ))❶

''وہ اپنے (مسلمان) بھائیوں میں سے ایک آدمی سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے اور اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی انہیں معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ چنانچہ جب وہ اس کے پاس آئے تو کہا: میں تمہارے کے پاس ملنے، عیادت کرنے اور خوشخبری سنانے آیا ہوں۔ اس نے کہا: آپ نے یہ تمام کام کیسے جمع کر لیے؟ تو انہوں نے کہا: میں جب (گھر سے) نکلا تو تم سے ملنے کا ارادہ تھا، پھر مجھے تمہارے بیمار ہونے کا پتا چلا؛ تو یہ عیادت بن گئی، اور میں تمہیں ایک چیز کی بشارت سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مقام و مرتبہ مقدر ہو چکا ہو اور وہ اپنے اعمال کی بناء پر اس تک نہ پہنچ سکتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے جسمانی طور پر، یا اس کی اولاد و مال کے سلسلے میں آزماتا ہے، پھر اسے صبر کی توفیق بھی مرحمت فرماتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس مقام و مرتبے تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے اللہ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔''

آزمائش کو نعمت اور خوش حالی کو مصیبت سمجھو

امام وھب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَا يَكُونُ الرَّجُلُ فَقِيهًا كَامِلَ الْفِقْهِ حَتّٰى يُعِدَّ الْبَلَاءَ نِعْمَةً، وَيُعِدَّ الرَّخَاءَ مُصِيبَةً وَذَالِكَ أَنَّ صَاحِبَ الْبَلَاءِ يَنْتَظِرُ الرَّخَاءَ، وَصَاحِبَ الرَّخَاءِ يَنْتَظِرُ الْبَلَاءَ"❷

❶ [حسن لغیرہ] مسند أحمد: ٥/ ٢٧٢۔سنن أبی داود: ٣٠٩٠۔السنن الکبریٰ للبیهقی: ٣/ ٣٧٤۔ شعب الإیمان للبیهقی: ١٢/ ٢٧٤۔مجمع الزوائد للهیثمی: ٢/ ٢٩٢

❷ [ضعیف] حلیة الأولیاء لأبی نعیم: ٤/ ٥٦۔الزهد لأحمد بن حنبل، ص: ٣٧٣

''آدمی تب تک کامل فقیہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ آزمائش کو نعمت نہ سمجھے اور خوش حالی کو مصیبت نہ سمجھے، اس لیے کہ آزمائش میں مبتلا شخص خوش حالی کا انتظار کرتا ہے اور خوش حالی والا شخص آزمائش کا انتظار کرتا ہے۔''

اللہ کے آزمائش کردہ تین قسم کے لوگ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَيُجَرِّبُ أَحَدَكُمْ بِالْبَلَاءِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِ، كَمَا يُجَرِّبُ أَحَدُكُمْ ذَهَبَهُ بِالنَّارِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَخْرُجُ كَالذَّهَبِ الْإِبْرِيزِ فَذَالِكَ الَّذِي نَجَّاهُ اللّٰهُ مِنَ السَّيِّئَاتِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَخْرُجُ كَالذَّهَبِ دُونَ ذَالِكَ فَذَالِكَ الَّذِي يَشُكُّ بَعْضَ الشَّكِّ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَخْرُجُ كَالذَّهَبِ الْأَسْوَدِ فَذَالِكَ الَّذِي قَدِ افْتُتِنَ)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں آزمائش کے ذریعے جانچتا ہے، حالانکہ وہ اس کے متعلق بہ خوبی جانتا ہے، (وہ اسی طرح جانچ کرتا ہے) جس طرح تم اپنے سونے کو آگ پر جانچتے ہو۔ ان میں سے کچھ لوگ تو خالص سونے کی مانند نکل آتے ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچا لیا۔ کچھ لوگ اس سے کم تر سونے کی مانند نکلتے ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو کسی شک میں مبتلا ہوتے ہیں اور کچھ لوگ تو کالے سونے کی مانند نکلتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو فتنے کا شکار ہو گئے۔''

[1] [ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ١٦٦۔شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٨١۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٥٠۔الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٣۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٢٩١

کچھ تعلق نہ ہوتا تو خفا کیوں ہوتے؟!

ابوالملیح بیان کرتے ہیں کہ:

"دَخَلَ صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ وَأَنَا مَعَهُ، فَلَمَّا قَامَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ: إِنَّ رَبَّكَ قَدْ عَاتَبَكَ فَاعْتِبْهُ" [1]

"صالح بن مسمار رحمہ اللہ ایک مریض کی عیادت کے لیے گئے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا، جب آپ اس کے پاس سے اُٹھے تو فرمایا: یقیناً تمہارے پروردگار نے تم سے تعلق کی بناء پر ناگواری کا اظہار کیا ہے، لہٰذا تم بھی اب اس کے ساتھ تعلق جوڑ لو۔"

وضاحت: جب بندہ اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی یاد دلانے کے لیے کسی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے اور یہ انسانی فطرت ہے کہ بندہ مصیبت آن پڑنے پر اپنے رب کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس سے تعلق مضبوط کر لیتا ہے۔ اس لیے اللہ خود سے اپنے بندے کے کمزور تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے اسے کسی مصیبت، تنگی، پریشانی اور مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لہٰذا بندے کو ان ایام کا خوب فائدہ اٹھانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے کمزور ہو جانے والے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کر لینا چاہیے۔

اللہ کو اپنے بندے کا گڑگڑانا بہت پسند ہے

امام کردوس ثعلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَجَدْتُ فِي الْإِنْجِيلِ إِذْ كُنْتُ أَقْرَأُهُ: إِنَّ اللّٰهَ لَيُصِيبُ الْعَبْدَ

[1] [حسن] تاریخ بغداد للخطیب: ١٤/ ٢١

بِالْأَمْرِ يَكْرَهُهُ وَإِنَّهُ لَيُحِبُّهُ لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَضَرُّعُهُ إِلَيْهِ۔"❶

''میں نے انجیل میں دیکھا تو وہاں یہ بات پڑھی کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بندے کو ایسے معاملے سے دوچار کر دیتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے (یعنی کوئی مرض، تکلیف یا پریشانی وغیرہ) جبکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے، تاکہ وہ دیکھے کہ بندہ اس کے سامنے کیسے گڑگڑاتا ہے۔''

چھوٹی سے چھوٹی آزمائش سے بھی گناہوں کا کفارہ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ هٰذِهِ الْأَمْرَاضَ الَّتِي تُصِيبُنَا مَاذَا لَنَا بِهَا؟ قَالَ: ((كَفَّارَاتٌ)) قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنْ قَلَّتْ؟ قَالَ: ((شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا))۔ قَالَ: فَدَعَا أُبَيٌّ عَلٰى نَفْسِهِ أَلَّا يُفَارِقُهُ الْوَعْكُ حَتّٰى يَمُوتَ فِي أَلَّا يَشْغَلُهُ عَنْ حَجٍّ وَلَا عُمْرَةٍ وَلَا جِهَادٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فِي جَمَاعَةٍ، قَالَ: فَمَا بَاشَرَ رَجُلٌ جِلْدَهُ بَعْدَهَا إِلَّا وَجَدَ حَرَّهَا حَتّٰى مَاتَ. ❷

''(میں نے عرض کیا:) اے اللہ کے رسول! آپ کا خیال ہے کہ یہ جو ہمیں بیماریاں لگتی ہیں، کیا ان کی وجہ سے ہمیں کوئی صلہ بھی ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں۔ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ تھوڑی سی ہی تکلیف ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کانٹا چبھ

❶ [حسن لغيره] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٦٨

❷ [صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٢٣۔السنن الكبرٰى للنسائي: ٧٤٨٩۔مسند أبي يعلى الموصلي: ٩٩٥۔صحيح ابن حبان: ٢٩٢٨۔المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٤٣۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٢

جائے یا اس سے بھی کم کوئی تکلیف پہنچے (تو وہ بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے)۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا اُبَی رضی اللہ عنہ نے اپنے خلاف یہ دعا کی کہ مرتے دَم تک ان کا بخار نہ اُترے، البتہ وہ ان کے لیے حج وعمرہ کی ادائیگی، جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت اور نماز باجماعت ادا کرنے میں رُکاوٹ نہ بنے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد جس بھی آدمی نے ان کے جسم کو ہاتھ لگایا؛ اس نے ان کے جسم میں حرارت محسوس کی، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے۔''

وضاحت: معلوم ہوا کہ ہر آزمائش، خواہ وہ بہت بڑی ہو یا چھوٹی سے چھوٹی ہو، صرف گناہوں کی مغفرت اور بلندئ درجات کا بہانہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان آزمائشوں کے ذریعے اپنے بندوں کو پریشانیوں میں نہیں ڈالتا بلکہ درحقیقت انہیں آخرت کی ان پریشانیوں سے نکال باہر کرتا ہے جو دنیا کے مقابلے میں کہیں بڑی ہوں گی اور بندہ اپنا مال و اولاد اور تمام اعزاء واقرباء کو معاوضے میں دے کر وہاں کی ایک پریشانی سے نجات پانا بھی اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھے گا۔ لیکن ان تمام سے چھٹکارے کا سامان اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی آزمائش سے دوچار کر کے فرما دیتا ہے۔ اس لیے کسی بھی آزمائش کو مصیبت سمجھنے کی بجائے رحمتِ خداوندی سمجھنا چاہیے۔

اللہ سے اس حال میں ملاقات کہ بندے کا کوئی گناہ باقی نہ ہو

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي جَسَدِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)) [1]

[1] [حسن] مسند أحمد: ٢/ ٢٨٧۔سنن الترمذي: ٢٣٩٩۔الأدب المفرد للبخاري: ٤٩٤۔الزهد لهناد: ٤٠٢۔ صحيح ابن حبان: ٢٩١٣۔ شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٥٩۔ المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٧

''جو مومن مرد و عورت مسلسل جسمانی، مالی یا اولاد کی پریشانیوں میں مبتلا رہتا ہے؛ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے، اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔''

عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا زَالَ اللّٰهُ يَبْتَلِي الْعَبْدَ حَتّٰى يَلْقَاهُ وَمَا لَهُ ذَنْبٌ)) ❶

''اللہ تعالیٰ بندے کو مسلسل آزماتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب بندہ اللہ سے جا ملتا ہے تو اس کا کوئی گناہ باقی نہیں بچا ہوتا ہے۔''

وضاحت: اللہ تعالیٰ اپنے اسی بندے سے ایسا کرتا ہے جس سے اس کو محبت ہوتی ہے، اس لیے اسے دنیا میں کسی آزمائش سے دوچار کر کے آخرت کی بڑی آزمائش سے بچا لیتا ہے بلکہ اس کو دنیا میں ہی گناہوں سے پاک صاف کر کے اپنے پاس بلاتا ہے اور پھر اپنے ہاں عظیم درجات پر فائز کر دیتا ہے۔

مسلمان کے لیے خوشی کے ایام

امام حسن رحمہ اللہ نے درد اور تکلیف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''أَمَا وَاللّٰهِ مَا هُوَ يَسُرُّ أَيَّامَ الْمُسْلِمِ أَيَّامٌ قُورِبَ لَهُ فِيهَا مِنْ أَجَلِهِ، وَذُكِّرَ فِيهَا مَا نَسِيَ مِنْ مَعَادِهِ، وَكُفِّرَ عَنْهُ خَطَايَاهُ'' ❷

''سنو! اللہ کی قسم! مسلمان کے وہ ایام جو اس کے لیے خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں وہ ایام ہیں جن میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا سامان ہو اور ان میں اسے اس چیز کی یاد دلائی جاتی ہے جسے وہ اپنی آخرت کے سلسلے میں بھول چکا ہوتا ہے اور اس کے باعث اس کے گناہوں کا کفارہ

❶ [مرسل] المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ١٢٩ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٢ ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٣٤٨ ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ٢٩٧

❷ [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٥١

کیا جاتا ہے۔‘‘

کاش! ہم بھی ان جیسا اجر وثواب پا سکتے

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِيضِ مِمَّا يَرَوْنَ مِنْ ثَوَابِ أَهْلِ الْبَلَاءِ)) [1]

’’خیر و عافیت میں رہنے والے جب قیامت کے دِن ان لوگوں کے اجر وثواب کو دیکھیں گے جو (دنیا میں) آزمائشوں کا شکار ہوتے رہے، تو وہ یہ خواہش کریں گے کہ کاش! ان کے چمڑوں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔‘‘

وضاحت: دنیا میں فراخی و خوش حالی اور خیر و عافیت کی زندگی گزارنے والے لوگ جب روزِ قیامت ان لوگوں کو بے پناہ اجر وثواب اور بے حساب انعامات ملتے دیکھیں گے کہ جو دنیا میں طرح طرح کی آزمائش میں مبتلا اور طرح طرح کے مصائب کا شکار رہے، تو وہ اپنی فراخی وخوش حالی کی تمام تر دنیوی زندگی کو ہیچ تصور کریں گے اور خواہش کریں گے کہ کاش! ہمیں دنیا میں آسودگی اور راحت ملنے کی بہ جائے اس قدر آزمایا جاتا کہ ہمارے جسم کے چمڑوں کو قینچیوں سے کاٹ دِیا جاتا لیکن اس کے عوض ہمیں آج کے اس اجر وثواب سے نواز دِیا جاتا؛ تو ہمیں بہ خوشی قبول ہوتا۔

تب تک گناہوں کا کفارہ اور پاکیزگی ہوتی رہتی ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] [حسن] سنن الترمذي: ٢٤٠٢۔المعجم الصغير للطبراني: ٢٤١۔شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٨٠۔ المصنف لابن أبي شيبة: ١٠٨٢٩

دَخَلْتُ عَلٰی أُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی ذِئَابٍ عَائِدًا لَهَا مِنْ شَكْوٰی، فَقَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّی دَخَلْتُ عَلٰی أُمِّ سَلَمَةَ أَعُودُهَا مِنْ شَكْوٰی فَنَظَرَتْ إِلٰی قَرْحَةٍ فِی يَدِی، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا ابْتَلَى اللّٰهُ عَبْدًا بِبَلَاءٍ وَهُوَ عَلٰی طَرِيقَةٍ يَكْرَهُهَا إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذَالِكَ الْبَلَاءَ لَهُ كَفَّارَةً وَطَهُورًا مَا لَمْ يُنْزِلْ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْبَلَاءِ بِغَيْرِ اللّٰهِ أَوْ يَدْعُو غَيْرَ اللّٰهِ فِی كَشْفِهِ)) [1]

"میں اُمِ عبداللہ بن ابی ذئاب کی عیادت کے لیے گیا جب وہ بیمار ہوئیں، تو انہوں نے کہا: اے ابوہریرہ! میں سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیماری میں ان کی عیادت کے لیے گئی تو انہوں نے میرے ہاتھ میں پھوڑا دیکھا اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اور وہ آزمائش ایسی صورت میں آتی ہے کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس آزمائش کو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور پاکیزگی کا باعث بنا دیتا ہے، اور یہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ بندہ اس آزمائش سے خلاصی کے لیے کسی غیر اللہ کے پاس دھکے نہ کھاتا پھرے یا اس سے خلاصی کے لیے کسی غیر اللہ سے دعا نہ مانگے۔"

اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا!

امام ابومجلز رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

[1] [ضعیف] الترغیب والترہیب للمنذری: ٤/ ١٤١

"إِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِي الْعَبْدَ بِالْبَلَاءِ حَتّٰى مَا يَبْقٰى عَلَيْهِ ذَنْبٌ"❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ بندے کو آزمائش میں مبتلا کیے رکھتا ہے، یہاں تک کہ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔''

گناہوں سے پاکیزگی یا مغفرت ورحمت کا حصول

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا ابْتَلَى اللّٰهُ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ بِبَلَاءٍ فِي جَسَدِهٖ، قَالَ اللّٰهُ لِلْمَلَكِ: اكْتُبْ لَهُ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فَإِنْ شَفَاهُ غَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَ لَهُ وَرَحِمَهُ))❷

''جب اللہ تعالیٰ مسلمان بندے کو کسی جسمانی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تو (عمل لکھنے والے) فرشتے سے فرماتا ہے: اس کا تندرستی والا عمل لکھتے رہو جو یہ کیا کرتا تھا۔ پھر اگر اسے شفا دے دے تو اسے (گناہوں سے) دھو ڈالتا ہے اور پاک کر دیتا ہے اور اگر اس کی جان قبض کر لے تو اس کو بخش دیتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے۔''

جنت کے بلند وبالا درجات کا حصول

امام حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ [لا بأس به] مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٢ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٣٤٨ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ٢٩٧.

❷ [حسن] مسند أحمد: ٣/ ١٤٨ـ مسند أبي يعلى الموصلي: ٧/ ١٨٤ـ شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٨٤ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٢/ ٣٠٤

"إِنَّ الْعَبْدَ لَيُبْتَلٰى فِى مَالِهٖ فَيَصْبِرُ وَلَا يَبْلُغُ بِذَالِكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَيُبْتَلٰى فِى وَلَدِهٖ فَيَصْبِرُ وَلَا يَبْلُغُ بِذَالِكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَيُبْتَلٰى فِى بَدَنِهٖ فَيَصْبِرُ فَيَبْلُغُ بِذَالِكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى"[1]

''یقیناً بندے کی مالی طور پر آزمائش کی جاتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے، لیکن اس کے باعث وہ (جنت کے) بلند درجات تک نہیں پہنچ پاتا۔ اسی طرح اسے اس کی اولاد کے معاملے میں آزمایا جاتا ہے اور وہ صبر کا مظاہرہ کرتا ہے، لیکن اس کے باعث بھی وہ بلند درجات تک نہیں پہنچ پاتا۔ پھر اس کے بدن میں (کوئی بیماری لگا کر) اس کی آزمائش کی جاتی ہے اور وہ صبر سے کام لیتا ہے، تو اس کے ذریعے وہ (جنت کے) بلند و بالا درجات تک پہنچ جاتا ہے۔''

مومن سراپا خیر و بھلائی ہے!

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَجَبًا لِلْمُسْلِمِ إِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ حَمِدَ اللّٰهَ وَشَكَرَ وَإِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ احْتَسَبَ وَصَبَرَ، إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِى كُلِّ شَىْءٍ حَتّٰى فِى اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى فِيهِ))[2]

''مسلمان کا معاملہ بھی بہت دلچسپ ہے، اگر اسے بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اللہ

---

[1] [فيه من لم أعرفه] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٥١

[2] [حسن] مسند أحمد: ١/ ١٨٢۔ الزهد لابن المبارك: ١١٥۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٧/ ٢٠٩

تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے اور جب اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اجر وثواب کی اُمید رکھتے ہوئے صبر کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یقیناً مسلمان کو ہر چیز میں اجر سے نوازا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس لقمے کا بھی اسے اجر ملتا ہے جو وہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے۔‘‘
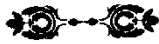
اسلاف رحمہم اللہ کی نظر میں آزمائشوں کی حقیقت

نیک لوگ فراخی سے زیادہ آزمائش میں خوش ہوتے ہیں

ایک صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَوْعُوكٌ فَقُلْنَا: أَخْ أَخْ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَشَدَّ وَعْكَكَ فَقَالَ: ((إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ يُضَاعَفُ عَلَيْنَا الْبَلَاءُ تَضْعِيفًا))، قَالَ: قُلْنَا سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَفَعَجِبْتُمْ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ وَالصَّالِحُونَ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ))، قُلْنَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَفَعَجِبْتُمْ أَنْ كَانَ النَّبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَيَدَّرِعُ الْعَبَاءَةَ مِنَ الْحَاجَةِ لَا يَجِدُ غَيْرَهَا)) قُلْنَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَفَعَجِبْتُمْ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَيَقْتُلُهُ الْقُمَّلُ))، قُلْنَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ:

((أَفَعَجِبْتُمْ إِنْ كَانُوا لَيَفْرَحُونَ بِالْبَلَاءِ كَمَا تَفْرَحُونَ بِالرَّخَاءِ)) ❶

''ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو بخار تھا۔ ہم نے عرض کیا: اَخ، اَخ (عرب لوگ یہ الفاظ تکلیف اور پریشانی کے موقع پر بولتے تھے)۔ اے اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کو تو بہت سخت بخار ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً ہم انبیاء کی جماعت پر آزمائشیں بھی بڑھ چڑھ کر آتی ہیں۔ ہم نے (تعجب سے) کہا: سبحان اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں تعجب ہوا ہے؟ یقیناً لوگوں میں سب سے سخت آزمائش انبیاء پر اور (پھر) حسب درجہ نیک لوگوں پر آتی ہے۔ ہم نے (پھر تعجب سے) کہا: سبحان اللہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں (اس پر بھی) تعجب ہوا ہے؟ سنو! ایک نبی تو ضرورت پڑنے پر ایک ہی چادر اوڑھے رکھتے تھے اور اس کے علاوہ انہیں کچھ میسر نہیں تھا۔ ہم نے کہا: سبحان اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں اس پر بھی تعجب ہے؟ ایک نبی تو ایسے تھے کہ انہیں جوؤں نے ہی مار ڈالا تھا۔ ہم نے (انتہائی تعجب سے) کہا: سبحان اللہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں (اس پر بھی) تعجب ہوا ہے؟ وہ لوگ تو آزمائش پر اس طرح خوش ہوا کرتے تھے جس طرح تم آسودگی میں خوش رہتے ہو۔''

وضاحت: گویا بندے کا ایمان کے اعتبار سے جس قدر درجہ بلند ہوگا اسی قدر اسے آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا جس طرح آزمائش کا شکار ہونا کمالِ ایمان کی علامت ہے اسی طرح فراخی اور عیش و مستی میں رہنا اللہ کے مقربین میں شامل نہ ہونے کی نشانی ہے۔ لہٰذا مصائب و آلام سے محفوظ رہنے والے کو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہیے کہ کہیں اس کا پروردگار اس سے ناراض تو نہیں؟! جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک

❶ [حسن] مسند أبی یعلی الموصلی: ١٠٤٥۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ٣/ ٣٧٢۔ مسند [illegible]ن حمید: ٩٦٠

بار ایک دیہاتی سے پوچھا تھا کہ کیا تمھیں کبھی اُمِ ملدم (جلد اور گوشت کے درمیان حرارت کی بیماری) اور صداع (سر کی تکلیف) ہوئی ہے؟ اس نے کہا: میں نے تو ایسا کبھی محسوس نہیں کیا۔ جب وہ واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: جس شخص کی کسی جہنمی کو دیکھنے کی چاہت ہو تو وہ اسے دیکھ لے۔ [1]

گویا نبی مکرم ﷺ نے اس کا بیماری سے محفوظ رہنا ناراضئ الٰہی کی علامت سمجھا، اسی لیے یہ ارشاد فرمایا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مصائب اور امراض کی دعا کرنی چاہیے، نہیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ عیش و مستی اور فراخی و لااُبالی کی زندگی میں غرق رہنے کو عافیت سمجھنے کی بہ جائے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔ پھر جو لوگ نیک ہوتے ہیں وہ فراخی و خوش حالی سے زیادہ تنگی و مصیبت میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ آزمائش اسی پر ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنا تعلق سمجھتا ہے اور اس کی بھلائی چاہتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے نیک بندے ہر مصیبت و تکلیف کو اللہ کا اعزاز اور انعام سمجھتے ہوئے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اسے اپنے گناہوں کی مغفرت کا سنہری موقع سمجھتے ہیں۔

قبر کی مٹی کی خوراک بننے سے بہتر ہے اجر کا باعث بن جائے!

ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"انْطَلَقْنَا مَعَ الْحَسَنِ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ نَعُودُهُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا ابْنُهُ، فَقَالَ: هُوَ مَبْطُونٌ لَا تَسْتَطِيعُونَ أَنْ تَدْخُلُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ الْحَسَنُ: أَنْ يُؤْخَذَ الْيَوْمَ مِنْ لَحْمِهِ وَدَمِهِ فَيُؤْجَرَ فِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ

[1] مسند أحمد: ٨٣٩٥۔ الأدب المفرد: ٤٩٥۔ السنن الكبرٰى للنسائي: ٧٤٩١۔ مسند البزار: ٧٧٨۔ صحيح ابن حبان: ٢٩١٦.

يَأْكُلَهُ التُّرَابُ“❶

”ہم امام حسن رحمہ اللہ کے ساتھ صفوان بن محرز کے ہاں ان کی عیادت کرنے گئے تو ان کا صاحبزادہ باہر نکلا اور اس نے کہا: وہ پیٹ کے مرض میں مبتلا ہیں، آپ ان سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ تو حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: (اگر اس بیماری کے باعث) آج ان کا گوشت اور خون لے لیا جائے اور اس کے بدلے میں انہیں اجر وثواب سے نواز دِیا جائے تو یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ اسے مٹی کھا جائے۔“

وضاحت: امام حسن رحمہ اللہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر پیٹ کی بیماری سے آج دنیا میں ان کا کچھ گوشت اور خون ضائع بھی ہو جاتا ہے تو یہ رائیگاں نہیں جائے گا، بلکہ اس پر انہیں اجر وثواب سے نوازا جائے گا، اس لیے یہ جائے اس کے کہ اس گوشت کو قبر کی مٹی کھائے؛ اس کا یہاں آزمائش میں مبتلا ہوکر ضائع ہو جانا یا کم ہو جانا اس سے کہیں بہتر ہے۔

اگر ہم بیمار نہ ہوتے تو ہمارا اجر بھی کم ہو جاتا!

ابو محمد حبیب الحرانی بیان کرتے ہیں کہ:

”عَادَنِي الْحَسَنُ فِي مَرَضٍ فَقَالَ لِي: يَا حَبِيبُ إِنْ لَمْ نُؤْجَرْ إِلَّا فِيمَا نُحِبُّ قَلَّ أَجْرُنَا، وَإِنَّ اللّٰهَ كَرِيمٌ يَبْتَلِي الْعَبْدَ وَهُوَ كَارِهٌ، وَيُعْطِيهِ عَلَيْهِ الْأَجْرَ الْعَظِيمَ“❷

”میری بیماری کے ایام میں امام حسن رحمہ اللہ نے میری عیادت کی اور مجھ سے

---

❶ [رجاله ثقات] الزهد لأحمد بن حنبل، ص: ٢٥٧

❷ [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٥٢

فرمایا: اے حبیب! اگر ہمیں صرف انہی امور میں اجر سے نوازا جاتا جنہیں ہم پسند کرتے ہیں؛ تو ہمارا اجر بہت کم ہوتا، اور یقیناً ربِ کریم بندے کو آزماتا ہے جبکہ وہ (آزمائش کو) ناپسند کرتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس پر اسے اجرِ عظیم سے نوازتا ہے۔''

وضاحت: یعنی اگر انسان کو صرف اس کے پسندیدہ کاموں پر ہی اجر وثواب سے نوازا جاتا تو پھر تو اس کا اجر بہت کم ہوتا، کیونکہ انسان طبعی طور پر مصائب و تکالیف اور آزمائشوں کو پسند نہیں کرتا، بلکہ فراخی وتندرستی کی زندگی چاہتا ہے، جبکہ اجر وثواب تو مصائب وبلایا کی صورت میں ملتا ہے۔

کسی تکلیف کو دُور کرنا اللہ کے لیے چنداں مشکل نہیں

سعید التیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

''أَنَّ أَخَا الرَّبِيعِ بْنَ خُثَيْمٍ، دَخَلَ عَلَى الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ وَقَدْ ضَرَبَهُ الْفَالِجُ وَاللُّعَابُ يَسِيلُ مِنْ فِيهِ فَجَعَلْتُ أَمْسَحُ اللُّعَابَ وَأَقُولُ: ضَيَّعَكَ أَهْلُكَ، قَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّهُ بِأَعْتَى الدَّيْلَمِ عَلَى اللّٰهِ''[1]

''ربیع بن خثیم کے بھائی ان کے پاس آئے، ربیع رحمہ اللہ کو فالج ہو گیا تھا اور ان کا لعاب ان کے منہ سے بہتا رہتا تھا، میں لعاب کو صاف کرنے لگا اور کہنے لگا: آپ کے اہلِ خانہ نے آپ کی قدر نہیں کی۔ تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ یہ تکلیف جو میرے ساتھ ہے اس کو دُور کرنا اللہ پر مشکل ہو۔''

---

[1] [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٤٩۔الزهد لهناد: ١/ ٢٣١۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢/ ١١٥۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ٢٦٠

وضاحت: یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میری تکلیف کو رفع کر سکتا تھا، اس کے لیے قطعاً کوئی مشکل نہیں ہے، لیکن اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ میری بھلائی ایسی حالت میں ہی دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا میں اس کے فیصلے پر راضی وخوش ہوں۔

اللہ تعالیٰ جو بہتر سمجھتا ہے وہی کرتا ہے

عمرو بن مُرہ بیان کرتے ہیں کہ:

"كَانَ رَبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ قَدْ أَصَابَهُ فَالِجٌ قَالَ: فَسَالَ مِنْ فِيهِ مَاءٌ وَجَرٰى عَلَى لِحْيَتِهِ فَرَفَعَ يَدَهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمْسَحَهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ بَكْرُ بْنُ مَاعِزٍ فَمَسَحَهُ عَنْهُ، فَلَحَظَ رَبِيعٌ ثُمَّ قَالَ: يَا بَكْرُ وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ هٰذَا الَّذِي بِي بِأَعْتَى الدَّيْلَمِ عَلَى اللّٰهِ"[1]

"ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کو فالج تھا اور ان کے منہ سے رال بہہ کر ان کی داڑھی پر گر رہی تھی۔ انہوں نے اسے پونچھنے کے لیے اپنا ہاتھ اُٹھایا لیکن اُٹھا نہ سکے۔ یہ دیکھ کر ابوبکر بن ماعز اٹھے اور انہوں نے اسے صاف کر دیا۔ ربیع رحمہ اللہ نے ان کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: اے ابوبکر! اللہ کی قسم! مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ یہ تکلیف جو مجھ پر آئی ہے؛ اسے ہٹانا اللہ کے لیے کوئی مشکل کام ہو۔"

وضاحت: یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے کسی مصیبت میں انسان کے لیے خیر و بھلائی نہ رکھی ہو تو وہ اسے دُور کرنے پر بھی قادر ہے۔ سو اگر وہ کسی کی مصیبت کو رفع نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ابھی اسے مزید گناہوں سے پاک کرنا ہے اور اس کے درجات کو مزید بلند کرنا ہے۔

---

[1] [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٤٩۔الزهد لهناد: ١/ ٢٣١۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢/ ١١٥۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ٢٦٠

کیا اللہ ہم سے رُوٹھ گیا ہے؟

شبیب بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام حسن رحمہ اللہ کو فرماتے سنا:

"كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ إِذَا مَرَّ بِهٖ عَامٌ لَمْ يُصَبْ فِي نَفْسِهٖ وَلَا مَالِهٖ، قَالَ: مَا لَنَا أَتَوَدَّعَ اللّٰهُ مِنَّا؟" ❶

"اسلاف رحمہم اللہ میں سے ایک صاحب تھے، جب کسی سال ان کو جانی یا مالی طور پر کوئی مصیبت نہ آتی تو وہ فرماتے: کیا بات ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ ہم سے رُوٹھ گیا ہے؟"

وہ کسی سے شکوہ نہیں کرتے تھے!

ابن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"كَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا اشْتَكٰى لَمْ يَكُنْ يَشْكُو ذَاكَ إِلٰى أَحَدٍ، قَالَ: وَرُبَّمَا اطَّلَعَ الشَّيْءَ" ❷

"محمد رحمہ اللہ جب بیمار ہوتے تھے تو کسی سے اس کا شکوہ نہ کرتے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات کہیں سے کوئی بات معلوم ہو جاتی تھی۔"

وہ تکلیف پر کراہنے کو بھی ناشکری سمجھتے تھے

زُریک بن ابوزُریک بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [حسن] السنن الكبرٰى للبيهقي: ٣/ ٣٨٣۔ شرح السنة للبغوي: ٥/ ٢٢٣

❷ [رجاله ثقات] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٨٣

"كَانَ خَالِدٌ الرَّبْعِيُّ لَا يَشْكُو مَا يَجِدُ إِلَى أَحَدٍ قَالَ: فَاشْتَكَى فَأَصَابَتْهُ ذَاتُ الْجَنْبِ فَذَهَبَ يَنْخَاعُ فَانْخَاعَ دَمًا قَالَ: فَأَنَّ عِنْدَهَا، قَالَ: وَكَانَ لَا يَئِنُّ مِنْ وَجَعٍ، قَالَ: فَاسْتَدْرَكَهَا فَقَالَ: إِلٰهِي مَا هٰذَا جَزَاؤُكَ عِنْدِي أَنْ أَئِنَّ عَلَى وَجَعٍ ابْتَلَيْتَنِي بِهِ"[1]

''خالد الربعی رحمہ اللہ کو جو بھی تکلیف ہوتی تھی وہ کسی سے شکوہ نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں ذات الجنب کی بیماری لگ گئی اور انہیں خون والی بلغم آنے لگی، تو وہ اس تکلیف پر کراہ اُٹھے، حالانکہ وہ کسی تکلیف پر کراہتے نہیں تھے۔ پھر جب انہیں اس غلطی کا احساس ہوا تو فرمایا: اے اللہ! یہ میرے کس گناہ کا بدلہ ہے کہ میں اس تکلیف پر کراہنے لگ گیا ہوں جس میں تو نے مجھے مبتلا کیا ہے۔''

اللہ یہ اپنائیت کا سلسلہ نہ توڑے!

ابوحیان التیمی بیان کرتے ہیں کہ:

"دَخَلُوا عَلَى سُوَيْدِ بْنِ مَثْعَبَةَ وَكَانَ مِنْ أَفَاضِلِ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ لَهُ ابْنُهُ: نَفْسِي فِدَاؤُكَ مَا نُطْعِمُكَ وَمَا نَسْقِيكَ؟ قَالَ: فَأَجَابَهُ بِصَوْتٍ ضَعِيفٍ: بَلَغَتِ الْحَرَاقِفَ، وَطَالَتِ الضِّجْعَةُ، وَاللّٰهِ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ اللّٰهَ نَقَصَنِي مِنْهُ قُلَامَةَ ظُفُرٍ"

''کچھ لوگ سوید بن مثعبہ رحمہ اللہ، جو کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فاضل شاگردوں میں سے تھے، (کی عیادت کے لیے ان) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے ان کا بیٹا کہہ رہا تھا: میری جان آپ پر قربان ہو! ہم آپ کو کھانے پینے

[1] [حسن] تفرّد به المؤلف

کے لیے کیا پیش کریں؟ تو انہوں نے کمزوری آواز کے ساتھ جواب دیا: موت کمر تک آن پہنچی ہے اور لیٹے لیٹے عرصہ بیت گیا ہے، اللہ کی قسم! مجھے ناخن کی تراش کے بہ قدر بھی یہ خواہش نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری سے صحت یاب کر دے۔''

موت آئے تو مغفرت والی، زندگی ملے تو عافیت والی

ابوزبید بیان کرتے ہیں کہ:

"دَخَلْتُ أَنَا وَنَوْفٌ الْبِكَالِيُّ، وَرَجُلٌ آخَرُ عَلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَدِ اشْتَكَى فَقَالَ نَوْفٌ: اللّٰهُمَّ عَافِهِ وَاشْفِهِ، قَالَ: لَا تَقُولُوا هٰذَا وَقُولُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلُهُ عَاجِلًا فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَإِنْ كَانَ آجِلًا فَعَافِهِ وَاشْفِهِ وَأَخِّرْهُ" [2]

''میں، نوف بکالی اور ایک اور آدمی، سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب وہ بیمار تھے۔ تو نوف نے کہا: اے اللہ! انہیں عافیت سے نواز اور شفا عطا فرما۔ تو انہوں نے فرمایا: تم اس طرح مت کہو، بلکہ یوں کہو: اے اللہ! اگر تو ان کی موت کا وقت آ چکا ہے تو ان کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما، اور اگر اس کا وقت نہیں آیا تو انہیں عافیت سے نواز اور شفا عطا فرما، اور اس کو مؤخر کر دے۔''

---

[1] [رجاله ثقات] الزهد لأحمد بن حنبل، ص: ٣٥٩۔الزهد لابن المبارك: ٤٦٣ ۔إحياء علوم الدين للغزالي: ٤/ ٣٣٩

[2] [إسناده لا بأس به] مسند أحمد: ٣/ ١٤٨۔المصنف لابن أبي شيبة: ٣/ ٢٣٣۔ شرح السنة للبغوي: ٥/ ٢٤١۔مسند أبي يعلى الموصلي: ٧/ ٢٣٢ [إسناده لا بأس به] تفرّد به المؤلف

اسے کبھی کوئی آزمائش ہی نہیں آئی!!

قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ:

"طَلَّقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ امْرَأَتَهُ ثُمَّ أَحْسَنَ عَلَيْهَا الثَّنَاءَ فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا سُلَيْمَانَ لِأَيِّ شَيْءٍ طَلَّقْتَهَا؟ قَالَ: مَا طَلَّقْتُهَا لِأَمْرٍ رَابَنِي مِنْهَا وَلَا سَاءَنِي وَلٰكِنْ لَمْ يُصِبْهَا عِنْدِي بَلَاءٌ"[1]

''سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ پھر اس کے محاسن اور خوبیاں بیان کرنے لگے، تو ان سے پوچھا گیا: اے ابو سلیمان! آپ نے اسے طلاق کس وجہ سے دی؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کے کسی ایسے کام کی وجہ سے اسے طلاق نہیں دی کہ جس سے مجھے پریشانی ہوئی ہو اور نہ ہی وہ مجھ سے برا سلوک کرتی تھی، لیکن اسے میرے پاس آ کر کبھی کوئی آزمائش نہیں آئی۔''

وضاحت: یعنی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کا مسلسل عافیت اور فراخی میں رہنا گویا بھلا نہیں لگا اور اسے باعثِ خیر نہیں سمجھا، اسی بناء پر اسے طلاق دے دی۔

اللہ کی پسند ہی میری پسند ہے

سیار بن سلامہ بیان کرتے ہیں کہ:

"دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْعَالِيَةِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ: إِنَّ أَحَبَّهُ إِلَيَّ أَحَبُّهُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ"[2]

---

[1] [حسن] سير أعلام النبلاء للذهبي: ١/ ٣٧٦

[2] [حسن] صفة الصفوة لابن الجوزي: ٣/ ٢١٢

''میں ابوالعالیہ رحمہ اللہ کی اس مرض میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا جس مرض میں ان کی وفات ہوگئی تھی تو انہوں نے فرمایا: یقیناً مجھے بھی وہی معاملہ سب سے زیادہ پسند ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔''

وضاحت: یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ وہ مجھے صحت یاب کر دے تو میں اسی پر خوش ہوں اور اگر اس کی یہ مرضی ہے کہ مجھے اپنے پاس بلا لے تو میں تب بھی اس کے فیصلے پر خوش ہوں۔

مجھے کمزور کر دے، مجھے کمزور کر دے

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"كُنَّا نَعُودُ زُبَيْدًا الْيَامِيَّ فَنَقُولُ لَهُ: اسْتَشْفِ اللّٰهَ، فَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ خِرْ لِي خِرْ لِي" [1]

''ہم زبید الیامی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے تو ہم ان سے کہتے: آپ اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا کریں۔ تو وہ فرماتے: اے اللہ! مجھے کمزور کر دے، مجھے کمزور کر دے۔''

وضاحت: وہ اس طرح کی دعا اجر و ثواب کے حصول کے شوق و رغبت میں کرتے تھے کہ جس قدر بھی مجھ پر کمزوری آئے گی اسی قدر میرا اجر و ثواب بڑھتا جائے گا۔

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے صبر و شکر کا ایمان افروز واقعہ

ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ:

[1] [إسناده لا بأس به] صفة الصفوة لابن الجوزي: ٣/ ٩٨

"أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرٰى وَجَدَ فِي رِجْلِهِ شَيْئًا فَظَهَرَتْ بِهِ قَرْحَةٌ وَكَانُوا عَلَى رَوَاحِلَ فَأَرَادُوهُ عَلَى أَنْ يَرْكَبَ مَحْمَلًا فَأَبَى عَلَيْهِمْ ثُمَّ غَلَبُوهُ فَرَحَلُوا نَاقَةً لَهُ بِمَحْمَلٍ فَرَكِبَهَا وَلَمْ يَرْكَبْ مَحْمَلًا قَبْلَ ذَالِكَ فَلَمَّا أَصْبَحَ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا﴾ [فاطر: ٢] حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا، فَقَالَ: لَقَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَى هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي هٰذِهِ الْمَحَامِلِ بِنِعْمَةٍ لَا يُؤَدُّونَ شُكْرَهَا، وَتَرَقّٰى فِي رِجْلِهِ الْوَجَعُ حَتّٰى قَدِمَ عَلَى الْوَلِيدِ فَلَمَّا رَآهُ الْوَلِيدُ قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اقْطَعْهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَالِغَ فَوْقَ ذَالِكَ، قَالَ: فَدُونَكَ، قَالَ: فَدَعَا لَهُ الطَّبِيبَ فَقَالَ لَهُ: اشْرَبِ الْمُرْقِدَ، قَالَ لَا أَشْرَبُ مُرْقِدًا أَبَدًا، قَالَ: فَعَذَرَهَا الطَّبِيبُ، فَأَخَذَ مِنْشَارًا فَأَمَسَّهُ بِالنَّارِ وَاتَّكَأَ لَهُ عُرْوَةُ فَقَطَعَهَا مِنْ نِصْفِ السَّاقِ فَمَا زَادَ عَلَى أَنْ يَقُولَ: حَسْ حَسْ، فَقَالَ الْوَلِيدُ: مَا رَأَيْتُ شَيْخًا قَطُّ أَصْبَرَ مِنْ هٰذَا، وَأُصِيبَ عُرْوَةُ بِابْنٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدٌ فِي ذَالِكَ السَّفَرِ وَدَخَلَ اصْطَبْلَ دَوَابٍّ مِنَ اللَّيْلِ لِيَبُولَ فَرَكَضَتْهُ بَغْلَةٌ فَقَتَلَتْهُ وَكَانَ مِنْ أَحَبِّ وَلَدِهِ إِلَيْهِ، وَلَمْ يُسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ فِي ذَالِكَ كَلِمَةٌ حَتّٰى رَجَعَ فَلَمَّا كَانَ بِوَادِي الْقُرٰى، قَالَ: ﴿لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ [الكهف: ٦٢] اللّٰهُمَّ كَانَ لِي بَنُونَ سَبْعَةٌ فَأَخَذْتَ مِنْهُمْ وَاحِدًا وَأَبْقَيْتَ سِتَّةً، وَكَانَتْ لِي أَطْرَافٌ أَرْبَعَةٌ فَأَخَذْتَ مِنِّي طَرَفًا وَأَبْقَيْتَ لِي ثَلَاثًا وَايْمُكَ لَئِنِ ابْتَلَيْتَ لَقَدْ عَافَيْتَ، وَلَئِنْ أَخَذْتَ لَقَدْ أَبْقَيْتَ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، يُقَالُ لَهُ عَطَاءُ بْنُ ذُوَيْبٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ

وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَحْتَاجُ أَنْ نُسَابِقَ بِكَ وَلَا أَنْ نُصَارِعَ بِكَ وَلٰكِنَّا كُنَّا نَحْتَاجُ إِلَى رَأْيِكَ وَالْأُنْسِ بِكَ فَأَمَّا مَا أُصِبْتَ بِهِ فَهُوَ أَمْرٌ ذَخَرَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَأَمَّا مَا كُنَّا نُحِبُّ أَنْ يَبْقَى لَنَا مِنْكَ فَقَدْ بَقِيَ۔" [1]

"وہ ولید بن عبدالملک کی جانب روانہ ہوئے۔ ابھی وہ وادئ قری میں ہی پہنچے تھے کہ انہوں نے اپنے پاؤں میں کچھ محسوس کیا۔ دیکھا تو پھوڑا نکل آیا تھا۔ انہوں نے ابھی سفر کی کئی منازل طے کرنا تھی۔ چنانچہ (آپ کے ہم سفر) لوگوں نے ارادہ کیا کہ آپ کو اونٹ پر رکھے ہوئے پالکی نما کجاوے میں بٹھا دیں۔ آپ نے انکار کیا لیکن انہوں نے زبردستی کی اور آپ کے لیے ایک کجاوے والی اونٹنی لے آئے، چنانچہ آپ اس پر سوار ہو گئے۔ اس سے پہلے آپ کبھی اس پر سوار نہیں ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا﴾ "اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے جو رحمت کھولتا ہے، اسے کوئی روک نہیں سکتا۔" یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو کس قدر نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان کجاووں کی صورت میں بھی ایک نعمت ہے۔ لیکن لوگ ان نعمتوں کا شکر ہی ادا نہیں کرتے۔ اتنے میں آپ کے پاؤں کی تکلیف بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ جب آپ ولید کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! اسے کاٹ دیجیے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ اس سے آگے تک بڑھ جائے گا۔ آپ نے کہا: ٹھیک ہے جو تمہیں بہتر لگے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے لیے ایک طبیب بلایا جس نے آپ سے کہا: کوئی نشہ آور مشروب پی لیجیے۔ آپ نے کہا: میں تو کبھی کوئی نشہ آور مشروب نہیں پیوں گا۔ چنانچہ طبیب نے ان کا عذر قبول کیا۔ پھر

[1] [إسناده ليس بالقوي] حلية الأولياء لأبي نعيم: ٩/ ١٧٩۔ صفة الصفوة لابن الجوزي: ٢/ ٨٦۔ الدر المنثور للسيوطي: ٧/ ٥۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ٤٣٠

اس نے آری پکڑی اور اسے آگ پر گرم کیا۔ عروہ رحمہ اللہ اس کے سامنے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، تو طبیب نے آدھی پنڈلی اور اس سے زائد حصہ کاٹ دِیا۔ عروہؒ صرف ''حس، حس'' کر رہے تھے (یعنی درد کی معمولی سی آواز نکال رہے تھے) یہ دیکھ کر ولید نے کہا: میں نے ان بزرگ سے زیادہ صبر والا کبھی کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ اسی سفر میں عروہ رحمہ اللہ کا محمد نامی بیٹا بھی فوت ہوا تھا۔ وہ رات کے وقت جانوروں کے اصطبل میں پیشاب کرنے کے لیے گیا تو ایک خچر نے اسے ٹانگ مار کر قتل کر دیا۔ یہ عروہ رحمہ اللہ کا سب سے پیارا بیٹا تھا، لیکن عروہ رحمہ اللہ کی زبان سے اس بارے میں ایک بھی (آہ و بکاء کا) کلمہ نہیں سنا گیا۔ پھر جب وہ واپس آئے اور وادئ قریٰ میں پہنچے تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ ''ہمیں تو اس سفر سے سخت تکلیف اُٹھانا پڑی۔'' (پھر فرمایا:) اے اللہ! میرے سات بیٹے تھے، ان میں سے ایک تو نے لے لیا اور چھے باقی چھوڑ دِیے ہیں، میرے چار کنارے تھے (یعنی دو پاؤں اور دو ہاتھ) تو نے ایک کنارہ لے لیا اور تین باقی چھوڑ دِیے، تیری قسم! اگر تو نے آزمایا ہے تو عافیت بھی دی ہے اور اگر تو نے لیا ہے تو باقی بھی چھوڑا ہے۔ پھر جب وہ مدینہ پہنچے تو ان کی قوم میں سے عطاء بن ذویب نامی ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا: اے ابوعبداللہ! اللہ کی قسم! ہم اس بات کے کبھی ضرورت مند نہیں رہے کہ ہم آپ کی وجہ سے کسی پر سبقت لے جائیں یا آپ کے ذریعے کسی کو ہرا دیں، بلکہ ہم صرف آپ کی علمی رائے کے اور آپ کی محبت کے محتاج رہے ہیں، سو جو مصیبت آپ پر آئی ہے اسے اللہ تعالیٰ نے آپ (کو روزِ قیامت اجر سے نوازنے) کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے اور جس جس چیز کا ہم اپنے لیے باقی رہنا پسند کرتے ہیں (یعنی آپ کی ذات) تو وہ باقی بچ گئی ہے۔''

نافع بن ذویب بیان کرتے ہیں کہ:

"قَدِمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَخَرَجَ بِرِجْلِهِ الْقَرْحَةُ الْآكِلَةُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ الْوَلِيدُ الْأَطِبَّاءَ فَأَجْمَعَ رَأْيُهُمْ عَلَى إِنْ لَمْ نَنْشُرْهَا قَتَلَتْهُ، فَقَالَ: شَأْنُكُمْ بِهَا؟ فَقَالُوا: نَسْقِيكَ شَيْئًا لَا تُحِسُّ بِمَا نَصْنَعُ قَالَ: لَا شَأْنُكُمْ بِهَا، قَالَ: فَنَشَرُوهَا بِالْمِنْشَارِ فَمَا حَرَّكَ عُضْوًا عَنْ عُضْوٍ وَصَبَرَ، فَلَمَّا رَأَى الْقَدَمَ بِأَيْدِيهِمْ دَعَا بِهَا فَقَلَبَهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَالَّذِي حَمَلَنِي عَلَيْكِ إِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنِّي مَا مَشَيْتُ بِهَا إِلَى حَرَامٍ أَوْ قَالَ مَعْصِيَةٍ. قَالَ الْوَلِيدُ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعِ بْنِ ذُوَيْبٍ أَوْ غَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ دِمَشْقَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَضَرَ عُرْوَةَ حِينَ فُعِلَ بِهِ ذَالِكَ قَالَ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَغُسِّلَتْ وَطُيِّبَتْ وَلُفَّتْ فِي قُبْطِيَّةٍ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ"[1]

"عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ولید بن عبدالملک کے پاس آئے تو ان کے پاؤں پر ایسا پھوڑا نکل آیا جو عضو کو کھا جانے والا تھا۔ چنانچہ ولید نے ان کی طرف اطباء بھیجے تو ان تمام کی آراء اس پر متفق ہوئیں کہ اگر ہم نے اسے کاٹا نہیں تو یہ انہیں مار ڈالے گا۔ عروہ رحمہ اللہ نے پوچھا: تم یہ کیسے کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہم آپ کو ایک چیز پلائیں گے جس کے بعد ہم جو کچھ بھی کریں گے آپ کو چنداں محسوس نہیں ہوگا۔ عروہؒ نے کہا: تم ایسا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے اسے آری کے ساتھ کاٹ دیا، لیکن آپ نے کسی ایک بھی عضو کو حرکت نہیں دی اور صبر کا مظاہرہ کیا۔ پھر جب انہوں نے طبیبوں کے ہاتھ میں (اپنا کٹا ہوا) پاؤں دیکھا

[1] صفة الصفوة لابن الجوزی: ۲/ ۸۷۔المعرفة والتاریخ للفسوی: ۱/ ۵۵۳

تو اسے منگوا کر اپنے ہاتھ میں اُلٹ پلٹ کر دیکھا، پھر فرمایا: سن لے! اس ذات کی قسم جس نے مجھے تم پر اُٹھائے رکھا! یقیناً وہ جانتا ہے کہ میں اس پاؤں کے ساتھ کبھی کسی حرام یا نافرمانی کے کام کی طرف چل کر نہیں گیا۔ عبداللہ بن نافع بن ذویب یا ان کے علاوہ اہل دمشق کے کوئی راوی اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جب عروہ رحمہ اللہ کے ساتھ یہ کیا گیا (یعنی ان کا پاؤں کاٹا گیا) تو وہ ان کے پاس حاضر ہوئے تو عروہ رحمہ اللہ نے یہ بات کہی، پھر پاؤں کے متعلق حکم فرمایا تو اسے اچھی طرح دھویا گیا، خوشبو لگائی گئی اور عمدہ پاپلین میں لپیٹ دِیا گیا، پھر آپ اسے (دفن کرنے کے لیے) مسلمانوں کے قبرستان میں لے گئے۔"

ابوالمطرف مغیرہ بن مطرف بیان کرتے ہیں کہ:

"وَفَدَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ وَمَعَهُ خَمْسَةٌ مِنْ بَنِيهِ وَقَدْ كَانَ الْحَجَّاجُ بَعَثَ إِلَى الْوَلِيدِ بِبَغْلَةٍ فَحَمَلَ الْوَلِيدُ عَلَيْهَا عُرْوَةَ فَضَرَبَتِ الْبَغْلَةُ أَكْبَرَ بَنِيهِ وَهُوَ مُحَمَّدٌ فَمَاتَ، وَوَقَعَتْ فِي أُصْبُعٍ مِنْ أَصَابِعِ رِجْلِ عُرْوَةَ الْأُكْلَةُ، فَقِيلَ لَهُ: اقْطَعْ إِصْبَعَ، فَأَبَى فَصَارَتْ فِي الْقَدَمِ فَقِيلَ لَهُ: اقْطَعِ الْقَدَمَ فَأَبَى، فَصَارَتْ بِالسَّاقِ فَقِيلَ لَهُ: إِنْ لَمْ تَقْطَعِ السَّاقَ صَارَتْ إِلَى الْفَخِذِ، لَمْ يَكُنْ يُمْكِنُ قَطْعُ الْفَخِذِ، قَالَ: اقْطَعُوهَا، قَالُوا: نَسْقِيكَ مَا يُذْهِبُ عَقْلَكَ حَتّٰى لَا تَجِدَ أَلَمَ الْقَطْعِ قَالَ: لَا دَعُوا لِي مَا أَسْجُدُ عَلَيْهِ، فَتَرَكُوا لَهُ الْعَظْمَ الَّذِي أَسْفَلَ مِنَ الرُّكْبَةِ وَنَشَرُوهَا بِمِنْشَارٍ ثُمَّ حَسَمُوهَا، فَمَا تَكَلَّمَ وَلَا تَأَوَّهَ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ تَلَقَّاهُ أَهْلُ بَيْتِهِ وَأَصْدِقَائِهِ فَجَعَلَ يَقُولُ: ﴿لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ [الكهف: ٦٢] ثُمَّ يَقُولُ: لَئِنْ كُنْتَ

ابْتَلَيْتَ لَقَدْ عَافَيْتَ ، وَلَئِنْ كُنْتَ أَخَذْتَ لَقَدْ أَبْقَيْتَ ، أَخَذْتَ وَاحِدًا وَتَرَكْتَ أَرْبَعَةً يَعْنِي بَنِيهِ وَأَخَذْتَ وَاحِدًا وَتَرَكْتَ ثَلَاثَةً يَعْنِي جَوَارِحَهُ۔"❶

''عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ایک وفد کے ہمراہ ولید بن عبدالملک کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ان کے پانچ بیٹے بھی تھے۔ حجاج نے ولید کو ایک خچر بھیجا تھا۔ ولید نے اس پر عروہ رحمہ اللہ کو سوار کیا تو اس خچر نے ان کے بڑے بیٹے محمد کو لات ماری، جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ پھر ایسا ہوا کہ عروہ رحمہ اللہ کے پاؤں کی ایک اُنگلی پر پھوڑا نکل آیا۔ ان سے کہا گیا کہ اُنگلی کو کاٹ دیجیے۔ لیکن انہوں نے بات نہ مانی۔ پھر پورا پاؤں اس سے متاثر ہوگیا۔ انہیں کہا گیا کہ پاؤں کاٹ دیجیے لیکن انہوں نے پھر نہ بات مانی۔ اس کا اثر بڑھتے بڑھتے پنڈلی تک آ پہنچا۔ اب ان سے کہا گیا کہ اگر آپ نے پنڈلی کو نہ کاٹا تو یہ ران تک آ پہنچے گا اور ران کاٹنا ممکن بھی نہیں ہوگا۔ تو انہوں نے کہا: ٹھیک ہے اسے کاٹ دو۔ طبیبوں نے کہا: ہم آپ کو کچھ پلاتے ہیں، جس سے آپ کو ہوش نہیں رہے گی اور یوں آپ کاٹنے کی تکلیف محسوس نہیں کریں گے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کی ضرورت نہیں ہے، تم بس میری ٹانگ کا اتنا حصہ چھوڑ دینا کہ جس پر میں سجدہ کر سکوں۔ چنانچہ انہوں نے گھٹنے سے نیچے والی ہڈی تک چھوڑ دیا اور آری کے ساتھ متاثرہ حصے کو کاٹ دیا، پھر خون روکنے کے لیے اس کو داغ دیا۔ عروہ رحمہ اللہ نے (اس دوران) نہ تو کوئی بات کی اور نہ ہی آہ و بکاء کی۔ پھر جب وہ مدینہ تشریف لائے تو ان کے اہل خانہ اور دوست واحباب ملنے آئے تو وہ فرمانے لگے: ﴿لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ ''یقیناً ہمیں تو اس سفر سے سخت

❶ تاریخ بغداد للخطیب: ۹/ ۵۰

تکلیف اُٹھانا پڑی۔" پھر فرمانے لگے: (اے اللہ!) اگر تو نے آزمائش کی ہے تو یقیناً تو نے عافیت سے بھی نوازا ہے اور اگر تو نے لیا ہے تو باقی بھی چھوڑا ہے، تو نے میرا ایک بیٹا لیا ہے جبکہ چار کو باقی چھوڑا ہے اور تو نے ایک عضو لیا ہے جبکہ تین (یعنی دو ہاتھوں اور ایک پاؤں) کو باقی چھوڑا ہے۔"

ابو عروہ بیان کرتے ہیں کہ:

"نَشَرُوا رِجْلَ عُرْوَةَ فَلَمَّا صَارُوا إِلَى الْقَصَبَةِ وَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى الْوِسَادَةِ سَاعَةً، ثُمَّ أَفَاقَ، وَالْعَرَقُ يَنْحَدِرُ عَلَى وَجْهِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: لَئِنْ كُنْتَ ابْتَلَيْتَ لَقَدْ عَافَيْتَ، وَلَئِنْ كُنْتَ أَخَذْتَ لَقَدْ أَبْقَيْتَ"

"طبیبوں نے عروہ رحمہ اللہ کی ٹانگ کاٹی، جب وہ ہڈی تک پہنچے تو انہوں نے ایک لمحے کے لیے اپنا سر تکیے پر رکھ لیا، پھر کچھ افاقہ ہوا تو ان کے چہرے پر پسینہ بہہ رہا تھا اور وہ فرما رہے تھے: (اے اللہ!) اگر تو نے آزمائش کی ہے تو عافیت سے بھی نوازا ہے اور اگر تو نے (میرا ایک بیٹا) لیا ہے تو (چار کو) باقی بھی چھوڑا ہے۔"

امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ لَمَّا وَقَعَتِ الْأُكْلَةُ فِي رِجْلِهِ، فَقِيلَ لَهُ: أَلَا نَدْعُو لَكَ طَبِيبًا قَالَ: إِنْ شِئْتُمْ، فَجَاءَ الطَّبِيبُ فَقَالَ: أَسْقِيكَ شَرَابًا يَزُولُ فِيهِ عَقْلُكَ، فَقَالَ: امْضِ لِشَأْنِكَ مَا ظَنَنْتُ أَنَّ خَلْقًا شَرِبَ شَرَابًا يَزُولُ فِيهِ عَقْلُهُ، حَتَّى لَا يَعْرِفَ رَبَّهُ، قَالَ: فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَنَحْنُ حَوْلَهُ، فَمَا سَمِعْنَا حِسًّا، فَلَمَّا قَطَعَهَا جَعَلَ يَقُولُ: لَئِنْ أَخَذْتَ لَقَدْ أَبْقَيْتَ وَلَئِنِ ابْتَلَيْتَ

لَقَدْ عَافَيْتَ ، قَالَ: وَمَا تَرَكَ جُزْأَهُ بِالْقُرْآنِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ "❶

"جب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے پاؤں میں پھوڑا نکلا تو ان سے کہا گیا: کیا ہم آپ کے علاج کے لیے طبیب کو نہ بلا لائیں؟ تو انہوں نے فرمایا: چاہو تو بلا لاؤ۔ چنانچہ طبیب آیا اور اس نے کہا: ہم آپ کو ایک مشروب پلائیں گے جس سے آپ کو ہوش نہیں رہے گا۔ تو انہوں نے فرمایا: تم اپنا کام جاری رکھو، میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص عقل زائل کر دینے والا مشروب پیے تو اسے رب تعالیٰ کی بھی پہچان رہے۔ چنانچہ اس نے آپ کے بائیں گھٹنے پر آری رکھی اور ہم بھی آپ کے اِرد گرد ہی تھے، تو ہم نے (آپ کے منہ سے) "حس" کی بھی آواز نہیں سنی (یعنی تکلیف کا ذرا سا بھی اظہار نہیں کیا)۔ جب طبیب نے ٹانگ کاٹ دی تو آپ فرمانے لگے: (اے اللہ!) اگر تو نے کچھ لیا ہے تو (بہت سا) باقی بھی تو چھوڑا ہے اور اگر تو نے آزمایا ہے تو عافیت بھی دی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس رات بھی قرآن کی تلاوت کا ناغہ نہیں کیا۔"

ابوالاسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"كَانَ بِرِجْلِ عُرْوَةَ الْأُكْلَةُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ الْوَلِيدُ بِطَبِيبٍ ، فَقَالَ: مَا أَرٰى إِلَّا أَنْ يَقْطَعَهَا وَإِلَّا رَقِيَتْ إِلَى جَسَدِكَ ، فَقَالَ عُرْوَةُ: أَتَظْفَرُ؟ فَقَالَ: مَا أَرٰى إِلَّا قَطْعَهَا ، فَقَالَ عُرْوَةُ: دُونَكَ ، فَجَاءَ بِثَلَاثِ مَنَاشِيرَ صِغَارٍ ، فَنَشَرَ الْعَظْمَ بِالْأَوَّلِ ، ثُمَّ نَشَرَ بِالثَّانِي ، ثُمَّ بِالثَّالِثِ ، فَقَطَعَهَا ، وَعَاشَ بَعْدَ ذَالِكَ سِنِينَ ، وَكَانَ مِنْ أَصْبَرِ النَّاسِ "❷

❶ [رجاله ثقات] سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ٤٣٠

❷ [رجاله ثقات] تفرّد به المؤلف

''عروہ رحمہ اللہ کے پاؤں میں پھوڑا نکل آیا، تو ولید نے ان کے پاس طبیب بھیجا، اس نے کہا: میرے خیال میں آپ کی ٹانگ کاٹنا پڑے گی ورنہ اس کا اثر سارے جسم میں سرایت کر جائے گا۔ تو عروہ رحمہ اللہ نے پوچھا: کیا تم (ایسے ہی ٹھیک کرنے میں) کامیاب ہو سکتے ہو؟ اس نے کہا: میرے خیال میں تو اسے کاٹنا ہی پڑے گا۔ چنانچہ عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ٹھیک ہے کاٹ دو۔ تو طبیب تین چھوٹی آریاں لے آیا۔ پہلی کے ساتھ اس نے ہڈی کو کاٹا، پھر دوسری کے ساتھ ٹانگ کا کچھ حصہ کاٹا، پھر تیسری سے کاٹا، اور یوں مکمل ٹانگ کاٹ دی۔ عروہ رحمہ اللہ اس کے بعد کئی سال تک حیات رہے اور آپ تمام لوگوں سے زیادہ صبر والے تھے۔''

امام اوزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

''قُطِعَتْ رِجْلُ عُرْوَةَ أَخَذَهَا بِيَدِهِ، وَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَنْقُلْهَا إِلَى مَعْصِيَةٍ لَكَ قَطُّ'' ❶

''عروہ رحمہ اللہ کی ٹانگ کاٹ دی گئی تو انہوں نے اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا: اے اللہ! یقیناً تو جانتا ہے کہ میں اس کو کبھی تیری نافرمانی کے کام کی طرف لے کر نہیں گیا۔''

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

''جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَعَزَّاهُ، فَقَالَ: بِأَيِّ شَيْءٍ تُعَزِّينِي؟ أَبِرِجْلِي؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ بِابْنِكَ قَطَعَتْهُ الدَّوَابُّ بِأَرْجُلِهَا، فَقَالَ عُرْوَةُ: وَايْمُكَ لَئِنِ ابْتَلَيْتَ لَقَدْ عَافَيْتَ وَلَئِنْ أَخَذْتَ لَقَدْ أَبْقَيْتَ'' ❷

---

❶ [حسن] صفة الصفوة لابن الجوزي: ۲/ ۸۷۔المعرفة والتاريخ للفسوي: ۱/ ۵۵۳

❷ [صحيح] سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ٤٣٣

''ایک آدمی عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان سے تعزیت کرنے لگا۔ آپ نے پوچھا: تم مجھ سے کس بات کی تعزیت کر رہے ہو؟ کیا میری ٹانگ گئی؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ میں آپ کے بیٹے کی تعزیت کر رہا ہوں جسے جانور نے ٹانگ مار کر فوت کر دیا۔ تو عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تو نے آزمائش کی ہے تو عافیت سے بھی نوازا ہے اور اگر تو نے (میرا ایک بیٹا) لے لیا ہے تو (چار بیٹے) باقی بھی تو چھوڑے ہیں۔''

ابوعروبہ زبیری بیان کرتے ہیں کہ:

''قَالَ عُرْوَةُ يَوْمَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ، وَالْوَلِيدُ يَسْأَلُهُ أَنْ يَشْرَبَ شَيْئًا يُذْهِبَ عَقْلُهُ، قَالَ: مَا كُنْتُ لِأَشْرَبَ شَيْئًا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ ذِكْرِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ: بَلٰى بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، فَوَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُهُمْ لِأَحَدٍ قَطُّ غَيْرَكَ، فَأَبٰى عَلَيْهِ، فَقُطِعَتْ رِجْلُهُ بِمِنْشَارٍ''

''جس روز عروہ رحمہ اللہ کی ٹانگ کاٹی گئی اور ولید بن عبدالملک ان سے پوچھ رہے تھے کہ وہ کوئی چیز پی لیں جس سے ان کو ہوش نہ رہے (اور درد محسوس نہ ہو) تو انہوں نے فرمایا: میں کوئی چیز نہیں پی سکتا، تاکہ وہ میرے اور میرے پروردگار کے ذِکر کے درمیان حائل نہ ہو سکے۔ تو ولید نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! کیوں نہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، اللہ کی قسم! میں نے آپ کے علاوہ کسی کے لیے انہیں کبھی جمع نہیں کیا۔ لیکن انہوں نے پھر بھی ان کی بات نہ مانی۔ چنانچہ (بغیر بے ہوش کیے ہی) آری کے ساتھ ان کی ٹانگ کاٹ دی گئی۔''

ابومسکین اور ابوالمقوم بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ عُرْوَةَ قِيلَ لَهُ: نَسْقِيكَ دَوَاءً وَنَقْطَعُهَا، فَلَا تَجِدُ لَهَا أَلَمًا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ هٰذَا الْحَائِطَ وَقَانِي أَلَمَهَا"

''عروہ رحمہ اللہ سے کہا گیا: ہم آپ کو ایک دوا پلائیں گے اور ٹانگ کاٹ دیں گے، یوں آپ کو اس کی کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوگی۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اس بات سے چنداں خوشی نہیں ہوگی کہ یہ محفوظ طریقہ مجھے اس کے درد سے بچالے گا۔''

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ:

"قَالَ عُرْوَةُ: ﴿لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ [الكهف: ٦٢] وَقَالَ: وَايْمُكَ لَئِنْ كُنْتَ ابْتَلَيْتَ لَقَدْ عَافَيْتَ، وَلَئِنْ كُنْتَ أَخَذْتَ لَقَدْ أَبْقَيْتَ۔"[1]

''عروہ رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ ''یقیناً ہمیں تو اس سفر سے سخت تکلیف اُٹھانا پڑی۔'' اور فرمایا: اگر تو نے آزمائش کی ہے تو عافیت سے بھی نوازا ہے اور اگر تو نے (میرا ایک بیٹا) لے لیا ہے تو (چار بیٹے) باقی بھی تو چھوڑے ہیں۔''

ہشام اپنے والد (عروہ رحمہ اللہ) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

"لَمَّا قُطِعَتْ رِجْلُهُ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ ابْتَلَيْتَ لَقَدْ عَافَيْتَ، وَإِنْ كُنْتَ أَخَذْتَ لَقَدْ أَبْقَيْتَ أَخَذْتَ وَاحِدًا وَتَرَكْتَ ثَلَاثًا"[2]

''جب ان کی ٹانگ کاٹ دی گئی تو انہوں نے فرمایا: اے اللہ! اگر تو نے آزمائش میں ڈالا ہے تو عافیت سے بھی نوازا ہے اور اگر تو نے کچھ لیا ہے تو باقی بھی چھوڑا ہے، تو نے صرف ایک (ٹانگ) لی ہے اور تین چیزیں (یعنی ایک

---

[1] [حسن] صفة الصفوة لابن الجوزي: ٢/ ٨٧۔ المعرفة والتاريخ للفسوي: ١/ ٥٥٣

[2] [رجاله ثقات] تاريخ بغداد للخطيب: ٤/ ١١٢

ٹانگ اور دو بازو) باقی چھوڑ دیے ہیں۔"

عبداللہ بن معاویہ زبیری بیان کرتے ہیں کہ:

"سَأَلْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ: كَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ بِرِجْلِهِ الَّتِي قُطِعَتْ إِذَا تَوَضَّأَ؟ قَالَ: يَمْسَحُ عَلَيْهَا" [1]

"میں نے ہشام بن عروہ سے سوال کیا: آپ کے والد گرامی جب وضوء کرتے تھے تو کٹی ہوئی ٹانگ پر کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: اس پر مسح کرتے تھے۔"

امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، لَمَّا وَقَعَتِ الْأُكْلَةُ فِي رِجْلِهِ بَعَثَ بِهِ الْوَلِيدُ الْأَطِبَّاءَ فَقَالُوا: نَقْطَعُ رِجْلَهُ، فَقُطِعَتْ، فَمَا تَضَوَّرَ وَجْهُهُ يَوْمَئِذٍ" [2]

"جب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کی ٹانگ میں پھوڑا نکل آیا تو ولید نے ان کی طرف طبیب بھیجے، انہوں نے کہا: ہمیں یہ ٹانگ کاٹنا پڑے گی۔ چنانچہ اسے کاٹ دیا گیا۔ لیکن اس روز عروہ رحمہ اللہ کے چہرے پر تکلیف کے آثار تک نمایاں نہیں ہوئے۔"

ابومعشر بیان کرتے ہیں کہ:

"لَمَّا قُطِعَتْ رِجْلُ عُرْوَةَ قِيلَ لَهُ: لَوْ سَقَيْنَاكَ شَيْئًا حَتّٰى لَا تَشْعُرَ بِالْوَجَعِ، قَالَ: إِنَّمَا ابْتَلَانِي لِيَرٰى صَبْرِي، أَفَأُعَارِضُ أَمْرَهُ

---

[1] [ضعيف] تفرّد به المؤلف

[2] [حسن] حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢/ ١٧٩ ـ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ٤٢٩

بِدَفْعٍ" ❶

''جس وقت عروہ رحمہ اللہ کی ٹانگ کاٹی گئی تو ان سے کہا گیا: اگر ہم آپ کو کچھ پلا دیں تو آپ کو تکلیف نہیں محسوس ہو گی۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری آزمائش اسی لیے کی ہے تاکہ وہ میرا صبر دیکھ سکے، کیا میں اس کے حکم سے منہ پھیر لوں؟''

❶ [ضعیف] تفرّد به المؤلف
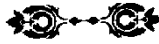
امراض کے فضائل اور مصائب ومشکلات کے ثمرات

تکلیف کے لمحات سے خطاؤں کے لمحات کا خاتمہ

قیس بن عباد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سَاعَاتُ الْوَجَعِ يَذْهَبْنَ بِسَاعَاتِ الْخَطَايَا" [1]

''تکلیف کے لمحات خطاؤں کے لمحات کو ختم کر دیتی ہیں۔''

وضاحت: یعنی جن اوقات ولمحات میں انسان پر تکلیف، پریشانی، مصیبت یا کوئی بیماری آتی ہے، ان کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان اوقات ولمحات کو معاف فرما دیتا ہے جن میں اس سے گناہ سرزد ہوئے ہوتے ہیں۔

درخت کے پتوں کی طرح گناہ جھڑنے لگتے ہیں

علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

[1] [حسن] الزهد لهناد: ١/ ٢٤٢.

دَخَلَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقَالَ: ((إِنِّي لَأُوعَكُ وَعْكَ رَجُلَيْنِ مِنْكُمْ)) ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَالِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى فَمَا فَوْقَهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ خَطَايَاهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)) ❶

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو بخار ہوا پڑا تھا۔ انہوں نے اپنا ہاتھ آپ پر رکھا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو بہت ہی سخت بخار ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا: یہ اس لیے ہے کیونکہ آپ کو اجر بھی دوہرا ملتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بھی کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے یا اس سے بھی چھوٹی تکلیف آتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ الْحُمّٰى تَحُطُّ الْخَطَايَا كَمَا تَحُتُّ الشَّجَرُ وَرَقَهَا)) ❷

''یقیناً بخار گناہوں کو اس طرح جھاڑتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔''

سیدنا اسد بن کرز سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

---

❶ صحیح البخاری: ٥٦٤٧۔صحیح مسلم: ٢٥٧١

❷ [حسن] تاریخ بغداد للخطیب: ١٤/ ٦٦

((الْمَرِيضُ تَحَاتُّ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ)) ❶

''مریض کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔''

گناہ اس طرح ختم جس طرح لوہے کا زنگ ختم

سیدنا عبدالرحمان بن ازھر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ حِينَ يُصِيبُهُ الْحُمّٰى أَوِ الْوَعْكُ مَثَلُ حَدِيدَةٍ تَدْخُلُ النَّارَ فَيَذْهَبُ خَبَثُهَا وَيَبْقَى طَيِّبُهَا)) ❷

''مومن کی مثال، جبکہ اس کو بخار یا تکلیف ہو جاتی ہے، اس لوہے کی سی ہے جو آگ میں داخل ہوتا ہے تو اس کا زنگ ختم ہو جاتا ہے اور اچھا اچھا حصہ باقی رہ جاتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا اشْتَكَى الْمُؤْمِنُ أَخْلَصَهُ ذَالِكَ كَمَا يُخْلِصُ الْكِيرُ الْخَبَثَ)) ❸

''جب مومن بیمار ہوتا ہے تو یہ (بیماری) اس کو اس طرح خالص (یعنی گناہوں سے پاک) بنا دیتی ہے جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو نکال پھینکتی ہے۔''

---

❶ [ضعیف] مسند أحمد: ٤/ ٧٠ـ المعجم الكبير للطبرانی: ١/ ٣٣٥ـ الترغيب والترهيب للمنذری: ٤/ ١٤٨ ـ مجمع الزوائد للهيثمی: ٢/ ٣٠١

❷ [صحيح] المعجم الكبير للطبرانی: ٣/ ٣٧٤ـ المستدرك للحاكم: ١/ ١٤٥ـ مجمع الزوائد للهيثمی: ٢/ ٣٠٢

❸ [حسن] المعجم الأوسط للطبرانی: ٥٣٥١ـ مجمع الزوائد للهيثمی: ٢/ ٣٠٢

سیدہ اُمِ سُلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَرِضْتُ فَعَادَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ أَتَعْرِفِينَ النَّارَ وَالْحَدِيدَ وَخَبَثَ الْحَدِيدِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((فَأَبْشِرِی يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَإِنَّكِ إِنْ تَخْلُصِی مِنْ وَجَعِكِ هٰذَا تَخْلُصِينَ مِنْهُ كَمَا يَخْلُصُ الْحَدِيدُ مِنَ النَّارِ مِنْ خَبَثِهِ)) [1]

''میں بیمار ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی اور فرمایا: اے اُمِ سُلیم! کیا تجھے آگ، لوہے اور لوہے کے زنگ کا پتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر اے اُمِ سُلیم خوش ہو جا! کیونکہ یقیناً اگر تو نے اس تکلیف سے نجات پا لی تو تُو اس طرح (گناہوں سے) پاک صاف ہو جائے گی جس طرح کہ لوہا آگ کے ذریعے اپنے زنگ سے صاف و شفاف ہو جاتا ہے۔''

سیدہ فاطمہ الخزاعیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

عَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: ((كَيْفَ تَجِدِينَكِ؟)) قَالَتْ: بِخَيْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ بَرِحَتْ بِی أُمُّ مِلْدَمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اصْبِرِی فَإِنَّهَا تُذْهِبُ مِنْ خَبَثِ الْإِنْسَانِ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)) [2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت کی عیادت کی تو استفسار فرمایا: آپ

[1] تاریخ بغداد للخطیب: ۳/ ۴۱۱.

[2] [رجاله ثقات] المصنف لعبد الرزاق: ۲۰۳۰۶ـ المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۴/ ۴۰۵ـ مجمع الزوائد للهیثمی: ۲/ ۳۰۷.

کی طبیعت کیسی ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! خیریت سے ہوں، بس مجھے بخار ہو گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر کرو، کیونکہ یہ انسان کے (گناہوں کی) گندگی کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔‘‘

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا اشْتَكَى الْمُؤْمِنُ أَخْلَصَهُ ذَالِكَ كَمَا يُخَلِّصُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)) ❶

’’جب مومن بیمار ہوتا ہے تو یہ (بیماری) اسے اس طرح خالص (یعنی گناہوں سے پاک وصاف) کر دیتی ہے جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو چھانٹ دیتی ہے۔‘‘

مرض کے باعث چھوٹ جانے والے اعمال کا ثواب

سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنْ عَمَلِ يَوْمٍ إِلَّا وَهُوَ يُخْتَمُ عَلَيْهِ فَإِذَا مَرِضَ الْمُؤْمِنُ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: يَا رَبَّنَا عَبْدُكَ فُلَانٌ قَدْ حَبَسْتَهُ، فَيَقُولُ الرَّبُّ: اخْتِمُوا لَهُ عَلَى مِثْلِ عَمَلِهِ حَتَّى يَبْرَأَ أَوْ يَمُوتَ)) ❷

’’دن کا جو بھی عمل ہو اس پر مہر ثبت کر دی جاتی ہے، سو جب بندۂ مومن بیمار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو نے اپنے فلاں بندے (کو

---

❶ [حسن] مسند الشهاب للقضاعي: ١٤٠٦

❷ [صحيح] مسند أحمد: ٤/ ١٤٦۔المعجم الكبير للطبراني: ١٧/ ٢٨٤۔ المعجم الأوسط للطبراني: ٣٢٣٣۔المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٤٤۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٣

بیمار کر کے اس کے عمل) کو روک دیا ہے۔ تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: جب تک وہ صحت یاب یا فوت نہیں ہو جاتا تب تک اس کے معمول کے اعمال پر ہی مہر لگاتے رہو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْيَمِينِ: اكْتُبْ عَلٰى عَبْدِي صَالِحَ مَا كَانَ يَعْمَلُ، وَيُقَالُ لِصَاحِبِ الشِّمَالِ: اقْضِ عَنْ عَبْدِي مَا كَانَ فِي وَثَاقِي، فَقَالَ رَجُلٌ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ: يَا لَيْتَنِي لَا أَزَالُ ضَاجِعًا، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: كَرِهَ الْعَبْدُ الْخَطَايَا"

"جب بندۂ مسلم بیمار ہوتا ہے تو دائیں فرشتے سے کہا جاتا ہے: میرے بندے کے وہ اعمال لکھتے رہو جو یہ (تندرستی میں) کیا کرتا تھا۔ اور بائیں فرشتے سے کہا جاتا ہے: میرے بندے کو تب تک معاف کیے رکھو جب تک وہ میری بندش میں قید ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ایک آدمی نے کہا: کاش! میں بیمار ہو کر ہمیشہ صاحبِ فراش رہتا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بندے نے گناہوں کو ناپسند کیا ہے۔"

وضاحت: یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بیماری کی خواہش کرنے کو برا نہیں سمجھا بلکہ تعریف کے انداز میں فرمایا کہ اس نے بیماری کی خواہش اس وجہ سے کی ہے کہ یہ گناہوں سے نفرت کرتا ہے۔

مسلمان پر آنے والی ہر تکلیف گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

❶ [رجاله ثقات] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٣٤

((مَا مِنْ شَیْءٍ یُصِیبُ الْمُؤْمِنَ فِی جَسَدِهِ وَیُؤْذِیهِ إِلَّا کَفَّرَ بِهِ عَنْ سَیِّئَاتِهِ)) ❶

''مومن کو جو بھی کوئی جسمانی بیماری آتی ہے اور اسے تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کے بدلے میں اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یُصِیبُ الْمُؤْمِنَ وَصَبٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا سَقَمٌ وَلَا حَزَنٌ حَتَّی الْهَمَّ یُهِمُّهُ إِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهِ مِنْ سَیِّئَاتِهِ)) ❷

''مومن کو جو بھی پریشانی، تکلیف، بیماری اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی رنج پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُصِیبَةٍ یُصَابُ بِهَا الْمُسْلِمُ إِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّی الشَّوْکَةُ یُشَاکُهَا)) ❸

''مسلمان کو جو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے؛ اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے (تو تب بھی یہی فضیلت حاصل ہوتی ہے)۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ [حسن] مسند أحمد: ٤/ ٩٨ـ المعجم الکبیر للطبرانی: ١٩/ ٣٥٩ـ شعب الإیمان للبیهقی: ٧/ ١٦٨ـ المستدرك للحاکم: ١/ ٤٩٨ـ الترغیب والترهیب للمنذری: ٤/ ١٤٤

❷ صحیح البخاری: ٥٦٤٢ـ صحیح مسلم: ٢٥٧٣

❸ صحیح البخاری: ٥٦٤٠ـ صحیح مسلم: ٢٥٧٢

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فِي الدُّنْيَا فَمَا فَوْقَهَا فَيَحْتَسِبُهَا إِلَّا قُصَّ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

''جس بھی مومن کو دنیا میں کوئی کانٹا ہی چبھ جائے یا اس سے بھی چھوٹی کوئی تکلیف آئے اور وہ اس پر اَجر کی اُمید رکھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں روزِ قیامت اس کی خطاؤں کو معاف فرما دے گا۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا حَزَنٍ حَتَّى الْهَمُّ يُهِمُّهُ إِلَّا اللّٰهُ يُكَفِّرُ بِهِ عَنْ سَيِّئَاتِهِ)) ❷

''مسلمان کو جو بھی پریشانی، دُکھ تکلیف اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ جو رنج اسے پریشان کر دیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے بھی اس کی برائیوں کو دُور کر دیتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فِي الدُّنْيَا وَيَحْتَسِبُهَا إِلَّا قُصَّ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❸

''جس بھی مومن کو دنیا میں کوئی کانٹا ہی چبھ جائے یا اس سے بھی چھوٹی کوئی تکلیف آئے اور وہ اس پر اَجر کی اُمید رکھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں روزِ قیامت اس کی خطاؤں کو معاف فرما دے گا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَ ذَالِكَ فَيَحْتَسِبُهَا إِلَّا

---

❶ [صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٤٠٢

❷ صحيح البخاري: ٥٦٤١ـ صحيح مسلم: ٢٥٧٣

❸ [صحيح] الأدب المفرد للبخاري: ٥٠٧

قُصَّ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) ❶

''جس بھی بندۂ مسلم کو کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بھی چھوٹی کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اس پر اجر وثواب کی اُمید رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ وَلَا مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يَمْرَضُ مَرَضًا إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ)) ❷

''جو بھی مومن مرد وعورت اور مسلمان مرد وعورت کسی مرض کا شکار ہوتا ہے؛ تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الشَّوْكَةِ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً)) ❸

''کانٹا چبھنے سے یا اس سے بھی چھوٹی کوئی تکلیف جب مومن کو پہنچتی ہے تو اس کے بدلے میں گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((وَصَبُ الْمُسْلِمِ كَفَّارَةٌ لِخَطَايَاهُ)) ❹

''مسلمان کی تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔''

---

❶ [صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٤٠٣.

❷ [إسناده لا بأس به] مسند أحمد: ٣/ ٣٨٦۔مسند أبي داود الطيالسي: ١٧٧٣۔ الأدب المفرد للبخاري: ٥٠٨۔ مسند أبي يعلى الموصلي: ٣٣٠٥

❸ صحيح البخاري: ٥٦٤٠۔صحيح مسلم: ٢٥٧٢

❹ [رجاله ثقات] شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٥٨۔المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٨

محمد بن جبیر بن مطعم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِي عَبْدَهُ بِالسَّقَمِ حَتّٰى يُكَفِّرَ عَنْهُ كُلَّ ذَنْبٍ هُوَ لَهُ)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بیماری سے آزماتا ہے، یہاں تک کہ اس سے ہر وہ گناہ دُور کر دیتا ہے جو اس سے سرزد ہوا ہوتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''مَا شَاكَ مُسْلِمٌ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا قَصَّ اللّٰهُ بِهَا مِنْ ذُنُوبِهِ'' ❷

''کسی مسلمان کو کوئی کانٹا چبھ جائے، یا اس سے بھی چھوٹی تکلیف پہنچے، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ وَلَا مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يَمْرَضُ مَرَضًا إِلَّا قَصَّ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ خَطَايَاهُ)) ❸

''جو بھی مومن مرد، عورت اور مسلمان مرد و عورت کسی مرض کا شکار ہوتا ہے؛ تو اللہ تعالیٰ بدلے میں اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔''

اُحد پہاڑ کے برابر گناہ بھی معاف!

معاذ بن انس الجہنی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَرَضِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ إِنَّا

❶ [حسن، لكنه مرسل] المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ١٢٩ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٢ ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٣٤٨ ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ٢٩٧.

❷ [رجاله ثقات] مسند أحمد: ٦/ ٢٦١

❸ [رجاله ثقات] صحيح ابن حبان: ٢٩٢٧ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠١.

نُحِبُّ أَنْ نَصِحَّ، فَلَا نَمْرَضُ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ الصُّدَاعَ وَالْمَلِيلَةَ لَا تَزَالَانِ بِالْمُؤْمِنِ وَإِنْ كَانَ ذَنْبُهُ مِثْلَ أُحُدٍ حَتّٰى لَا تَدَعَا مِنْ ذَنْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ)) [1]

''میں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ایامِ مرض میں ان کے پاس گیا تو میں نے کہا: اے ابودرداء! یقیناً ہم تو تندرست رہنا ہی پسند کرتے ہیں، بیمار ہونا نہیں۔ تو سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: یقیناً سر کی تکلیف اور اندرونی بخار جس مومن شخص کو ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہوں میں سے رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی گناہ نہیں چھوڑتے، خواہ اس کے گناہ اُحد پہاڑ کے برابر ہی ہوں۔''

آسمانی برف کی طرح گناہوں سے پاک وصاف

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ إِذَا بَرَأَ وَصَحَّ مِنْ مَرَضِهٖ كَمَثَلِ الْبَرَدَةِ تَقَعُ مِنَ السَّمَاءِ فِي صَفَائِهَا وَلَوْنِهَا)) [2]

''مومن جب اپنی بیماری سے صحت مند و تندرست ہو جاتا ہے تو وہ (سفید ترین) رنگ اور صاف و شفاف ہونے میں آسمان سے گرنے والی برف کے مانند ہو جاتا ہے۔''

---

[1] [لا بأس به] مسند أحمد: ٥/ ١٩٨ ـ المعجم الأوسط للطبراني: ٦٣٤ ـ شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٧٥ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠١.

[2] [ضعيف] المعجم الأوسط للطبراني: ٥١٦٦ ـ شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٦٠ ـ تاريخ دمشق لابن عساكر: ١١/ ٣٨٧ ـ مجمع الزوائد للهيثمي ٣٠٢

وضاحت: یعنی جس طرح آسمان سے گرنے والی برف پر کسی قسم کا داغ و دھبہ نہیں ہوتا اور وہ بالکل سفید اور ہر قسم کی گندگی سے پاک اور صاف ہوتی ہے اسی طرح مومن بھی مرض کے بعد گناہوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور اس پر برائی کا کوئی دھبہ اور گندگی باقی نہیں رہتی۔

گناہوں سے اس طرح صاف، جیسے چاندی ہو شفاف

یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ الصُّدَاعُ وَالْمَلِيلَةُ بِالْمَرْءِ الْمُسْلِمِ حَتّٰى يَدَعَهُ مِثْلَ الْفِضَّةِ الْمُصَفَّاةِ)) ❶

”سر کی تکلیف اور اندرونی بخار مسلمان شخص سے تب تک جدا نہیں ہوتے جب تک کہ اسے صاف و شفاف چاندی کی طرح (گناہوں سے پاک) نہیں کر چھوڑتے۔“

رائی کے دانے کے برابر بھی گناہ باقی نہیں رہتا!

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ الْحُمّٰى وَالْمَلِيلَةَ لَا تَزَالَانِ بِالْمُؤْمِنِ وَإِنَّ ذَنْبَهُ مِثْلُ أُحُدٍ فَمَا تَدَعَانِهِ وَعَلَيْهِ مِنْ ذَنْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ)) ❷

”یقیناً سر کی تکلیف اور اندرونی بخار جس مومن شخص کو ہو جاتے ہیں تو اس پر

---

❶ [مرسل] شعب الإيمان للبيهقي: ٩٤٣١۔الدر المنثور للسيوطي: ٢/ ٧٠١

❷ [حسن] مسند أحمد: ٥/ ١٩٨۔المعجم الأوسط للطبراني: ٦٣٤۔شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٧٥۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠١

رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی گناہ نہیں چھوڑتے، خواہ اس کے گناہ اُحد پہاڑ کے برابر ہی ہوں۔''

صبر و شکر پر بہترین بدلہ لیجیے

عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا ابْتَلَى اللّٰهُ الْعَبْدَ بِالسَّقَمِ أَرْسَلَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ، قَالَ: اسْمَعَا مَا يَقُولُ عَبْدِي هٰذَا لِعُوَّادِهِ؟ فَإِنْ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ خَيْرًا بَلِّغَا ذَالِكَ عَنْهُ، فَيَقُولُ اللّٰهُ: إِنَّ لِعَبْدِي هٰذَا عَلَيَّ، إِنْ أَنَا تَوَفَّيْتُهُ أُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ أَنَا رَفَعْتُهُ أَنْ أُبْدِلَ لَهُ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ وَأَغْفِرُ لَهُ)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ کسی بیماری کی وجہ سے بندے کو آزماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: جا کر سنو کہ میرا بندہ اپنی عیادت کے لیے آنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ اگر وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور اچھے لفظوں میں اس کی ستائش بیان کرے تو اس کی طرف سے یہ عمل (مجھ تک) پہنچا دو۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یقیناً میرے بندے کے لیے یہ اجر میرے ذِمے ہے کہ اگر میں نے اسے فوت کر دیا تو اسے جنت میں داخل کروں گا اور اگر میں نے اسے (بستر مرض سے) اُٹھا لیا تو اسے بدلے میں ایسا گوشت عطا کروں گا جو اس کے گوشت سے بہتر ہو گا اور ایسا خون دوں گا جو اس کے خون سے بہتر ہو گا، اور اس کو مغفرت سے نواز دوں گا۔''

---

[1] [حسن] الموطأ: ٢/ ٩٤٠۔الزهد لهناد: ١/ ٢٥١

اجر نہیں بلکہ گناہوں کا کفارہ

ابو معمر ازدی بیان کرتے ہیں کہ:

”كُنَّا إِذَا سَمِعْنَا مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ شَيْئًا نَكْرَهُهُ سَكَتْنَا حَتّٰى يُفَسِّرَهُ لَنَا ، فَقَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: أَلَا إِنَّ السَّقَمَ لَا يُكْتَبُ لَهُ أَجْرٌ ، فَسَاءَ نَا ذَالِكَ وَكَبُرَ عَلَيْنَا ، قَالَ: وَلٰكِنْ يُكَفَّرُ بِهِ الْخَطَايَا ، قَالَ: فَسَرَّنَا ذَالِكَ وَأَعْجَبَنَا“ ❶

”جب ہم سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسی بات سنتے جو ہمیں ناگوار گزرتی تو ہم خاموش رہتے، یہاں تک کہ وہ خود ہی ہمیں اس کی وضاحت فرما دیتے۔ ایک روز انہوں نے ہم سے فرمایا: سنو! یقیناً بیماری کا اجر نہیں لکھا جاتا۔ اس بات نے ہمیں پریشان کر دیا اور ہم پر بہت گراں گزری تو (پھر وضاحت کرتے ہوئے) انہوں نے فرمایا: لیکن اس کی وجہ سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ تو ہمیں اس بات نے خوش کر دیا اور ہمیں بہت اچھا لگا۔“

اللہ کے ہاں ایک آنسو کی قیمت

یزید بن میسرہ فرماتے ہیں کہ:

”إِنَّ الْعَبْدَ لَيَمْرَضُ الْمَرَضَ مَا لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ خَيْرٍ ، فَقَدْ كَرِهَ اللّٰهُ بَعْضَ مَا سَلَفَ مِنْ خَطَايَاهُ فَيَخْرُجُ مِنْ عَيْنِهِ مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ إِنْ بَعَثَهُ اللّٰهُ أَوْ يَقْبِضُهُ إِنْ

❶ [حسن] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٩٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠١

قَبَضَهُ عَلَى ذَالِكَ"[1]

''یقیناً بندہ جب اس حالت میں کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے کہ اللہ کے ہاں اس کی کوئی نیکی نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کو اس کے گزشتہ گناہ بالکل پسند نہیں ہوتے۔ پھر اس کی آنکھ سے مکھی کے پر کے برابر (آنسو) نکل آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اگر اسے (بستر مرض سے) اُٹھانا ہو تو اُٹھا دیتا ہے یا اس کی جان قبض کرنی ہو تو اسے اسی حالت میں قبض کر لیتا ہے۔''

وضاحت: اللہ تعالیٰ اس کے ایک آنسو کی اس قدر لاج رکھتا ہے اور قدر کرتا ہے کہ اسے یا تو شفایاب کر دیتا ہے، یا پھر اپنے پاس بلا لیتا ہے، یعنی اسے مزید آزمائش میں مبتلا نہیں کرتا۔

دنیا میں ہی اُخروی عذاب سے خلاصی

ابوصالح اشعری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ عَادَ مَرِيضًا فَقَالَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: هِيَ نَارِي أُسَلِّطُهَا عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا فَتَكُونُ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ فِي الْآخِرَةِ))[2]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مریض کی عیادت کی تو اس سے کہا: یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ (بخار) میری آگ ہے، جس کو میں دنیا میں ہی اپنے بندے پر مسلط کر دیتا ہوں، تا کہ اس کو آخرت کی آگ کا حصہ دنیا میں ہی مل جائے (اور وہ آخرت میں جہنم کی آگ سے

---

[1] [حسن] حلية الأولياء لأبي نعيم: ٥/ ٢٤٠

[2] [صحيح] سنن الترمذي: ٢٠٨٨ـ سنن ابن ماجه: ٣٤٧٠ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٦

محفوظ رہ سکے)۔''

ابوریحانہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْحُمّٰی کِیرٌ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ، وَهِيَ نَصِيبُ الْمُؤْمِنِ مِنَ النَّارِ))❶

''بخار جہنم کی تپش کی دھونکنی ہے اور یہ (جہنم کی) آگ سے مومن کا حصہ ہے۔''

وضاحت: یعنی جسے دنیا میں بخار ہو گا اسے آخرت میں اس کے گناہوں پر ملنے والی سزا اتنی کم کر دی جائے گی۔

دنیا میں بخار ہونا اُخروی سزا کے مترادف ہے

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلْحُمّٰی حَظُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنَ النَّارِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ [مريم: ٧١] وَالْوُرُودُ فِي الدُّنْيَا هُوَ الْوُرُودُ فِي الْآخِرَةِ." ❷

''بخار ہر مومن کا (جہنم کی) آگ سے حصہ ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ ''تم میں سے ہر کوئی وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی اور فیصلہ شدہ امر ہے۔'' (اور فرمایا:) دنیا میں بخار کا ہونا آخرت میں سزا پا لینے کے ہی مترادف ہے۔''

---

❶ [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٦١ ـ شرح مشكل الآثار للطحاوي: ٥/ ٤٦٩ ـ التاريخ الكبير للبخاري: ٧/ ٦٣ ـ تاريخ دمشق لابن عساكر: ٢٣/ ١٩٨ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٦

❷ [ضعيف] تفسير ابن جرير الطبري: ١٦/ ١١١

مریض کو حاصل ہونے والے چار انعامات

یحییٰ بن ابی ہشام ایک شامی شخص سے بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ قَوْمًا عَادُوا مَرِيضًا وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ الْمُهَاجِرُ: إِنَّ لِلْمَرِيضِ أَرْبَعًا: يُرْفَعُ عَنْهُ الْقَلَمُ، وَيُكْتَبُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي صِحَّتِهِ، وَيَتْبَعُ الْمَرَضُ كُلَّ خَطِيئَةٍ مِنْ مَفْصِلٍ مِنْ مَفَاصِلِهِ فَيَسْتَخْرِجُهَا، فَإِنْ عَاشَ عَاشَ مَغْفُورًا لَهُ، وَإِنْ مَاتَ مَاتَ مَغْفُورًا لَهُ، قَالَ: فَقَالَ الْمَرِيضُ: اللَّهُمَّ لَا أَزَالُ مُضْطَجِعًا" ❶

"کچھ لوگوں نے ایک مریض کی عیادت کی تو ان میں مہاجرین میں سے ایک صاحب بھی تھے، ان مہاجر نے کہا: یقیناً مریض کو چار انعامات حاصل ہوتے ہیں: اس سے قلم کو اُٹھا لیا جاتا ہے (یعنی اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے)، اس کا اجر اسی عمل کے مثل ہی لکھا جاتا ہے جو وہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا اور بیماری اس کے ہر جوڑ میں گناہوں کا پیچھا کرتی ہے اور انہیں وہاں سے نکال باہر کرتی ہے۔ پھر اگر تو وہ زندہ رہے تو گناہوں سے بخشی ہوئی زندگی گزارتا ہے اور اگر وہ فوت ہو جائے تو ایسی موت پاتا ہے کہ اس کی مغفرت فرما دی گئی ہوتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر اس مریض نے کہا: اے اللہ! میں ہمیشہ بستر مرض پر ہی پڑا رہوں۔"

❶ الزهد لهناد: ۱/ ۲۵۲

مغفرت سے نوازا ہوا اور گناہوں سے پاک جسم

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا مَرِضَ أَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى مَلَائِكَتِهٖ: يَا مَلَائِكَتِي أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِي بِقَيْدٍ مِنْ قُيُودِي فَإِنْ أَقْبِضْهُ أَغْفِرْ لَهُ، وَإِنْ أُعَافِهٖ فَجَسَدٌ مَغْفُورٌ لَهٗ لَا ذَنْبَ لَهٗ)) ❶

''جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو وحی فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میں نے اپنے بندے کو اپنی ایک قید میں بند کر دیا ہے، اگر میں اس کی جان قبض کروں گا تو اسے بخش دوں گا اور اگر میں اسے تندرست کروں گا تو تب بھی یہ مغفرت سے نوازا ہوا جسم ہو گا اور اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔''

صحت یابی یا موت تک اعمال کا سلسلہ جاری

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلٰى طَرِيقَةٍ حَسَنَةٍ مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ يَمْرَضُ، قِيلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ عَلَيْهِ: اكْتُبْ لَهُ مِثْلَ عَمَلِهٖ إِذَا كَانَ طَلِيقًا حَتّٰى أُطْلِقَهٗ أَوْ أَكْفِتَهٗ إِلَيَّ)) ❷

''جب بندہ احسن انداز سے عبادت بجا لا رہا ہو، پھر وہ بیمار ہو جائے تو اس پر مقرر فرشتے سے کہا جاتا ہے: اس کے وہی اعمال لکھتے رہو جو یہ تندرستی کی

❶ [ضعیف] المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ١٦٧ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٤٨ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٢٩١

❷ [صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٢٠٣

حالت میں کرتا تھا، یہاں تک کہ میں اسے صحت یاب کر دوں یا اسے اپنے پاس بلا لوں۔''

خیثمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"إِذَا مَرِضَ الْمُسْلِمُ مَرَضًا، قَالَ اللّٰهُ لِلْمَلَكَيْنِ اللَّذَيْنِ يَكْتُبَانِ عَمَلَهُ: اكْتُبَا لَهُ مِثْلَ عَمَلِهِ إِذَا كَانَ طَلِيقًا حَتّٰى أُعَافِيَهُ أَوْ أَكْفِتَهُ إِلَيَّ" ❶

''جب مسلمان کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دو فرشتوں سے فرماتا ہے جو اس کا عمل لکھتے ہیں کہ اس کے نامہ اعمال میں اسی کے مثل عمل لکھتے رہو جو یہ تندرستی کی حالت میں کرتا تھا، یہاں تک کہ میں اسے شفایاب کر دوں یا اپنے پاس بُلا لوں۔''

ایک رات کے بخار سے تمام گناہ معاف!

امام حسن رحمہ اللہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

((إِنَّ اللّٰهَ لَيُكَفِّرُ عَنِ الْمُؤْمِنِ خَطَايَاهُ كُلَّهَا بِحُمّٰى لَيْلَةٍ)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ ایک رات کے بخار کے بدلے میں بندۂ مومن کے تمام گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔''

امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"كَانُوا يَرْجُونَ فِي حُمّٰى لَيْلَةٍ كَفَّارَةً لِمَا مَضٰى مِنَ الذُّنُوبِ" ❸

---

❶ [حسن] مسند أحمد: ٢/ ٢٠٣۔ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٧۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٣

❷ [ضعيف] الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ٢٩٩

❸ [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٢٨٢

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک رات کے بخار سے گزشتہ گناہوں کے کفارے کی اُمید رکھا کرتے تھے۔''

اللہ ہی سے شفایابی کی اُمید رکھنے پر آزمائش کا صلہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلٰی أُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ذِئَابٍ عَائِدًا لَهَا مِنْ شَكْوٰى، فَقَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَعُودُهَا مِنْ شَكْوٰى فَنَظَرَتْ إِلَى قَرْحَةٍ فِي يَدِي، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا ابْتَلَى اللّٰهُ عَبْدًا بِبَلَاءٍ وَهُوَ عَلٰى طَرِيقَةٍ يَكْرَهُهَا إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذَالِكَ الْبَلَاءَ لَهُ كَفَّارَةً وَطَهُورًا مَا لَمْ يُنْزِلْ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْبَلَاءِ بِغَيْرِ اللّٰهِ أَوْ يَدْعُو غَيْرَ اللّٰهِ فِي كَشْفِهِ)) [1]

''میں اُمِ عبداللہ بن ابی ذناب کی عیادت کے لیے گیا جب وہ بیمار ہوئیں، تو انہوں نے کہا: اے ابوہریرہ! میں سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیماری میں ان کی عیادت کے لیے گئی تو انہوں نے میرے ہاتھ میں پھوڑا دیکھا اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اور وہ آزمائش ایسی صورت میں آتی ہے کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس آزمائش کو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور پاکیزگی کا باعث بنا دیتا ہے، اور یہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ بندہ اس آزمائش سے خلاصی کے لیے کسی غیر اللہ کے پاس دھکے نہ کھاتا پھرے یا اس سے خلاصی کے لیے کسی غیر

[1] [ضعيف] الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤١

اللہ سے دعا نہ مانگے۔''

ایسی نئی خِلقت کہ کوئی گناہ باقی نہ رہے گا

عطیہ بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

''مَرِضَ كَعْبٌ فَعَادَهُ رَهْطٌ مِنْ أَهْلِ دِمَشْقَ فَقَالُوا: كَيْفَ تَجِدُكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ؟ قَالَ: بِخَيْرٍ جَسَدٍ أُخِذَ بِذَنْبِهِ إِنْ شَاءَ رَبُّهُ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ رَحِمَهُ، وَإِنْ بَعَثَهُ بَعَثَهُ خَلْقًا جَدِيدًا لَا ذَنْبَ لَهُ''[1]

''سیدنا کعب رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو اہل دمشق میں سے کچھ لوگ ان کی عیادت کو آئے اور انہوں نے پوچھا: اے ابواسحاق! کیسی طبیعت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس جسم کی خیریت کے ساتھ ہوں جس کا گناہوں کی وجہ سے مواخذہ ہوا ہے، اگر اس کا پروردگار چاہے گا تو اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اس پر رحم فرمائے گا، اور اگر اس نے اسے (صحت یاب کر کے) اُٹھا لیا تو اسے ایک نئی خلقت دے گا، جس میں اس کا کوئی گناہ باقی نہ ہوگا۔''

گزشتہ گناہوں کا کفارہ اور رب کی خوشنودی کا ذریعہ

سعید بن وھب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

''دَخَلْتُ مَعَ سَلْمَانَ عَلَى رَجُلٍ مِنْ كِنْدَةَ يَعُودُهُ، قَالَ: فَقَالَ سَلْمَانُ: إِنَّ الْمُسْلِمَ يُبْتَلَى فَيَكُونُ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى لَهُ، وَمُسْتَعْتَبًا فِيمَا بَقِيَ، وَإِنَّ الْكَافِرَ يُبْتَلَى فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْبَعِيرِ

[1] [ضعیف] تفرّد به المؤلف

أُطْلِقَ فَلَمْ يَدْرِ لِمَا أُطْلِقَ وَعُقِلَ فَلَمْ يَدْرِ لِمَا عُقِلَ"[1]

''میں سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کندہ کے ایک آدمی کی عیادت کے لیے گیا تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً مسلمان کی آزمائش کی جاتی ہے اور وہ آزمائش اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لیے (رب تعالیٰ کی) خوشنودی چاہنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جبکہ کافر کی آزمائش کی جاتی ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے کہ جسے کھول دِیا جائے تو اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں کھولا گیا ہے اور باندھ دِیا جائے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں باندھا گیا ہے۔''

بخار؛ اُخروی سزا میں سے حصہ ہے

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْحُمَّى كِيرٌ مِنْ جَهَنَّمَ فَمَا أَصَابَ الْمُؤْمِنَ كَانَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ))[2]

''بخار جہنم کی ایک دھونکنی ہے، سو جس مومن کو بخار ہوتا ہے اسے (جہنم کی) آگ سے حصہ مل جاتا ہے۔''

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] [رجاله ثقات] المصنف لابن أبي شيبة: ۳/ ۲۳۱۔الزهد لهناد: ۱/ ۲۴۲۔ الأدب المفرد للبخاري: ۴۹۳.

[2] [ضعيف] مسند أحمد: ۵/ ۲۶۴۔المعجم الكبير للطبراني: ۸/ ۹۳۔ شعب الإيمان للبيهقي: ۷/ ۱۶۱۔ الترغيب والترهيب للمنذري: ۴/ ۱۵۴۔مجمع الزوائد للهيثمي: ۲/ ۳۰۵.

((اَلْحُمّٰی حَظُّ الْمُؤْمِنِ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

''بخار؛ قیامت کے روز مومن کا (جہنم کی) آگ سے حصہ بن جائے گا۔''

وضاحت: یعنی اسے آخرت میں اس کے گناہوں پر ملنے والی سزا اس قدر کم ہو جاتی ہے جس قدر اسے دنیا میں بخار ہوا ہوتا ہے۔

بہتر خون اور اچھی صحت عطا کر دی جاتی ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مَرِضَ مُسْلِمٌ إِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ مَلَكَيْنِ مِنْ مَلَائِكَتِهِ لَا يُفَارِقَانِهِ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي أَمْرِهِ بِإِحْدَى الْحَسَنَتَيْنِ: إِمَّا بِمَوْتٍ وَإِمَّا بِحَيَاةٍ، فَإِذَا قَالَ لَهُ الْعُوَّادُ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: أَحْمَدُ اللّٰهَ أَجِدُنِي وَاللّٰهُ مَحْمُودٌ بِخَيْرٍ، قَالَ لَهُ الْمَلَكَانِ: أَبْشِرْ بِدَمٍ هُوَ خَيْرٌ مِنْ دَمِكَ وَصِحَّةٍ هُوَ خَيْرٌ مِنْ صِحَّتِكَ، فَإِنْ قَالَ: أَجِدُنِي فِي بَلَاءٍ شَدِيدٍ قَالَ لَهُ الْمَلَكَانِ مَجِيبَانِ لَهُ: أَبْشِرْ بِدَمٍ هُوَ شَرٌّ مِنْ دَمِكَ وَبِبَلَاءٍ هُوَ أَطْوَلُ مِنْ بَلَائِكَ)) ❷

''جو بھی مسلمان بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنے دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو تب تک اس سے الگ نہیں ہوتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے معاملے میں دو بہتر کاموں میں سے ایک کا فیصلہ نہیں فرما دیتا: یا تو وہ اسے موت سے ہمکنار کر دیتا ہے یا اسے زندگی بخش دیتا ہے۔ پھر جب عیادت کے لیے آنے والے لوگ اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میں اللہ کا

❶ [ضعیف] تاریخ دمشق لابن عساکر: ۵۹/ ۳۱۳

❷ [ضعیف] شعب الإیمان للبیہقی: ۱۲/ ۳۲۹

شکر گزار ہوں اور اللہ ہی تعریف و ستائش کے لائق ہے، میں اب خود کو بہتر محسوس کرتا ہوں۔ تو فرشتے اس سے کہتے ہیں: تجھے پہلے خون سے بہتر خون کی بشارت ہو اور پہلی صحت سے اچھی صحت مبارک ہو۔ لیکن اگر وہ کہے کہ میں تو بہت سخت آزمائش میں مبتلا ہوں۔ تو فرشتے اس سے کہتے ہیں: تجھے پہلے خون سے برے خون کی بشارت ہو اور تیری اس آزمائش سے بھی لمبی آزمائش کی تجھے مبارک ہو۔"

وضاحت: انسان کو بہ ہر حال خدا تعالیٰ کا شکر گزار رہنا چاہیے، کسی بھی صورت میں اپنی زبان پر ناشکری کے کلمات نہیں لانے چاہئیں۔ جس ذاتِ مقدس نے آزمائش ڈالی ہے اس نے تکلیف کے اس وقت سے کہیں زیادہ تندرستی اور فراخت کا وقت بھی تو عطا کیا تھا۔ اگر کچھ وقت کے لیے وہ اپنے بندے کو آزماتا ہے تو محبتِ الٰہی کا اتنا تو پاس بندے کو رکھنا چاہیے کہ اس کا کوئی شکوہ نہ کرے۔ وگرنہ فرشتوں سے دعاؤں کی بہ جائے بددعائیں ہی لے گا۔

ایک بیماری سے تین فضیلتوں کا حصول

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

فَقَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْمَانَ فَسَأَلَ عَنْهُ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ عَلِيلٌ، فَأَتَاهُ يَعُودُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((عَظَّمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ وَرَزَقَكَ الْعَافِيَةَ فِي دِينِكَ وَجِسْمِكَ إِلَى مُنْتَهٰى أَجَلِكَ إِنَّ لَكَ مِنْ وَجَعِكَ خِلَالًا ثَلَاثًا، أَمَّا وَاحِدَةٌ فَتَذْكِرَةٌ مِنْ رَبِّكَ تَذَّكَّرُ بِهَا، وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَتَمْحِيَةٌ لِمَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوبِكَ، وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَادْعُ بِمَا شِئْتَ فَإِنَّ

دُعَاءَ الْمُبْتَلٰی مُجَابٌ)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کو غیر حاضر پایا تو ان کے بارے میں پوچھا۔ آپ کو بتلایا گیا کہ وہ بیمار ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اجر کو بڑا کرے اور تمہیں تاحیات تمہارے دِین اور جسم کے معاملے میں عافیت سے نوازے۔ یقیناً تمہیں اس تکلیف کی برکت سے تین فضیلتیں حاصل ہوئی ہیں: ایک تو یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے یاددہانی ہے کہ تم اس تکلیف کی وجہ سے اسے یاد کر سکے۔ دوسری یہ ہے کہ یہ بیماری تمہارے گزشتہ گناہوں کے خاتمے کا باعث ہے اور تیسری یہ ہے تم جو چاہو دعا کرو، کیونکہ بلاشبہ (مصیبت یا تکلیف میں) مبتلا شخص کی دعا قبول ہوتی ہے۔''

ایک سال کے گناہوں کا کفارہ

عبدالملک بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((حُمّٰی لَیْلَةٍ كَفَّارَةُ سَنَةٍ)) ❷

''ایک رات کا بخار ایک سال (کے گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

گناہ؛ درخت کے پتوں سے بھی تیز جھڑنے لگتے ہیں!

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِنْتَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی شَجَرَةٍ فَهَزَّهَا

❶ [منقطع] تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۱/ ۴۱۷

❷ [ضعیف] شعب الإیمان للبیهقی: ۱۲/ ۲۸۳.

حَتّٰی سَقَطَ مِنْ وَرَقِهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: ((الْمَصَائِبُ وَالْأَوْجَاعُ فِي ذُنُوبِ أُمَّتِي أَسْرَعُ مِنِّي فِي هٰذِهِ الشَّجَرَةِ)) ❶

''رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے پاس جا کر رک گئے اور اسے زور سے ہلایا، یہاں تک کہ جتنے اللہ نے چاہے اس کے پتے گرے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مصائب اور تکالیف میری اُمت کے گناہوں کو میری نسبت کے باعث اس درخت کے پتوں سے بھی زیادہ تیز جھاڑ دیتے ہیں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَجَرَةً فَهَزَّهَا حَتّٰى تَسَّاقَطَ وَرَقُهَا ثُمَّ قَالَ: ((الْمُصِيبَةُ أَوِ الْمُصِيبَاتُ وَالْأَوْجَاعُ أَسْرَعُ فِي ذُنُوبِ الْمُؤْمِنِ مِنِّي فِي هٰذِهِ الشَّجَرَةِ)) ❷

''رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے پاس تشریف لائے اور اسے زور سے ہلایا، یہاں تک کہ اس کے پتے گرنے لگے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مصیبت (یا فرمایا کہ) مصائب اور تکالیف میری اُمت کے گناہوں کو میری نسبت کی وجہ سے اس درخت کے پتوں سے بھی زیادہ تیز جھاڑ دیتی ہیں۔''

تین دِن تک بیمار رہنے والے شخص کی فضیلت

عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرِضَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ يَعُودُهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ لَوْلَا بُعْدُ مَنْزِلِي لَكُنْتُ آتِيكَ كُلَّ يَوْمٍ فَأُسَلِّمُ عَلَيْكَ،

❶ [ضعيف] الترغيب والترهيب للمنذری: ٤/ ١٤٥

❷ [ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمی: ٢/ ٣٠١

وَكَانَ أَنَسٌ مُسْتَلْقِيًا عَلَى فِرَاشِهِ وَعَلَى وَجْهِهِ خِرْقَةٌ أَوْ مِنْدِيلٌ، فَأَلْقَاهُ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ اسْتَوٰى قَاعِدًا وَقَالَ: أَمَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ عَادَ مَرِيضًا خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ حَتّٰى يَبْلُغَهُ فَإِذَا قَعَدَ عِنْدَهُ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ)) قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ، قُلْتُ: هٰذَا لِعَائِدِ الْمَرِيضِ، فَمَا لِلْمَرِيضِ؟ قَالَ: ((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) [1]

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت کے لیے ایک آدمی آیا، وہ ان کے پاس آ کر ٹھہرا اور کہا: اے ابوحمزہ! اگر میرا گھر دور نہ ہوتا تو میں روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کو سلام کرتا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اپنے بستر پر سیدھے لیٹے ہوئے تھے اور ان کے چہرے پر کپڑے کا ٹکڑا یا رومال تھا، انہوں نے اسے اپنے چہرے سے ہٹایا، پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہا: سنو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے وہ تب تک رحمت میں داخل رہتا ہے جب تک کہ اس کے پاس پہنچ نہیں جاتا، پھر جب اس کے پاس (پہنچ کر) بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: یہ تو مریض کی عیادت کرنے والے کی فضیلت ہو گئی، مریض کے لیے کیا اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ تین دن تک بیمار رہتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے وہ اس دن (گناہوں سے پاک) تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔''

[1] [ضعیف] المعجم الصغیر للطبرانی: ۵۱۹

مریض کی دعا رد نہیں کی جاتی

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تُرَدُّ دَعْوَةُ الْمَرِيضِ حَتّٰى يَبْرَأَ)) ❶

''مریض کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا، یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو جائے۔''

لاچار شخص کی دعا کو اللہ قبول فرماتا ہے

عبداللہ بن ابی صالح بیان کرتے ہیں کہ:

''دَخَلَ عَلَيَّ طَاوُسٌ وَأَنَا مَرِيضٌ ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ادْعُ لِي ، قَالَ: ادْعُ لِنَفْسِكَ فَإِنَّهُ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ'' ❷

''جب میں بیمار تھا تو امام طاوس رحمہ اللہ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے گزارش کی: اے ابوعبدالرحمان! میرے لیے دعا فرما دیجیے۔ تو انہوں نے فرمایا: آپ خود ہی اپنے لیے دعا کیجیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے جب کوئی لاچار شخص دعا کرتا ہے تو وہ قبول فرماتا ہے۔''

اگر بندۂ مومن کو بیماری کے اجر و ثواب کا پتہ چل جائے تو!

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَتَبَسَّمَ ،

❶ [ضعيف] شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ٢١٠

❷ [فيه من لم أعرفه] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٦٧

فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِمَ تَبَسَّمْتَ؟ فَقَالَ: ((عَجَبًا لِلْمُؤْمِنِ وَجَزَعِهِ مِنَ السَّقَمِ، وَلَوْ كَانَ يَعْلَمُ مَا لَهُ فِي السَّقَمِ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ سَقِيمًا حَتّٰى يَلْقٰى رَبَّهُ)) ثُمَّ تَبَسَّمَ ثَانِيَةً وَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِمَ تَبَسَّمْتَ؟ فَرَفَعْتَ رَأْسَكَ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ مَلَكَيْنِ نَزَلَا مِنَ السَّمَاءِ يَلْتَمِسَانِ عَبْدًا مُؤْمِنًا فِي مُصَلَّاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَلَمْ يَجِدَاهُ فِيهِ فَعَرَجَا إِلَى اللّٰهِ فَقَالَا: يَا رَبِّ عَبْدُكَ فُلَانٌ كُنَّا نَكْتُبُ لَهُ مِنَ الْعَمَلِ فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ قَدْ حَبَسْتَهُ فِي حِبَالِكَ فَلَمْ نَكْتُبْ لَهُ شَيْئًا مِنْ عَمَلِهِ، قَالَ اللّٰهُ: اُكْتُبُوا لِعَبْدِي عَمَلَهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ وَلَا تُنْقِصُوا مِنْهُ شَيْئًا فَعَلَيَّ أَجْرُ مَا حَبَسْتُهُ وَلَهُ أَجْرُ مَا كَانَ يَعْمَلُ)) [1]

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ آپ مسکرا پڑے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سی بات آپ کے مسکرانے کی وجہ بنی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیماری کی وجہ سے مومن کے رونے دھونے پر تعجب ہوتا ہے، حالانکہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اس بیماری پر اسے کس قدر اجر وثواب ملے گا تو وہ اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ مرتے دَم تک بیماری میں ہی مبتلا رہے۔ پھر آپ ﷺ دوسری مرتبہ مسکرائے اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا۔ ہم عرض گذار ہوئے: اے اللہ کے رسول! اب آپ کس بات سے مسکرا دیے؟ اور آپ نے اپنا سر مبارک بھی آسمان کی طرف اُٹھایا ہے (اس کی کیا وجہ ہے؟)

[1] [ضعيف] المعجم الأوسط للطبراني: ٢٣١٧۔مسند الطيالسي: ٣٤٧۔ مسند البزار: ٥/ ١٦٧۔شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٨٥۔الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٧۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٤۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٤/ ٢٦٦

تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ دو فرشتے بہت بھلے لگے جو آسمان سے اُترے اور ایک مومن بندے کو اس کی نماز والی جگہ میں تلاش کرنے لگے جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا، لیکن انہیں وہ نہیں ملا، چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف (آسمانوں میں) چڑھ گئے اور انہوں نے جا کر کہا: اے پروردگار! تیرا جو فلاں بندہ ہے، ہم اس کے شب و روز کے اتنے اتنے اعمال لکھا کرتے ہیں لیکن آج ہم نے اسے دیکھا کہ تو نے اسے (بیمار کر کے) اپنے جال میں بند کر دیا ہے، لہٰذا ہم اس کا کوئی عمل لکھ نہ پائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے وہ اعمال لکھتے رہو جو وہ شب و روز میں کیا کرتا تھا اور اس کا کچھ بھی اجر کم نہ کرنا۔ جو میں نے اسے (بیماری کی وجہ سے) روک رکھا ہے؛ اس کا اجر دینا میرے ذِمے ہے اور جو وہ عمل کیا کرتا تھا؛ اس کے اجر کا بھی وہ حق دار ہے۔‘‘

حالتِ مرض میں ان اعمال کا اجر لکھا جاتا ہے جو بندہ تندرستی میں کرتا ہو

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”إِذَا مَرِضَ الْمُؤْمِنُ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمَلَائِكَةِ: اكْتُبُوا لِعَبْدِي هٰذَا الَّذِي فِي وَثَاقِي مِثْلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي صِحَّتِهٖ“[1]

’’جب مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے بندھن میں قید میرے اس بندے کے وہی اعمال لکھتے رہو جو یہ اپنی صحت کے ایام میں کیا کرتا تھا۔‘‘

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] [رجاله رجال الصحيح] مسند أحمد: ٢/ ١٥٩ ـ سنن الدارمي: ٢٧٧٠ ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٩ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٣.

((إِذَا ابْتُلِيَ الْعَبْدُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا أَرْسَلَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ فَقَالَ: ائْتِيَا عَبْدِي فَإِنْ قَالَ خَيْرًا وَلَمْ يَشْتَكِ إِلَى عُوَّادِهِ أَبْدَلْتُهُ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ، وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ، فَإِنْ قَبَضْتُهُ أَوْجَبْتُ لَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَطْلَقْتُهُ كَانَ فِي وَثَاقِهِ فَلْيَسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ)) [1]

''اہل دنیا میں سے جب کسی بندے کی آزمائش کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتوں کو بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندے کے پاس جاؤ، اگر وہ اچھی بات کہے اور عیادت کرنے والوں سے میرا کوئی شکوہ نہ کرے تو میں اس کو ایسے گوشت میں بدل دوں گا جو اس کے گوشت سے بہتر ہوگا اور (اس کے جسم میں) ایسا خون (جاری کر) دوں گا جو اس کے خون سے بہتر ہوگا، پھر اگر میں نے اس کی جان قبض کر لی تو میں اس کے لیے جنت واجب کر دوں گا اور اگر اسے (بیماری کی) اس قید سے آزاد کر دیا جس میں وہ بند تھا، تو اس کا عمل جاری رہے گا (یعنی وہ بیماری کی حالت میں عمل نہیں بھی کر رہا ہو تو اس کو عمل کا ثواب ملتا رہتا ہے)۔''

ابو عمران الجونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ قَالَ اللّٰهُ لِلَّذِينَ عَنْ شِمَالِهِ: لَا تَكْتُبُوا عَلَى عَبْدِي شَيْئًا، وَقَالَ لِلَّذِينَ عَنْ يَمِينِهِ: اكْتُبُوا لَهُ كَأَحْسَنِ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي صِحَّتِهِ" [2]

''جب مسلمان بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بائیں جانب کے فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے بندے کا کوئی گناہ مت لکھنا۔ اور دائیں جانب کے فرشتوں سے

---

[1] [ضعيف] السنن الكبرى للبيهقي: ٣/ ٣٧٥۔ المستدرك للحاكم: ١/ ٥٠٠

[2] [رجاله ثقات] مسند أبي يعلى الموصلي: ٦٦٣٨۔ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٧۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٤

فرماتا ہے: یہ اپنی صحت کے عالم میں جو سب سے اچھا عمل کرتا تھا؛ اسی کے مثل عمل لکھتے رہو۔"

ایک رات کے بخار سے گناہوں کا صفایا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وُعِكَ لَيْلَةً فَصَبَرَ وَرَضِيَ بِهَا عَنِ اللّٰهِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) ❶

"جس شخص کو ایک رات کا بخار ہو اور وہ صبر کا مظاہرہ کرے اور اللہ کے اس فیصلے پر راضی ہو، تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح وہ اس روز (گناہوں سے پاک وصاف) تھا جس روز اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔"

بیماری کی گھڑیوں سے گناہوں کی گھڑیوں کا خاتمہ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

عَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا غَمَضْتُ عَيْنِي مُنْذُ سَبْعِ لَيَالٍ وَلَا أَحَدٌ يَحْضُرُنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَخِي اصْبِرْ، يَا أَخِي اصْبِرْ، تَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِكَ كَمَا دَخَلْتَ فِيهَا)) قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَاعَاتُ الْأَمْرَاضِ يَذْهَبْنَ بِسَاعَاتِ الْخَطَايَا)) ❷

---

❶ [ضعيف] شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٦٧

❷ [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٨١

''رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری شخص کی عیادت کی تو اس پر جھک گئے اور اس کا حال چال پوچھا، تو اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! سات راتوں سے نہ تو میری آنکھ لگی ہے اور نہ ہی کوئی مجھ سے ملنے آیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بھائی! صبر کرو، میرے بھائی! صبر کرو، تم گناہوں سے اسی طرح نکل آئے ہو جس طرح ان میں داخل ہوئے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیماری کی گھڑیاں گناہوں کی گھڑیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔''

مریض کے لیے تین عظیم انعام

امام ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَوْلَا قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ لَسَرَّنِي أَنْ أَكُونَ صَاحِبَ فِرَاشٍ وَذَاكَ أَنَّ الْمَرِيضَ يُرْفَعُ عَنْهُ الْحَرَجُ وَيُكْتَبُ لَهُ صَالِحُ عَمَلِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ وَيُكَفَّرُ عَنْهُ سَيِّئَاتُهُ" [1]

''اگر قرآن کی قراءت نہ کرنی ہوتی تو میری یہ خواہش ہوتی کہ میں صاحبِ فراش رہتا (یعنی بیمار ہو کر بستر پر ہی پڑا رہتا) اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض سے گناہ کو اُٹھا لیا جاتا ہے، اس کے نامۂ اعمال میں وہی اعمال لکھے جاتے ہیں جو وہ تندرستی میں کرتا تھا اور اس کی برائیوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔''

وضاحت: حضرتِ امام رحمہ اللہ نے قرآن کے ساتھ والہانہ عقیدت اور وارفتگی کے باعث ایسا فرمایا۔ انہیں قرآن کے ساتھ محبت اس قدر تھی کہ اگر انہیں قرأت چھوٹ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ صاحبِ فراش رہنا پسند فرماتے، اس لیے کہ بیمار شخص کے لیے اللہ

---

[1] [ضعيف] مسند أبي يعلى الموصلي: ٦٦٣٨۔الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٧۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٤

تعالیٰ نے بہت سے انعامات وعنایات رکھ چھوڑی ہیں۔

درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا، إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً)) [1]

''مومن کو کانٹا چبھنے کی یا اس سے بھی کم مصیبت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف فرما دیتا ہے۔''

گناہ ایسے گرنے لگتے ہیں جیسے درخت کے پتے!

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَمُّ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَشَدَّ حُمَّاكَ وَإِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، قَالَ: ((أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَمْرَضُ مَرَضًا إِلَّا أَحَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا يُحَطُّ عَنِ الشَّجَرِ وَرَقُهَا)) [2]

''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار ہوا پڑا تھا۔ میں نے آپ پر اپنا ہاتھ رکھا، تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو بہت

---

[1] صحیح البخاری: ٥٦٤٠۔ صحیح مسلم: ٢٥٧٢

[2] صحیح البخاری: ٥٦٤٧۔ صحیح مسلم: ٢٥٧١

ہی سخت بخار ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ سنو! جو بھی بندۂ مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے گراتا ہے۔''

جسمانی تکلیف گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے

ابوبردہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ وَطَبِيبٌ يُعَالِجُ قَرْحَةً فِي ظَهْرِهِ فَهُوَ يَتَضَوَّرُ فَقُلْتُ لَهُ: لَوْ بَعْضُ شَبَابِنَا فَعَلَ هٰذَا لَعَتَبْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنِّي لا أَجِدُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى فِي جَسَدِهٖ إِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لِخَطَايَاهُ)) [1]

''میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور طبیب ان کی کمر پر نکلے ہوئے پھوڑے کا علاج کر رہا تھا، تو وہ (درد کی وجہ سے) تڑپ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا: اگر ہمارا کوئی نوجوان ایسے کرتا تو ہم نے اس پر غصہ ہونا تھا۔ تو انہوں نے کہا: مجھے یہ بات اچھی نہیں لگے گی کہ مجھے درد محسوس نہ ہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: کسی بھی مسلمان کو کوئی جسمانی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔''

[1] [حسن] مسند أحمد: ٤/ ٩٨۔المعجم الكبير للطبراني: ١٩/ ٣٥٩۔شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٦٨۔المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٨۔الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٤۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠١

مومن کی برائیوں کا بدلہ دنیا میں ہی!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ، قَالَ: ((وَمَا هِيَ يَا عَائِشَةُ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هِيَ الْآيَةُ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ [النساء: ١٢٣] قَالَ: ((هٰذَا مَا يُصِيبُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ حَتَّى النَّكْبَةُ يُنْكَبُهَا)) ❶

''میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میں خوب جانتی ہوں کہ قرآنِ کریم میں کون سی آیت سب سے سخت ہے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: اے عائشہ! کون سی آیت ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ یہ آیت ہے: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ ''جو شخص برائی کرے گا؛ اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندۂ مومن کو جو کوئی مصیبت آتی ہے، یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی چبھتا ہے، تو یہ بدلہ ہی ہے۔''

وضاحت: یعنی اللہ تعالیٰ مومن کی برائیوں کا بدلہ مصائب و تکالیف کی صورت میں ہی دے دیتا ہے تاکہ وہ اپنے پیارے بندے کو آخرت میں عذاب سے محفوظ رکھ سکے۔

عمرو بن شرید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ [إسناده لا بأس به] مسند أحمد: ٦/ ٢١٨۔ مسند أبي داود الطيالسي: ١٥٨٤۔ سنن الترمذي: ٢٩٩١

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمْرَضُ حَتّٰى يَحْرِضَهُ الْمَرَضُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ)) ❶

''جو بھی مومن بیمار ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ بیماری اسے کمزور کر دے، تو اس کی بخشش فرما دی جاتی ہے۔''

چھوٹی سی تکلیف سے بھی گناہ معاف

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا يُصَابُ الْمُسْلِمُ مِنْ شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لَهُ)) ❷

''جس بھی مسلمان کو کانٹا چبھ جائے یا اس سے بھی چھوٹی تکلیف ہو، تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔''

رگ پھڑکنے کی تکلیف پر بھی اس قدر اجر وثواب

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا ضَرَبَ عَلَى مُؤْمِنٍ عِرْقٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ حَسَنَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيئَةً وَمَحَى بِهِ عَنْهُ سَيِّئَةً)) ❸

''مومن کی کوئی رگ بھی پھڑکتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے بھی اس کے لیے اس نیکی لکھ دیتا ہے، اس کی ایک برائی کم کر دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا

❶ [مرسل] مسند الفردوس للديلمي: ٤/ ٢٧

❷ صحيح البخاري: ٥٦٤٠ـ صحيح مسلم: ٢٥٧٢

❸ [حسن] المعجم الأوسط للطبراني: ٢٤٦٠ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٨ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٦ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٤

دیتا ہے۔"

چھوٹی سے چھوٹی پریشانی بھی گناہوں کے کفارے کا ذریعہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِ الْمُسْلِمِ حَتَّى النَّكْبَةَ وَانْقِطَاعَ شِسْعِهِ، وَالْبِضَاعَةَ يَضَعُهَا فِي كُمِّ قَمِيصِهِ فَيَفْقِدُهَا فَيَجِدُهَا فِي ضِبْنِهِ"[1]

"اللہ تعالیٰ (ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی کے بدلے میں) مسلمان کے گناہوں کا کفارہ فرماتا رہتا ہے، یہاں تک کہ یہاں تک کہ کوئی تکلیف ہو جانا، اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جانا، اور اس سامان کا گم ہو جانا جسے آدمی نے اپنی آستین میں رکھا ہو، پھر گھبرا کر تلاش کرے تو اسے اپنے پہلو میں ہی مل جائے۔"

بیماری کے آخری لمحے تک عمل لکھا جاتا ہے

عبداللہ بن عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَائِشَةَ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكِ تَقُولِينَ: إِذَا مَرِضَ الْمُسْلِمُ كُتِبَ لَهُ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ مِنْ آخِرِ مَرَضِهِ، فَقَالَتْ: لَيْسَ هٰكَذَا، إِنَّمَا قُلْتُ: يُكْتَبُ لَهُ أَحْسَنُ عَمَلِهِ مَعَ آخِرِ مَرَضِهِ"[2]

---

[1] [رجاله ثقات] الزهد لأحمد بن حنبل: ص ١٣٦ـالدر المنثور للسيوطي: ٢/ ٧٠٠ ـالمعجم الأوسط للطبراني: ١/ ٥٣٤

[2] [رجاله ثقات] مسند أبي يعلى الموصلي: ٦٦٣٨ـالترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٧ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٤.

''ایک آدمی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ آپ فرماتی ہیں: جب مسلمان بیمار ہوتا ہے تو اس کے لیے وہ عمل لکھا جاتا ہے جو اس نے اپنی بیماری کے آخری ایام میں کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس طرح نہیں ہے، بلکہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اس کی بیماری کے آخری لمحے تک اس کے نامہ اعمال میں اس کا بہترین عمل لکھا جاتا ہے۔''

سب سے فضیلت والے عمل کا اجر ملتا رہتا ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُبْتَلَى فِي جَسَدِهٖ بِبَلَاءٍ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ أَفْضَلَ عَمَلِهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فِي صِحَّتِهٖ فِي مَرَضِهٖ)) [1]

''جس بھی مسلمان کی جسمانی طور پر آزمائش کی جاتی ہے؛ اللہ تعالیٰ اس کی بیماری کے دوران اس کے نامہ اعمال میں سب سے زیادہ فضیلت والا وہ عمل لکھ دیتا ہے جو وہ تندرستی میں کیا کرتا تھا۔''

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] [حسن] مسند أحمد: ٣/ ١٤٨ ـ مسند أبي يعلى الموصلي: ٤٢٣٣ ـ شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٨٤ ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٧ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٤

فَقَالَتْ: إِنِّی أُصْرَعُ وَإِنِّی أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِی، قَالَ: ((إِنْ صَبَرْتِ فَلَكِ الْجَنَّةَ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ)) قَالَتْ: إِنِّی أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ أَلَا أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا [1]

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں جنتی عورت نہ دِکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا: یہ سیاہ فام عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، لہٰذا میرے لیے اللہ تعالیٰ سے (شفا کی) دعا فرما دیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم صبر کرلو تو تمہیں جنت ملے گی، اور اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ سے دعا کر دیتا ہوں، وہ تجھے شفا عطا فرما دے گا۔ تو اس نے کہا: میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، بس آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرما دیجیے کہ میں بے پردہ نہ ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرما دی۔"

گناہ ایک بھی نہ لکھا جائے اور نیکی دس گُنا لکھی جائے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَمْرَضُ مَرَضًا إِلَّا أَمَرَ اللّٰهُ الْمَلَكَ مَا عَمِلَ مِنْ سَيِّئَةٍ أَلَّا يَكْتُبُهَا، وَمَا عَمِلَ مِنْ حَسَنَةٍ أَنْ يَكْتُبَهَا لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَأَنْ يَكْتُبَ لَهُ مِنَ الْحَبْسِ كَمَا يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ وَإِنْ لَمْ يَعْمَلْ)) [2]

[1] صحيح البخاری: ٥٦٥٢۔صحيح مسلم: ٢٥٧٦

[2] [ضعيف]۔ مسند أبی يعلى الموصلی: ٦٦٣٨۔الترغيب والترهيب للمنذری: ٤/ ١٤٧۔ مجمع الزوائد للهيثمی: ٢/ ٣٠٤

”جو بھی بندہ کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم فرماتا ہے کہ یہ جو بھی کوئی برا عمل کرے تو وہ اسے نہ لکھے اور جو وہ نیکی کرے اسے (ایک نیکی کے بدلے) دس نیکیاں لکھے، مزید وہ بیماری کے دنوں میں اس کے وہ اعمال بھی لکھتا رہے جو وہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا، اگرچہ اب اس نے وہ اعمال نہ بھی کیے ہوں۔“

جسم کے ہر جوڑ کو اجر وثواب ملتا ہے

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”مَا مَرَضٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ هٰذِهِ الْحُمّٰى إِنَّهَا تَدْخُلُ فِي كُلِّ مَفْصِلٍ وَإِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي كُلَّ مَفْصِلٍ قِسْطَهُ مِنَ الْأَجْرِ“[1]

”اس بخار سے زیادہ مجھے کوئی بیماری پسند نہیں ہے، کیونکہ یہ ہر جوڑ میں داخل ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر جوڑ کو اس کے حصے کا اجر وثواب عنایت فرماتا ہے۔“

اسے اللہ تعالیٰ یاد رکھتا ہے

سیدنا عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

((أَتُحِبُّونَ أَلَّا تَمْرَضُوا؟)) قَالُوا: وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنُحِبُّ الْعَافِيَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَمَا خَيْرُ

[1] [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٢٨٥۔ المصنف لابن أبي شيبة: ٣/ ٢٣٢

أَحَدِكُمْ أَلَّا يَذْكُرَهُ اللّٰهُ)) ❶

’’کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہیں کوئی مرض نہ لگے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قسم بہ خدا ہم عافیت میں رہنا ہی پسند کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کی بھلائی اس میں نہیں ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ یاد نہ کرے۔‘‘

وضاحت: گویا جس شخص کو اللہ تعالیٰ کسی مرض میں مبتلا کرتا ہے وہ اللہ کے ان خاص لوگوں میں شمار ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ یاد رکھتا ہے، یقیناً یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ اور اللہ کے یاد کردہ لوگوں میں شامل نہ ہونے کی خواہش رکھنا بلاشبہ خیر و بھلائی سے محرومی ہے۔

بخار؛ گناہوں سے پاکیزگی کا باعث

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَتِ الْحُمَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَنْ أَنْتِ؟)) فَقَالَتْ: أَنَا أُمُّ مِلْدَمٍ، قَالَ: ((تُهْدِينَ إِلَى أَهْلِ قُبَاءَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَتَتْهُمْ فَحُمُّوا وَلَقُوا مِنْهَا شِدَّةً فَاشْتَكَوْا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَقِينَا مِنَ الْحُمَّى، قَالَ: ((إِنْ شِئْتُمْ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَيَكْشِفُهَا عَنْكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ كَانَتْ لَكُمْ طَهُورًا)) قَالُوا: بَلْ تَكُونُ لَنَا طَهُورًا ❷

---

❶ [إسناده ليس بالقوى] الترغيب والترهيب للمنذرى: ٤/ ١٤٦

❷ [حسن لغيره] مسند أحمد: ٣/ ٣١٦۔ مسند أبى يعلى الموصلى: ١٨٩٢۔ صحيح ابن حبان: ٢٩٣٥۔ الترغيب والترهيب للمنذرى: ٤/ ١٥٣۔ مسند عبد بن حميد: ١٠٢٣ مجمع الزوائد للهيثمى: ٢/ ٣٠٦

''بخار نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں اُمِ ملدم (یعنی بخار) ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اہل قباء کے پاس جا رہے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ وہ ان کے پاس چلا آیا۔ جب انہیں بخار ہو گیا اور انہوں نے اس کی شدت محسوس کی تو آپ ﷺ سے شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں تو بخار ہو گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیتا ہوں؛ وہ تمہارا بخار اُتار دے گا اور اگر چاہو تو (صبر کرو، کیونکہ) یہ تمہارے لیے (گناہوں سے) پاکیزگی کا باعث بن جائے گا۔ تو انہوں نے کہا: پھر تو یہ ہمارے گناہوں کی پاکیزگی کا باعث ہی بن جائے۔''

محمد بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَيَبْتَلِي عَبْدَهُ بِالسَّقَمِ حَتّٰى يُكَفِّرَ عَنْهُ بِذٰلِكَ ذَنْبَهُ كُلَّهُ)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ بیماری کے ذریعے اپنے بندے کو آزماتا ہے، یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

ابو عمران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[1] [حسن، لكنه مرسل] المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ١٢٩ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٢ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٣٤٨ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ٢٩٧

"إِنَّ الْمَرِيضَ إِذَا جَزِعَ فَأَذْنَبَ ، قَالَ الْمَلَكُ الَّذِي عَلَى الْيَمِينِ لِلْمَلَكِ الَّذِي عَلَى الشِّمَالِ: لَا تَكْتُبْ" ❶

"جب مریض (تکلیف کی وجہ سے) روتا دھوتا ہے تو گناہ گار ہوتا ہے، ایسی صورت میں جو فرشتہ دائیں طرف (یعنی ثواب لکھنے پر) مقرر ہوتا ہے وہ بائیں جانب مقرر فرشتے سے کہتا ہے: (اس کا گناہ) مت لکھنا۔"

گناہوں کی معافی یا اعزاز و اکرام کا حصول

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((مَا أَصَابَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا حَتَّى ذَكَرَ الشَّوْكَةَ إِلَّا لِإِحْدَى خَصْلَتَيْنِ إِلَّا لِيَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُ مِنَ الذُّنُوبِ ذَنْبًا لَمْ يَكُنْ لِيُغْفَرَ لَهُ إِلَّا بِمِثْلِ ذَالِكَ أَوْ يَبْلُغَ بِهِ مِنَ الْكَرَامَةِ كَرَامَةً لَمْ يَكُنْ لِيَبْلُغَهَا إِلَّا بِمِثْلِ ذَالِكَ)) ❷

"مسلمانوں میں سے جس بھی شخص کو کوئی مصیبت آتی ہے، یا اس سے بھی چھوٹی کوئی تکلیف، یعنی کانٹا بھی چبھتا ہے تو وہ (تکلیف) ضرور ان دو باتوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے آئی ہوتی ہے: (۱) یا تو اللہ تعالیٰ اس کا کوئی ایسا گناہ بخشنا چاہ رہا ہوتا ہے جو ایسی تکلیف سے ہی بخشا جا سکتا تھا (۲) یا پھر اسے ایسے اعزاز و اکرام سے نوازنا چاہ رہا ہوتا ہے جو اس جیسی تکلیف سے ہی اسے حاصل ہو سکتا تھا۔"

---

❶ [رجاله ثقات] تفرّد به المؤلف

❷ [ضعيف] شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٦٣ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٤٣

بیماری کے ایام؛ گناہوں کا موسمِ خزاں ہوتا ہے

محمد بن فلیح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ مَنْزِلُهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ جَاءَ فَدَخَلَ عَلَى عَجُوزٍ بِالْمَدِينَةِ يَغْتَسِلُ عِنْدَهَا وَيَتَهَيَّأُ لِلْجُمُعَةِ وَكَانَ يَقُولُ: كَيْفَ تَجِدُكِ يَا أُمَّ فُلَانٍ، فَتَقُولُ: أَجِدُنِي وَاللّٰهِ وَجِعَةً، فَقَالَ لَهَا: أَفَلَا أُخْبِرُكِ بِمِثْلِ ذَالِكَ؟ قَالَتْ: وَمَا مِثْلُ ذَالِكَ؟ قَالَ: أَلَمْ تَرَيْنَ أَنَّ الرَّبِيعَ إِذَا جَاءَ كَيْفَ يَنْضُرُ لَهُ الشَّجَرُ وَيَخْضَرُّ، فَإِذَا جَاءَ الصَّيْفُ فَهَبَّتِ الرِّيَاحُ، كَيْفَ يَيْبَسُ وَيَتَجَافُّ، قَالَتْ: بَلَى قَالَ: فَذَالِكَ الْوَجَعُ مُحَتِّتُ الْخَطَايَا" [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گھر ذوالحلیفہ میں تھا۔ جب جمعے کا دِن آتا تھا تو وہ آ کر مدینہ میں ایک بڑھیا کے ہاں غسل کرتے اور جمعے کی تیاری کرتے، اور (اس بڑھیا سے) پوچھا کرتے: اے اُمِ فلاں! آپ کا کیا حال ہے؟ ایک بار اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں خود کو بہت تکلیف میں پاتی ہوں۔ تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں اس کے مثل کا نہ بتلاؤں؟ اس نے پوچھا: اس کا مثل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ جب موسمِ بہار آتا ہے تو کس طرح اس موسم میں درخت شگفتہ و تروتازہ اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں، لیکن جب خزاں کا موسم آتا ہے تو ہوائیں چلتی ہیں اور کس طرح موسم خشک ہو جاتا ہے اور پتے جھڑنے لگتے ہیں۔ تو اس عورت نے کہا: کیوں نہیں (بالکل ایسے ہی ہوتا ہے) تو آپ نے فرمایا: اسی طرح تکالیف بھی گناہوں کو

[1] [حسن] تفرّد به المؤلف

جھاڑ دیتی ہیں۔“

عبید بن عمیر رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ مَرِيضًا فَقَالَ: ((مَا مِنْهُ عِرْقٌ إِلَّا وَهُوَ يَأْلَمُ مِنْهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَدْ أَتَاهُ آتٍ مِنْ رَبِّهِ فَبَشَّرَهُ أَنْ لَيْسَ عَلَيْهِ بَعْدَهُ عَذَابٌ)) وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ: ((كَيْفَ تَجِدُكَ؟)) قَالَ: أَجِدُنِي رَاغِبًا وَرَاهِبًا، قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَجْتَمِعُهُمَا لِأَحَدٍ عِنْدَ هٰذِهِ الْحَالِ إِلَّا أَعْطَاهُ مَا رَجَا وَأَمَّنَهُ مِمَّا يَخَافُ)) [1]

”نبی ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی اور فرمایا: جسم میں جو بھی رگ ہوتی ہے انسان جب اس سے کوئی تکلیف محسوس کرتا ہے تو اس کے پروردگار کی طرف سے اس کے پاس ایک آنے والا آتا ہے (یعنی فرشتہ) اور وہ اسے خوشخبری دیتا ہے کہ اس (تکلیف) کے بعد اس پر (آخرت کا) عذاب نہیں ہو گا۔ اور نبی ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی کے پاس تشریف لائے، جو کہ بیمار تھے، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیسی طبیعت ہے تمہاری؟ انہوں نے کہا: میں (رحمتِ خداوندی کی) اُمید بھی لگائے ہوئے ہوں اور (عذابِ الٰہی سے) ڈر بھی رہا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس حالت کے اندر جس شخص میں یہ دونوں خصلتیں جمع ہو جائیں؛ تو اللہ تعالیٰ اسے وہ (انعامات و درجات) عطا فرما دیتا ہے جس

[1] [رجاله ثقات] شعب الإيمان للبيهقي: ٢/ ٥

کی اس نے اُمید لگائی ہوتی ہے اور اسے اس (عذاب) سے محفوظ کر لیتا ہے جس سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے۔“

بیماری اور سفر کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا انعام

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِثْلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا)) [1]

”جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے، یا سفر میں ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اتنا ہی اجر و ثواب لکھ دیتا ہے جتنے وہ بہ حالتِ اقامت اور تندرستی میں عمل کرتا ہے۔“

گناہوں کی معافی کے ساتھ درجات کی بلندی

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صُدَاعُ الْمُؤْمِنِ، أَوْ شَوْكَةٌ يُشْتَاكُهَا، أَوْ شَيْءٌ يُؤْذِيهِ يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ دَرَجَةً، وَيُكَفِّرُ بِهَا عَنْهُ ذُنُوبَهُ)) [2]

”مومن کا سر درد ہو، یا اسے کوئی کانٹا چبھ جائے، یا کوئی بھی چیز اسے تکلیف پہنچائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں قیامت کے روز ایک درجہ بلند فرما دے گا اور اسی کے صلے میں اس کے گناہوں کو مٹا دے گا۔“

---

[1] صحيح البخاري: ٢٩٩٦

[2] [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٦٨ ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٥١

ایک درجہ بلند، ایک گناہ معاف

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً)) [1]

''مومن کو جب بھی کوئی کانٹا چبھتا ہے، یا اس سے بھی ہلکی کوئی تکلیف پہنچتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

اللہ کا تقرب، آخرت کی یاد اور گناہوں کا کفارہ

امام حسن رحمہ اللہ نے درد او تکلیف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"أَمَا وَاللّٰهِ مَا هُوَ يَسُرُّ أَيَّامَ الْمُسْلِمِ أَيَّامَ قُورِبَ لَهُ فِيهَا مِنْ أَجَلِهِ، وَذُكِّرَ فِيهَا مَا نَسِيَ مِنْ مَعَادِهِ، وَكُفِّرَ عَنْهُ خَطَايَاهُ" [2]

''سنو! اللہ کی قسم! مسلمان کے وہ ایام جو اس کے لیے خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں وہ ایام ہیں جن میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا سامان ہو اور ان میں اسے اس چیز کی یاد دلائی جاتی ہے جسے وہ اپنی آخرت کے سلسلے میں بھول چکا ہوتا ہے اور اس کے باعث اس کے گناہوں کا کفارہ کیا جاتا ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم: ٢٥٧٢

[2] [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٥١

بسترِ مرض سے اُٹھا تو گناہوں سے پاک!

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصْرَعُ صَرْعَةً مِنْ مَرَضٍ إِلَّا بُعِثَ مِنْهُ طَاهِرًا)) [1]

''جو شخص مرض کی وجہ سے (بسترِ مرض پر) گرا دیا جاتا ہے، اسے اسی کے باعث (گناہوں سے) پاک حالت میں اُٹھایا جاتا ہے۔''

بیماری؛ گناہوں کا کفارہ بھی اور درسِ نصیحت بھی!

سیدنا عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنِّی لَبِأَرْضِ مُحَارِبٍ إِذَا رَايَاتٌ وَأَلْوِيَةٌ رُفِعَتْ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقِيلَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ فِی ظِلِّ شَجَرَةٍ وَقَدْ بُسِطَ لَهُ كِسَاءٌ وَهُوَ جَالِسٌ إِلَيْهِ وَحَوْلَهُ أَصْحَابُهُ، قَالَ: فَذَكَرُوا الْأَسْقَامَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ سَقَمٌ ثُمَّ عَافَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ مِنْ عُمُرِهِ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ وَعُوفِيَ كَانَ كَالْبَعِيرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَطْلَقُوهُ، لَا تَدْبِيرَ فِيمَا عَقَلُوهُ وَلَا فِيمَا أَطْلَقُوهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْأَسْقَامُ؟

---

[1] [رجاله ثقات] المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٩٧ـ شعب الإيمان للبيهقي: ٧/ ١٨٠ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٥٢ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٢ ـ تاريخ دمشق لابن عساكر: ٢٠/ ٧٦.

قَالَ: ((أَوَ مَا سَقِمْتَ قَطُّ؟)) قَالَ: لَا ، قَالَ: ((فَقُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا)) ❶

''میں جنگی علاقے میں تھا کہ جھنڈے اور نشانات بلند کیے گئے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو بتلایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ سو میں بھی آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ایک درخت کے سائے میں تھے۔ آپ کے لیے چادر بچھائی گئی تھی اور آپ ﷺ اس پر تشریف فرما تھے۔ اِرد گرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ صحابہ نے بیماریوں کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً جب بندۂ مومن کو کوئی بیماری لگتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت دے دیتا ہے، تو وہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کی زندگی کے لیے نصیحت کا سبب بن جاتی ہے۔ اور جب منافق بیمار ہوتا ہے اور پھر عافیت پاتا ہے تو اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہوتی ہے جسے اس کے مالک نے باندھا ہو اور پھر کھول دِیا ہو۔ اسے نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ باندھا کیوں تھا؟ اور نہ یہ پتا ہوتا ہے کہ کھولا کیوں ہے؟ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیماریوں سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تجھے کبھی کوئی بیماری نہیں لگی؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے پاس سے اُٹھ جا، تو ہم میں سے نہیں ہے۔''
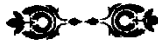
---

❶ [ضعیف] سنن أبی داود: ٣٠٨٩۔شعب الإیمان للبیهقی: ٥/ ٤٢١۔الترغیب والترهیب للمنذری: ٤/ ١٤٩

مریض سے متعلقہ احکام وفضائل

بیماری کو برا بھلا مت کہو

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيَّبِ -أَبُو الزُّبَيْرِ شَكَّ- وَهِيَ تُزَفْزِفُ، فَقَالَ: ((مَا لَكِ تُزَفْزِفِينَ؟)) قَالَتْ: الْحُمّٰى لا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، قَالَ: ((لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)) [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمِ سائب، یا اُمِ میسب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو وہ کپکپا رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ کپکپا کیوں رہی ہو؟ انہوں نے کہا: بخار ہوا ہے، اللہ اس کو بے برکت کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] صحیح مسلم: ٢٥٧٥.

فرمایا: بخار کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ یہ بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔“

بخار ہونے پر خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی اُمِ طارق بیان کرتی ہیں کہ:

بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَتْ حُمّٰى فَاسْتَأْذَنَ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: ((مَنْ أَنْتِ؟)) قَالَتْ: أَنَا أُمُّ مِلْدَمٍ، قَالَ: ((فَلَا مَرْحَبًا بِكِ وَلَا أَهْلًا)) [1]

”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ اسی دوران بخار آیا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کون ہو؟ اس نے کہا: میں اُمِ ملدم (یعنی بخار) ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم نہ تو تجھے خوش آمدید کہیں گے اور نہ ہی ہم تیرے اپنے ہیں۔“

وضاحت: نبی ﷺ نے بخار کی آمد پر چنداں خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ تکلیف و مصیبت آنے پر صبر کا مظاہرہ نہ کرنے، ناشکری کی زبان استعمال کرنے اور آہ و بکاء اور پریشانی کا اظہار کرنے کی مذمت کا یہ مطلب قطعی نہیں ہے کہ انسان یہ خواہش کرنے لگے کہ اس پر مصائب اور آزمائشیں ٹوٹ پڑیں، بلکہ شریعت نے آزمائش کی خواہش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر بہ رضائے الٰہی کسی پر کوئی تکلیف یا مصیبت آن پڑتی ہے تو پھر اسے ہمت اور صبر سے برداشت کرنا چاہیے اور اسے گناہوں کی

[1] [رجاله ثقات] مسند أحمد: ٦/ ٣٧٨۔المعجم الكبير للطبراني: ٢٥/ ١٤٤۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٦

پاکیزگی کا باعث سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجر کی اُمید رکھنی چاہیے۔ یہ بلاشبہ فضیلت والا عمل ہے، لیکن آزمائش اور مصیبت کی آرزو کرنا قطعاً ممدوح نہیں ہے۔

عمران بن حُدیر بیان کرتے ہیں کہ:

"كَانَ أَبُو مِجْلَزٍ يَقُولُ: لَا تُحَدِّثِ الْمَرِيضَ إِلَّا بِمَا يُعْجِبُهُ. قَالَ: وَكَانَ يَأْتِينِي وَأَنَا مَطْعُونٌ، فَيَقُولُ: عَدُّوا الْيَوْمَ مِنَ الْحَيِّ، فَمَنْ أَفُوقُ فَعُدُولٌ فِيهِمْ، قَالَ: فَافْرَحْ بِذَالِكَ" [1]

''ابومجلز رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: مریض سے وہی باتیں کرو جو اسے اچھی لگتی ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے طاعون کا مرض لاحق تھا تو وہ میرے پاس آیا کرتے اور فرماتے: آج کے دِن کو زندوں میں شمار کیجیے اور جو اس سے اوپر ہو جائے اسے بھی ان ہی میں شمار کر لینا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اس بات سے خوش ہو جاتا۔''

وضاحت: پسند کی باتوں سے صرف وہ باتیں مراد ہیں جن میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو، لیکن اگر مریض کا دِل غیر شرعی یا غیر اخلاقی باتیں کرنے کو چاہے تو ایسی صورت میں اس کا ساتھ دینا قطعاً جائز نہیں ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] [رجاله ثقات] شعب الإيمان للبيهقي: ١١/ ٤٢٦

((لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ))❶

''تم اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور مت کرو، کیونکہ بلاشبہ انہیں اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

مریض سے کسی چیز کا پرہیز مت کرائیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"مَرِضْتُ فَحَمَانِي أَهْلِي كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى الْمَاءَ فَعَطِشْتُ لَيْلَةً وَلَيْسَ عِنْدِي أَحَدٌ، فَدَنَوْتُ مِنْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ فَشَرِبْتُ مِنْهَا شَرْبَةً، وَقُمْتُ وَأَنَا صَحِيحَةٌ، فَجَعَلْتُ أَعْرِفُ صِحَّةَ تِلْكَ الشَّرْبَةِ فِي جَسَدِي۔ وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ: 'لَا تَحْمُوا الْمَرِيضَ شَيْئًا"❷

''میں بیمار ہوگئی تو میرے گھر والے مجھے ہر چیز، یہاں تک کہ پانی سے بھی پرہیز کرواتے تھے۔ ایک رات مجھے پیاس لگی، میرے پاس کوئی بھی نہیں تھا، میں لٹکتے ہوئے مشکیزے کے قریب ہوئی اور تھوڑا سا پانی پی لیا۔ پانی پی کر میں کھڑی ہوئی تو اچھی بھلی ہوگئی، میں سمجھ گئی کہ یہ پانی پینا ہی میرے بدن کی صحت کا باعث بنا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: بیمار کو کسی چیز سے

❶ [ضعيف] سنن الترمذي: ٢٠٤٠ـ سنن ابن ماجه: ٣٤٤٤ـ المعجم الكبير للطبراني: ١٧/ ٢٩٣ـ المعجم الأوسط للطبراني: ٦٢٧٢ـ مسند أبي يعلى الموصلي: ١٧٤١ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٥٠١.

❷ [لا بأس به] المستدرك للحاكم: ٤/ ٤٠٨

پرہیز نہ کراؤ۔"

مریض کی چاہت کا خیال رکھنا چاہیے

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

"إِنِ اشْتَهٰى مَرِيضُكُمُ الشَّيْءَ فَلَا تَحْمُوهُ فَلَعَلَّ اللّٰهَ إِنَّمَا شَهَّاهُ ذَالِكَ لِيَجْعَلَ شِفَاءَهُ فِيهِ"❶

"اگر تمہارے مریض کا کسی چیز کو دِل چاہے تو اسے منع مت کرو، کیونکہ شاید اللہ تعالیٰ نے ہی اس میں اس چیز کی چاہت ڈالی ہو تاکہ وہ اس چیز میں اس کے لیے شفا رکھ دے۔"

مریض کون سی دعا پڑھے؟

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يَشْتَكِي فَقَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَعْجِيلَ عَافِيَتِكَ، أَوْ صَبْرَكَ عَلٰى بَلَائِكَ، أَوْ خُرُوجًا مِنَ الدُّنْيَا إِلٰى رَحْمَتِكَ))❷

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس تشریف لائے جو کہ بیمار تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَعْجِيلَ عَافِيَتِكَ، أَوْ صَبْرَكَ عَلٰى بَلَائِكَ، أَوْ خُرُوجًا مِنَ الدُّنْيَا إِلٰى رَحْمَتِكَ"

❶ [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١١/ ٤٣٦

❷ [ضعيف] إحياء علوم الدين للغزالي: ١/ ٥١٨- الشهاب للقضاعي: ١٤٧٠

''اے اللہ! میں تجھ سے جلد شفایاب ہونے، یا تیری آزمائش پر صبر کرنے، یا دنیا سے تیری رحمت کی جانب روانہ ہونے کا سوال کرتا ہوں۔''

مریض کو حالتِ مرض میں یہ دعا پڑھنی چاہیے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا سکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سکھلائی، جب وہ بیمار تھے۔ فرمایا: جب تو کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو یہ دعا پڑھا کر:

''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعِبَادِ وَرَبِّ الْبِلَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، إِجْلَالًا لِلّٰهِ وَكِبْرِيَائِهِ وَقُدْرَتِهِ وَعَظَمَتِهِ بِكُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَ عَلَيَّ فِيهِ الْمَوْتَ فَاغْفِرْ لِي وَأَخْرِجْنِي مِنْ ذُنُوبِي وَأَسْكِنِّي جَنَّةَ عَدْنٍ۔'' [1]

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لائق تمام تر تعریفات ہیں، وہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات ہے، اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ وہ ذات بہت پاک ہے جو بندوں کا پروردگار ہے اور بلاد کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہیں، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت، ہر حال میں۔ اللہ

[1] الترغیب فی الدعاء: ۱۲۲۔ العمدۃ من الفوائد والآثار الصحاح: ۱/ ۱۲۳

سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت کا اقرار کرتے ہوئے، اس کی کبریائی اور قدرت و عظمت کو مانتے ہوئے، ہر حال میں۔ اے اللہ! اگر تو نے اس بیماری میں میری موت لکھی ہے تو مجھے بخش دے، مجھے گناہوں سے نکال لے اور مجھے جنتِ عدن میں جگہ عطا فرما دے۔"

کسی بھی تکلیف میں زبان پر شکوہ مت لائیں

امام معروف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"إِنَّهُ لَيَبْتَلِي عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ بِالْأَسْقَامِ وَالْأَوْجَاعِ فَيَشْكُو إِلٰى أَصْحَابِهِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي مَا بَلَيْتُكَ بِهٰذِهِ الْأَوْجَاعِ إِلَّا لِأَغْسِلَكَ مِنَ الذُّنُوبِ فَلَا تَشْتَكِنِي"[1]

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو بیماریوں اور تکالیف سے آزماتا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں سے شکوے کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں نے تجھے ان تکالیف کے ساتھ صرف اس لیے آزمایا تھا؛ تاکہ تجھے گناہوں سے دھوسکوں، لہٰذا تو میرے شکوے مت کر۔"

جو بندہ اللہ کا شکوہ نہیں کرتا اس کا انعام

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا ابْتُلِيَ الْعَبْدُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا أَرْسَلَ اللّٰهُ مَلَكَيْنِ فَقَالَ لَهُمَا: ائْتِيَا عَبْدِي فَإِنْ قَالَ خَيْرًا وَلَمْ يَشْكُنِي إِلَى عُوَّادِهِ أَبْدَلْتُهُ لَحْمًا

---

[1] [فيه من لم أعرفه] تفرّد به المؤلف

خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ، وَإِنْ أَنَا قَبَضْتُهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَإِنْ أَنَا أَطْلَقْتُهُ مِنْ وَثَاقِهِ فَلْيَسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ)) ❶

''اہل دنیا میں سے جب کسی بندے کی آزمائش کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتوں کو بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندے کے پاس جاؤ، اگر وہ اچھی بات کہے اور عیادت کرنے والوں سے میرا کوئی شکوہ نہ کرے تو میں اس کو ایسے گوشت میں بدل دوں گا جو اس کے گوشت سے بہتر ہوگا اور (اس کے جسم میں) ایسا خون (جاری کر) دوں گا جو اس کے خون سے بہتر ہوگا، پھر اگر میں نے اس کی جان قبض کر لی تو میں اس کے لیے جنت واجب کر دوں گا اور اگر اسے (بیماری کی) اس قید سے آزاد کر دیا جس میں وہ بند تھا، تو اس کا عمل جاری رہے گا (یعنی وہ بیماری کی حالت میں عمل نہیں بھی کر رہا ہو تو اس کو عمل کا ثواب ملتا رہتا ہے)۔''

بیماری میں تین دِن کے صبر سے سارے گناہ معاف

غالب القطان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى ذِي النُّخَامَةِ وَهُوَ مَوْعُوكٌ فَقَالَ: ((مُنْذُ كَمْ؟)) فَقَالَ مُذْ سَبْعٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ: ((اخْتَرْ، إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكَ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ ثَلَاثًا فَتَخْرُجَ مِنْهَا كَيَوْمِ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ)) قَالَ: بَلْ أَصْبِرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ❷

❶ [ضعيف] السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٣/ ٣٧٥۔المستدرك للحاكم: ١/ ٥٠٠

❷ [مرسل] تفرّد به المؤلف

''نبی ﷺ ذی النخامہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور وہ بیمار تھے، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کتنے دِنوں سے بیمار ہو؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سات دِن سے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (دو کاموں میں سے کسی ایک کو) اختیار کرو، اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وہ تمہیں صحت یاب کر دے گا اور اگر تم چاہو تو تین دِن تک صبر کرو، اس سے تم گناہوں سے اس دِن کی طرح نکل جاؤ گے جس دِن تمہاری ماں نے تمہیں جنم دِیا تھا۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں صبر ہی کرتا ہوں۔''

بیماری کا کسی سے تذکرہ نہ کرنے کا اجر

سعید بن عبدالجبار مرفوعاً روایت کرتے ہیں (یعنی نبی ﷺ نے فرمایا):

((مَنْ كَتَمَ حُمّٰی يَوْمٍ أَصَابَهُ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْ ذُنُوبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ، وَكَتَبَ لَهٗ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ، وَسَتَرَ عَلَيْهِ كَمَا سَتَرَ بَلَاءَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا)) [1]

''جس شخص نے اس روز بخار کو چھپایا (یعنی کسی سے تذکرہ نہ کرے) جس روز اسے بخار ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے اس طرح نکال لیتا ہے جیسے وہ اس دِن (گناہوں سے پاک و صاف) تھا جس دِن اس کی ماں نے اسے جنم دِیا تھا، اللہ اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دیتا ہے اور اس کے عیوب کی اسی طرح پردہ پوشی فرماتا ہے جس طرح اس نے دنیا میں اللہ کی آزمائش کو چھپایا تھا۔''

[1] [ضعیف] شرح مشکل الآثار للطحاوی: ۳/ ۴۸

تین دِن تک اپنی تکلیف چھپائے رکھنے کا انعام

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلاءٍ فَكَتَمَهُ ثَلاثًا لا يَشْكُوهُ إِلٰى أَحَدٍ أَثَابَهُ اللّٰهُ بِهٖ رَحْمَتَهُ"❶

''جو شخص کسی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے اور وہ تین دِن تک اسے چھپائے رکھتا ہے (یعنی) کسی سے شکوہ و شکایت نہیں کرتا، تو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اسے انعام میں اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔''

بیماری کی حالت میں آخرت کا خیال

ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"دَخَلْنَا عَلٰى رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ نَعُودُهُ وَهُوَ ثَقِيلٌ، فَقَالَ: إِنَّهُ مَنْ كَانَ فِي مِثْلِ حَالِي هٰذِهِ مَلَأَتِ الْآخِرَةُ قَلْبَهُ، وَكَانَتِ الدُّنْيَا أَصْغَرَ فِي عَيْنِهٖ مِنْ ذُبَابٍ"❷

''ہم سیدنا ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے جبکہ ان کی طبیعت بہت گراں ہو چکی تھی، تو انہوں نے فرمایا: یقیناً جو شخص میرے جیسی اس حالت میں ہوتا ہے اس کے دِل میں آخرت کا خیال بھر جاتا ہے اور اس کی نظر

---

❶ [فيه جهالة] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٧٨

❷ [رجاله ثقات] تفرّد به المؤلف

میں دنیا کی مکھی سے بھی چھوٹی ہو جاتی ہے۔''

وضاحت: مریض کو چاہیے کہ وہ ایامِ مرض میں اپنے ذہن کو دنیوی جھنجٹ سے آزاد کر کے فقط آخرت کی طرف متوجہ کر لے اور ان ایام کو غنیمت سمجھتے ہوئے فرائض و نوافل کی ادائیگی یا صدقہ و خیرات کے ذریعے یا جس طرح بھی ممکن ہو رضائے الٰہی کے حصول کو یقینی بنانا چاہیے اور اپنی آخرت کو سنوارنے کے اعمال کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

صحت یابی کے بعد نیک عمل کے ذریعے شکرانے کا اظہار

سیدنا خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرِضْتُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((صَحَّ جِسْمُكَ يَا خَوَّاتُ)) قُلْتُ: وَجِسْمُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَصَحَّ قَالَ: ((أَوْفِ اللّٰهَ بِمَا وَعَدْتَهُ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا وَعَدْتُ اللّٰهَ شَيْئًا، قَالَ: ((بَلَى، مَا مِنْ مَرِيضٍ يَمْرَضُ إِلَّا وَهُوَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِخَيْرٍ، فَفِ لِلّٰهِ بِمَا وَعَدْتَهُ)) [1]

''ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا تو (تندرست ہونے کے بعد جب) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خوات! تمہارا جسم تندرست ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کا جسم مبارک بھی تندرست ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرو۔ میں نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! میں نے تو اللہ سے

[1] [ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٦٧ ـ الكامل لابن عدى: ٦/ ١٤٦

کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر مریض بیمار ہو کر اپنے آپ سے کوئی اچھائی کی بات کرتا ہے (یعنی دِل میں کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے) لٰہذا تم بھی اللہ تعالیٰ سے وہ وعدہ پورا کرو جو اس سے کیا تھا۔''
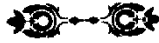
بعض امراض کے علاج

تمام تکالیف کے لیے رسول اللہ ﷺ کا تعلیم فرمودہ دَم

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا مِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا: ((بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ حَرِّ النَّارِ)) [1]

''رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام تکالیف سے (افاقے) کے لئے یہ (دَم) سکھایا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ حَرِّ النَّارِ

---

[1] [ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٣٠٠۔سنن الترمذی: ٢٠٧٥۔سنن ابن ماجه: ٣٥٢٦۔ المعجم الكبير للطبرانی: ١١/ ٢٢٤۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٤٥٩۔ مسند عبد بن حميد: ٥٩٤

''اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے، میں اس خون بہانے والی رگ سے اور جہنم کی آگ سے عظمت والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

جبرائیل علیہ السلام کا تعلیم فرمودہ دَم

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ مِنَ الْوَجَعِ مَا لَا يَعْلَمُ شِدَّتَهُ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي دَخَلْتُ عَلَيْكَ بِالْغَدَاةِ وَبِكَ مِنَ الْوَجَعِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْكَ بِالْعَشِيِّ وَقَدْ بَرَّأَكَ، قَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ رَقَانِي بِرُقْيَةٍ أَفَلَا أُعَلِّمُكَهَا يَا عُبَادَةُ؟)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ حَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ)) [1]

''میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ تکلیف میں مبتلا تھے۔ اس تکلیف کی شدت اس قدر تھی کہ بس اللہ ہی کو حال معلوم تھا۔ پھر میں شام کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جب صبح آپ کے پاس آیا تھا تو آپ بہت سخت تکلیف میں مبتلا تھے، جس کا حال اللہ ہی جانتا تھا۔ لیکن اب شام کو حاضر ہوا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت یاب کر دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک دَم کیا ہے۔ اے عبادہ! کیا میں وہ دَم تمہیں بھی نہ سکھلا دوں؟ میں نے

---

[1] [حسن] مسند أحمد: ٥/ ٣٢٣۔سنن ابن ماجه: ٣٥٢٧۔السنن الكبرىٰ للنسائي: ٠٨٤٢، صحيح ابن حبان: ٢٩٦٨

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ دَم یہ ہے:)

بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ حَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنِ اللّٰهُ يَشْفِيكَ

''اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھے دَم کرتا ہوں، اللہ تجھے ہر حسد کرنے والے کے حسد سے اور ہر بری نظر سے شفا عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہی تجھے شفا دے گا۔''

بخار کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کر لیا کرو

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ)) [1]

''یقیناً بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے، لہٰذا تم اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ)) [2]

''یقیناً بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے، لہٰذا تم اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بخار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے سنا:

((إِذَا وَجَدْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ مِنْ

[1] صحيح البخاري: ٣٢٦٣۔ صحيح مسلم: ٢٢١٠

[2] صحيح مسلم: ٢٢٠٩

جَهَنَّمَ)) ❶

''جب تم کچھ بخار محسوس کرو تو اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کر لیا کرو، کیونکہ یہ جہنم (کی تپش) میں سے ہی کچھ ہوتا ہے۔''

فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ:

''أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا أَخَذَ الْمَرْأَةَ الْوَعْكُ أَمَرَتْ بِمَاءٍ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَتَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا أَنْ نُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ'' ❷

''جب کسی عورت کو بخار ہو جاتا تو سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما پانی منگوا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور فرماتیں: یقیناً رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کریں۔''

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ)) ❸

''بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے، لہٰذا اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کر دیا کرو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ)) ❹

''بخار جہنم کے بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے، لہٰذا اسے پانی کے ساتھ بجھا دیا کرو۔''

ابو جمرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَتَبَ إِلَيَّ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاحْتَبَسْتُ عَنْهُ أَيَّامًا فَقَالَ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ: الْحُمّٰى، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

❶ صحيح مسلم: ١٧٣٢ ❷ صحيح البخاري: ٥٧٢٤
❸ صحيح البخاري: ٣٢٦٢۔صحيح مسلم: ٢٢١٢
❹ [حسن] صحيح البخاري: ٥٣٩١

قَالَ: ((اَلْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ)) ❶

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے (حاضر ہونے کا) مراسلہ لکھا، تو میں کچھ دِن ان کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا، تو انہوں نے پوچھا: تمہیں کس کام نے روک لیا تھا؟ میں نے عرض کیا: بخار ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بخار جہنم کی بھاپ کے اَثر سے ہوتا ہے، لہٰذا اسے آبِ زم زم کے ساتھ ٹھنڈا کر لیا کرو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحُمّٰی مِنْ كِيرِ جَهَنَّمَ فَنَحُّوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ)) ❷

''بخار جہنم کی ایک دھونکنی ہے، اسے ٹھنڈے پانی کے ذریعے خود سے دُور کر دِیا کرو۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْحُمّٰی مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ)) ❸

''یقیناً بخار جہنم کی بھاپ کے اَثر سے ہوتا ہے، لہٰذا تم اسے پانی کے ساتھ بجھا دیا کرو۔''

سخت سے سخت بخار سے شفایابی کا نسخہ

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمُ الْحُمّٰی فَإِنَّ الْحُمّٰی قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَلْيَسْتَقْبِلْ نَهْرًا جَارِيًا يَسْتَقْبِلُ جَرْيَةَ الْمَاءِ فَيَقُولُ: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ، بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلْيَغْتَمِسْ فِيهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ، ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فَفِي خَمْسٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي

❶ صحيح البخاري: ٣٢٦١ ❷ سنن ابن ماجه: ٣٤٧٥

❸ صحيح البخاري: ٣٢٦٣۔ صحيح مسلم: ٢٢١٠

خَمْسٍ فَفِي سَبْعٍ ، فَإِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ السَّبْعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) [1]

''جب تم میں سے کسی کو بخار ہو جائے ۔۔۔ اور یقیناً بخار (جہنم کی) آگ کا ایک ٹکڑا ہے ۔۔۔ تو اسے چاہیے کہ وہ اسے پانی کے ساتھ ختم کر دے۔ وہ بہتی ہوئی نہر پر جائے اور جس جانب پانی کا بہاؤ ہو اس طرف منہ کر لے اور یہ کلمات پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ

''اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا فرما اور اپنے رسول ﷺ (کی بات) کو سچ کر دِکھا۔''

یہ کام نمازِ فجر کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے کرے اور نہر کے پانی میں تین بار ڈبکی لگائے۔ تین دِن تک یہ کام کرے، لیکن اگر افاقہ نہ ہو پانچ دِن کرے، اور اگر پانچ دِنوں میں بھی صحت یابی نہ ہو تو سات دِن تک یہ کام کرے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ سات دِن سے زیادہ اسے کرنا نہیں پڑے گا (یعنی تب تک ضرور صحت یاب ہو جائے گا)۔

دِل کی تقویت اور بیماری کے خاتمے کا علاج بالغذا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ إِنْسَانًا مِنْ أَهْلِهِ الْوَعْكُ أَمَرَ بِالْحَسَاءِ ، فَصُنِعَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحْسُوا مِنْهُ وَيَقُولُ: ((لَيَرْتُو عَنْ فُؤَادِ الْحَزِينِ وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ كَمَا

[1] [ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢٨١ ـ سنن الترمذي: ٢٠٨٤ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ١٠٢

تَسْرُو إِحْدَاكُنَّ بِالْمَاءِ الْوَسَخَ عَنْ وَجْهِهَا)) ❶

''رسول اللہ ﷺ کے اہلِ خانہ میں سے جب کسی کو بخار ہو جاتا تو آپ ﷺ ''حساء'' تیار کرنے کا حکم دیتے۔ جب وہ تیار ہو جاتا تو آپ ﷺ انہیں حکم فرماتے کہ اس میں سے کچھ مَل لو، اور فرماتے: اس سے غمزدہ انسان کے دِل کو سہارا ملتا ہے اور بیمار کے دِل سے رنج کو اس طرح دُور کر دیتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی عورت پانی کے ساتھ اپنے چہرے سے میل کچیل کو دُور کر دیتی ہے۔''

وضاحت: ''حساء'' عرب کا ایک کھانا ہوتا تھا، جو آٹے، پانی اور روغن سے تیار کیا جاتا تھا، اس میں کبھی شیرینی ملائی جاتی تھی اور کبھی اس میں شہد ڈال لیا جاتا تھا۔ ہمارے ہاں اسے ''ہریرہ'' کہا جاتا ہے۔

اس دعا کی برکت سے بخار اُتر گیا

ابوغسان عباءۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے نیشاپور میں بخار ہو گیا اور مجھے شب و روز بخار ہی رہنے لگا، تو میں نے یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ كُلَّمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ نِعْمَةً قَلَّ عِنْدَهَا شُكْرِي وَكُلَّمَا ابْتَلَيْتَنِي بِبَلِيَّةٍ قَلَّ عِنْدَهَا صَبْرِي، فَيَا مَنْ قَلَّ شُكْرِي عِنْدَ نِعْمَتِهِ فَلَمْ يَخْذُلْنِي، وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلَائِهِ صَبْرِي فَلَمْ يُعَاقِبْنِي، وَيَا مَنْ رَآنِي عَلَى الْمَعَاصِي فَلَمْ يَفْضَحْنِي اكْشِفْ ضُرِّي ❷

❶ [حسن] مسند أحمد: ٦/ ٣٢۔ سنن الترمذي: ٢٠٣٩۔ سنن ابن ماجه: ٣٤٤٥۔ السنن الكبرٰى للنسائي: ٧٥٧٣۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ١٣١.

❷ [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٤٦٥

''اے اللہ! جب بھی تو نے مجھے کوئی نعمت عطا فرمائی؛ تو میں نے اس نعمت کے ملنے پر بہت کم ہی شکر ادا کیا اور جب بھی تو نے مجھے کسی آزمائش میں مبتلا کیا؛ تو میں نے اس آزمائش کے آنے پر کم ہی صبر کا مظاہرہ کیا۔ اے وہ ذات کہ جس کی نعمت لینے پر بہت کم شکر ادا کیا جائے تو پھر بھی وہ مجھے رُسوا نہ کرے! اے وہ ذات کہ جس کی آزمائش آنے پر بہت کم صبر کیا جائے تو پھر بھی وہ مجھ پر عتاب نہ فرمائے! اور اے وہ ذات کہ جو مجھے نافرمانیاں کرتا دیکھ کر بھی رُسوا نہ کرے! میری تکلیف کو ختم کر دے۔''

تو اس دعا کی برکت سے میرا بخار اُتر گیا۔

جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دَم سکھایا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهِ مِنَ الْوَجَعِ مَا لَا يَعْلَمُ شِدَّتَهُ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي دَخَلْتُ عَلَيْكَ بِالْغَدَاةِ وَبِكَ مِنَ الْوَجَعِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْكَ بِالْعَشِيِّ وَقَدْ بَرَأْتَ، قَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ رَقَانِي بِرُقْيَةٍ أَفَلَا أُعَلِّمُكَهَا يَا عُبَادَةُ؟)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ حَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنِ اللّٰهُ يَشْفِيكَ)). [1]

''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ تکلیف میں مبتلا تھے۔ اس تکلیف کی شدت اس قدر تھی کہ بس اللہ ہی کو حال معلوم تھا۔ پھر میں شام کے

[1] [حسن] مسند أحمد: ٥/ ٣٢٣۔سنن ابن ماجه: ٣٥٢٧۔السنن الكبرىٰ للنسائي: ١٠٨٤٢۔ صحيح ابن حبان: ٢٩٦٨

وقت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جب صبح آپ کے پاس آیا تھا تو آپ بہت سخت تکلیف میں مبتلا تھے، جس کا حال اللہ ہی جانتا تھا۔ لیکن اب شام کو حاضر ہوا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت یاب کر دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک دَم کیا ہے۔ اے عبادہ! کیا میں وہ دَم تمہیں بھی نہ سکھلا دوں؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ دَم یہ ہے:)

بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ حَسَدٍ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ.

''اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھے دَم کرتا ہوں، اللہ تجھے ہر حسد کرنے والے کے حسد سے اور ہر بری نظر سے شفا عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہی تجھے شفا دے گا۔''

جسم کے کسی بھی حصے میں تکلیف کا دَم

محمد بن سالم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ثابت رحمہ اللہ نے کہا:

''يَا مُحَمَّدُ إِذَا اشْتَكَيْتَ فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِي ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ ، أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِي هٰذَا ، ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ، ثُمَّ أَعِدْ ذَالِكَ وِتْرًا ، فَإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ بِذَالِكَ''[1]

''اے محمد! جب تجھے تکلیف ہو تو اپنا ہاتھ اس جگہ پر رکھو جہاں تکلیف ہو رہی ہو، پھر یہ دعا پڑھو:

[1] [حسن] سنن الترمذي: ٣٥٨٨۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٢٤٤

بِسْمِ اللّٰهِ، أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِي هٰذَا

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، میں اس شر سے؛ جو میں اپنی اس تکلیف سے محسوس کر رہا ہوں، اللہ کی عزت کی پناہ میں آتا ہوں۔''

پھر اپنا ہاتھ اُٹھا لو اور دوبارہ طاق عدد میں ایسا کرو۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ دَم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا۔''

بچوں کو کن الفاظ کے ساتھ پناہ دینی چاہیے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَالَ: كَانَ أَبُوكُمْ إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: ((أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)) [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو (اللہ تعالیٰ کی) پناہ میں دِیا کرتے تھے اور فرماتے: تمہارے بابا حضرت ابراہیم علیہ السلام (اپنے صاحبزادگان) حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو ان کلمات کے ساتھ پناہ دِیا کرتے تھے:

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ.

'میں تم دونوں کو اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں کہ ہر شیطان، ہر موذی

[1] [حسن] سنن أبي داود: ٤٧٣٧۔سنن الترمذي: ٢٠٦٠۔سنن ابن ماجه: ٣٥٢٥۔مسند أحمد: ٤/ ٢٠۔المصنف لابن أبي شيبة: ٨/ ٤٩

چیز اور ہر بدنظر کے شر سے محفوظ رہو۔“

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أُعَلِّمُكَ عَوْذَةً كَانَ أَبِي إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْحَاقَ وَإِسْمَاعِيلَ وَأَنَا أُعَوِّذُ بِهَا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ؟)) قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: ((قُلْ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى، سَمِعَ اللّٰهُ دَاعِيًا لِمَنْ دَعَا لِأَمْرٍ مَا وَرَاءَ أَمْرِ اللّٰهِ لِرَامٍ رَمْيٌ)) [1]

”کیا میں تمہیں پناہ کی ایک دعا نہ سکھاؤں؟ میرے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادوں اسحاق اور اسماعیل علیہ السلام کو انہی کے ساتھ پناہ دیا کرتے تھے اور میں بھی حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کو انہی کے ساتھ ہی (اللہ کی) پناہ میں دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو:

حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى، سَمِعَ اللّٰهُ دَاعِيًا لِمَنْ دَعَا لِأَمْرٍ مَا وَرَاءَ أَمْرِ اللّٰهِ لِرَامٍ رَمْيٌ.

”مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہی کفایت کرے گا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی دعا کو سن لیا جس نے اسے کسی ضرورت کے لیے پکارا، اللہ تعالیٰ کے بعد کوئی مشکلات حل نہیں کرسکتا۔“

اللہ کی پناہ میں آنے کے بہترین کلمات

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَقَالَ: ((أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ

[1] إسناده ليس بالقوي، التمهيد لابن عبد البر: ٢٤/ ٤٤٢

يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ)) سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ قَالَ: يَا عُثْمَانُ تَعَوَّذْ بِهَا فَمَا تَعَوَّذْتُ بِخَيْرٍ مِنْهَا[1]"

"رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب میں بیمار تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ.

"میں تجھے اس چیز سے شر سے؛ جو تو محسوس کر رہا ہے، اس اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو یکتا و بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے اور نہ ہی اسے جنم دِیا گیا ہے، اور نہ ہی اس کا کوئی کارساز ہے۔"

آپ ﷺ نے سات مرتبہ یہ کلمات کہے۔ پھر جب آپ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: اے عثمان! ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگا کرو، کیونکہ میں نے اس سے بہتر کلمات کے ساتھ پناہ نہیں مانگی۔"

یہ کلمات ہر بیماری کی دوا ہیں

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ وَأَسْمَائِهِ كُلِّهَا عَامَّةٍ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ وَشَرِّ الْعَيْنِ اللَّامَّةِ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَمِنْ شَرِّ أَبِي قِتَرَةَ وَمَا وَلَدَ، ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَتَوْا رَبَّهُمْ فَقَالُوا: وَصَبٌ وَصَبٌ

[1] ضعیف] عمل اليوم والليلة لابن السني: ٥٥٣۔ الدعوات الكبير للبيهقي: ٥٢٥۔ بغداد للخطيب: ١٣/ ٢٨٦۔ الكامل لابن عدي: ٢/ ٣٨٢

بِأَرْضِنَا، فَقَالَ: خُذُوا تُرْبَةً مِنْ أَرْضِكُمْ وَامْسَحُوا بِوَصَبِكُمْ رُقْيَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ عَلَيْهَا صَفَدًا أَوْ كَتَمَهَا أَحَدًا فَلَا أَفْلَحَ أَبَدًا)) [1]

''یہ کلمات ہر بیماری کی دوا ہیں:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ وَأَسْمَائِهِ كُلِّهَا عَامَّةٍ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ وَشَرِّ الْعَيْنِ اللَّامَّةِ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَمِنْ شَرِّ أَبِي قَتَرَةَ وَمَا وَلَدَ.

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات اور اس کے تمام عام اسماء کے ساتھ ہر زہر، موذی چیز اور نظر بد کے شر سے، ہر حاسد کے شر سے جو حسد کرتا ہے اور افلاس و تنگدستی کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔''

تینتیس فرشتے اپنے پروردگار کے پاس آئے اور کہا: ہماری زمین میں بیماریاں پھوٹ پڑی ہیں۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا: اپنی زمین کی مٹی پکڑو اور اسے اپنی تکلیف کی جگہ پر لگا لو، یہ محمد ﷺ کا دَم ہے۔ جو شخص اس کو مال کمانے کا ذریعہ بنالے یا کسی کو بتانے سے گریز کرے تو وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔''

پھوڑے اور پھنسیوں کا علاج

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

خَرَجَ خُرَاجٌ فِي عُنُقِي، فَذَكَرْتُهُ لِعَائِشَةَ فَقُلْتُ: سَلِي لِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَتْهُ، فَقَالَ: ((ضَعِي يَدَكِ عَلَيْهِ

[1] [ضعیف] المعجم الأوسط للطبراني: ٦٠٩٣۔مسند أبي يعلى الموصلي: ٢٤١٦۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١١٠.

وَقُولِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي شَرَّ مَا أَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِينِ عِنْدَكَ بِسْمِ اللّٰهِ)) فَفَعَلَتْهُ فَانْخَمَصَ، قَالَ أَبُو الْفَضْلِ: فَمَا قُلْتُهُ عَلٰى مَرِيضٍ لَمْ يَجِئْ أَجَلُهُ إِلَّا بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ [1]

''میری گردن میں پھوڑے پھنسیاں نکل آئے، میں نے اس کا تذکرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور کہا: میرے لیے نبی ﷺ سے (اس کا کوئی علاج) دریافت فرمایئے۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اپنا ہاتھ اس پر رکھو اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي شَرَّ مَا أَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِينِ عِنْدَكَ بِسْمِ اللّٰهِ.

''اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! جو میں تکلیف محسوس کر رہا ہوں؛ اس کو اور اس کی غلاظت کو مجھ سے دُور لے جا، اپنے نبی کی پاکیزہ اور بابرکت دعا کے ساتھ، جو تیرے ہاں رُتبے والا ہے، اللہ کے نام کے ساتھ۔''

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو ان کی سوزش اُتر گئی۔ ابوالفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے جس کسی بھی ایسے مریض پر یہ دعا پڑھی جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو، تو اللہ کے حکم سے وہ صحت یاب ہو گیا۔

نبی ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ بَثْرَةٌ، فَقَالَ: ((هَلْ مِنْ ذَرِيرَةٍ؟)) فَأَتَيْتُ بِهَا فَوَضَعَهَا عَلَيْهِ وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ مُكَبِّرَ الصَّغِيرِ وَمُطْفِءَ الْكَبِيرِ أَطْفِئْهَا عَنِّي))، فَطُفِئَتْ۔

[1] الدعاء للطبرانی: ۱۱۳۵۔ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۵۰/ ۷۲

’’نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ کی دو اُنگلیوں کے درمیان پھنسی نکلی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ذریرہ ہے؟ تو میں نے وہ آپ کو لا دیا۔ آپ ﷺ نے اسے انگلی پر رکھا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ مُكَبِّرَ الصَّغِيرِ وَمُطْفِءَ الْكَبِيرِ أَطْفِئْهَا عَنِّي.

’’اے اللہ! چھوٹے کو بڑا کرنے والے اور بڑے کو ختم کرنے والے! میری اس پھنسی کو ختم کر دے۔‘‘ تو وہ پھنسی ختم ہو گئی۔‘‘ ❶

وضاحت: ذریرہ ایک سفوف ہوتا ہے، جو زخم پر لگایا جاتا ہے۔

داڑھ کی تکلیف کا دَم

ربیعہ بن کلثوم بیان کرتے ہیں کہ:

”دَخَلْنَا عَلَى الْحَسَنِ وَهُوَ يَشْتَكِي ضِرْسَهٗ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ [الأنبياء : ٨٣] ❷

’’ہم امام حسن رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوئے، انہیں داڑھ کی تکلیف تھی اور وہ فرما رہے تھے: ﴿مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ ’’مجھے تکلیف آ پہنچی ہے اور تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔‘‘

معوّذات کا دَم

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ:

---

❶ [حسن] مسند أحمد: ٥/ ٣٧٠ـ السنن الكبرىٰ للنسائي: ١٠٨٧٠ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٢٣٠ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ٩٥

❷ [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٨٣

"أَنَّهُ كَانَ إِذَا اشْتَكَى قَرَأَ عَلَى نَفْسِهِ الْمُعَوِّذَاتِ وَنَفَثَ أَوْ نَفَثَ"[1]

''آپ ﷺ جب بیمار ہوتے تھے تو معوذات پڑھ کر خود پر پھونک مار لیتے تھے۔''

وضاحت: معوذات سے مراد قرآنِ کریم کی آخری تین سورتیں (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) ہیں۔ سورۃ الاخلاص میں اگرچہ پناہ وغیرہ کے الفاظ کی صراحت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اسے بھی معوذ کا درجہ حاصل ہے۔

کامل شفایابی کا دَم

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"كُنْتُ أُعَوِّذُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ فِي الْمَرْضَةِ الَّتِي أُصِيبَ فِيهَا، ذَهَبْتُ أَفْعَلُ كَمَا كُنْتُ أَفْعَلُ، فَقَالَ: ارْفَعِي عَنِّي فَإِنَّهُ إِنَّمَا كَانَ يَنْفَعُنِي فِي الْمُدَّةِ، أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا"[2]

''میں نبی ﷺ کو (اللہ کی) پناہ میں دیا کرتی تھی۔ جب آپ کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں آپ رحلت فرما گئے تھے، تو میں (آپ ﷺ کے پاس) گئی اور اسی طرح کرنے لگی جیسے کیا کرتی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے اپنا ہاتھ اُٹھا لو، کیونکہ یہ دعا مجھے ایک خاص مُدت تک ہی فائدہ دے سکتی تھی:

[1] صحيح البخاري: ٤٤٣٩ـ صحيح مسلم: ٢١٩٢

[2] صحيح البخاري: ٥٧٥٠ـ صحيح مسلم: ٢١٩١

”أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا“

”اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو ختم کر دے، تیرے ہی ہاتھ میں شفا ہے، تیرے علاوہ کوئی شفا دینے والا نہیں، ایسی شفا عطا فرما کہ جو بیماری کا نام ونشان تک نہ چھوڑے۔“

وضاحت: آپ ﷺ کے اس فرمان کہ ”یہ دعا مجھے ایک خاص مُدت تک ہی فائدہ دے سکتی تھی“ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب آ چکا ہے، اس لیے فرمایا کہ اب یہ دعا بھی مجھے فائدہ نہیں دے گی۔ وگرنہ یہ دعا آپ کی نظر میں کامل شفایابی کا دَم تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيضٍ عَوَّذَهُ بِنَحْوِ هٰذَا الْكَلَامِ“[1]

”نبی ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لاتے تو اسے انھی (مندرجہ بالا) جیسے کلمات کے ساتھ ہی (اللہ کی) پناہ میں دیتے تھے۔“

جلے ہوئے کا دَم

سیدنا محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

احْتَرَقَ ظَهْرِي فَذَهَبَتْ بِي أُمِّي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَرْقِي وَيَنْفُثُ وَيَقُولُ: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ وَأَنْتَ خَيْرُ شَافٍ))، قَالَ شُعْبَةُ: أَشُكُّ أَنَّهُ قَالَ: ((شِفَاءً

[1] [إسناده ليس بالقوى] مسند البزار: ٣/ ٨٠۔ مسند عبد بن حميد: ٦٦

لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)) ❶

''میری پیٹھ جل گئی تو میری والدہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لے گئیں۔ آپ ﷺ یہ کلمات پڑھ کر دم کر کے پھونک مارنے لگے:

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ وَأَنْتَ خَيْرُ شَافٍ.

''اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو ختم کر دے اور شفا عطا فرما دے، شفا دینے والی تو ہی بہترین ذات ہے۔''

شعبہؒ کہتے ہیں: مجھے شک ہے کہ راوی نے یہ الفاظ بھی بیان کیے تھے:

شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

''ایسی شفا عطا فرما کہ جو بیماری کا نام ونشان تک نہ چھوڑے۔''

اللہ تعالیٰ اسے افاقہ فرما دیتا ہے

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت کی تو فرمایا:

((مَا مِنْ مَرِيضٍ لَمْ يُقْضَ أَجَلُهُ تَعَوَّذَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ إِلَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ، سَبْعَ مَرَّاتٍ يُرَدِّدُهَا عَلَيْهِ)) ❷

''جس مریض کی موت کا وقت نہ آیا ہو، وہ ان کلمات کے ساتھ (اللہ کی) پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس سے افاقہ فرما دیتا ہے:

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ.

---

❶ [حسن] مسند أحمد: ٣/ ٤١٨ـصحيح ابن حبان: ٢٩٧٧ـالمستدرك للحاكم: ٤/ ٧٠ـمجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١١٣ـ الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم: ٣٢٠٥

❷ الدعاء للطبراني: ١١١٣

’’میں عظمت والے اللہ سے سوال کرتا ہوں جو کہ عرشِ عظیم کا رب ہے، کہ وہ تجھے شفا عطا فرما دے۔‘‘

ان کلمات کو سات مرتبہ پڑھے اور بار بار پڑھ کر خود پر دَم کرتا رہے۔‘‘

اے اللہ! ہم سے اس عذاب کو دُور کر دے

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچتی تو وہ یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ.❶

’’اے اللہ! اس عذاب کو ہم سے دُور کر دے۔‘‘

نبی ﷺ مریض کے لیے کس طرح دعا فرماتے تھے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی مریض کے لیے دعا کرتے تو یوں فرماتے:

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ.❷

’’اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو ختم کر دے اور شفا عطا فرما دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفایاب نہیں کر سکتا۔‘‘

---

❶ [رجاله ثقات] مسند البزار: ١/ ٣٦٤ـمجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٣٠٦

❷ صحيح البخاري: ٥٧٤٢

شفایاب ہونے کی دعا

حجاج بن فرافصہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَرِيضٍ يَقُولُ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الرَّحْمَنِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، مُسَكِّنَ الْعُرُوقِ الضَّارِيَةِ، وَمُنِيمَ الْعُيُونِ السَّاهِرَةِ سَكِّنْ عُرُوقِي الضَّارِيَةَ، وَنَوِّمْ عَيْنِي السَّاهِرَةَ إِلَّا شَفَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ))

”جو بھی مریض (یہ دعا) پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دے گا:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس الرَّحْمٰنِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، مُسَكِّنَ الْعُرُوق الضَّارِيَةِ، وَمُنِيمَ الْعُيُونِ السَّاهِرَةِ سَكِّنْ عُرُوقِي الضَّارِيَةَ، وَنَوِّمْ عَيْنِي السَّاهِرَةَ.

”پاک ہے وہ ذات جو بادشاہ ہے، بہت پاک ہے، نہایت رحم والا ہے، بادشاہ ہے اور جزا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے تکلیف میں مبتلا رگوں کو سکون دینے والے اور بے خواب آنکھوں کو نیند دینے والے! میری تکلیف کی ماری رگوں کو سکون دے دے اور میری نیند سے محروم آنکھ کو سُلا دے۔“

مرض سے بھی خلاصی اور جہنم سے بھی آزادی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَفَلَا أُخْبِرُكَ بِأَمْرٍ هُوَ حَقٌّ مَنْ تَكَلَّمَ بِهِ فِي أَوَّلِ

مَضْجَعِهِ مِنْ مَرَضِهِ نَجَّاهُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ النَّارِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى بِأَبِي وَأُمِّي ، قَالَ: ((إِذَا قُلْتَ ذَالِكَ فِي أَوَّلِ مَضْجَعِكَ مِنْ مَرَضِكَ نَجَّاكَ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ تَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، كِبْرِيَاءُ رَبِّنَا وَجَلَالُهُ وَقُدْرَتُهُ بِكُلِّ مَكَانٍ، اللّٰهُمَّ إِنْ أَنْتَ أَمْرَضْتَنِي لِتَقْبِضَ رُوحِي فِي مَرَضِي هٰذَا فَاجْعَلْ رُوحِي فِي أَرْوَاحِ مَنْ سَبَقَتْ لَهُ مِنَّا الْحُسْنٰى، وَبَاعِدْنِي مِنَ النَّارِ كَمَا بَاعَدْتَ، أُولٰئِكَ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى، قَالَ: فَإِنْ مُتَّ فِي مَرَضِكَ ذَالِكَ فَإِلٰى رِضْوَانِ اللّٰهِ وَالْجَنَّةِ. وَإِنْ كُنْتَ قَدِ اقْتَرَفْتَ ذُنُوبًا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ)) [1]

''اے ابوہریرہ! کیا میں تمہیں ایک ایسا کام نہ بتاؤں جو حق ہے؟ جو شخص اپنی بیماری کے بعد (بستر مرض پر) لیٹنے کے پہلے ہی وقت میں وہ کلمات پڑھ لے گا؛ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اسے جہنم سے نجات دے دے گا۔ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں (ضرور بتلایئے)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم یہ کلمات اپنی بیماری میں (بستر مرض پر) لیٹنے کے پہلے ہی وقت میں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم سے آزاد فرما دے گا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، كِبْرِيَاءُ رَبِّنَا وَجَلَالُهُ وَقُدْرَتُهُ بِكُلِّ مَكَانٍ، اللّٰهُمَّ إِنْ أَنْتَ أَمْرَضْتَنِي لِتَقْبِضَ

[1] [حسن] عمل اليوم والليلة لابن السني: ٥٤٩

رُوحِي فِي مَرَضِي هٰذَا فَاجْعَلْ رُوحِي فِي أَرْوَاحِ مَنْ سَبَقَتْ لَهُ مِنَّا الْحُسْنٰى، وَبَاعِدْنِي مِنَ النَّارِ كَمَا بَاعَدْتَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى''

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات ہے، اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ وہ ذات بہت پاک ہے جو بندوں کا پروردگار ہے اور بلاد کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہیں، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت؛ ہر حال میں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ ہمارے رب کی کبریائی، اس کا جلال وعظمت اور اس کی قدرت ہر جگہ موجود ہے۔ اے اللہ! اگر تو نے مجھے اس لیے بیمار کیا ہے کہ اس بیماری میں تو میری رُوح قبض کرے تو میری رُوح کو ان ارواح میں شامل فرمانا جن کی نیکی ہم سے سبقت لے گئی ہے اور مجھے جہنم سے اسی طرح دُور رکھنا جس طرح تو نے ان لوگوں کو رکھا ہے جن کی نیکی ہم سے سبقت لے گئی ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھنے کے بعد اگر تجھے موت آ جاتی ہے تو تُو اللہ تعالیٰ کی رضامندی وخوشنودی اور جنت کی طرف گامزن ہو جائے گا اور اگر تجھ سے گناہ سرزد ہوئے ہوں تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرما دے گا۔''
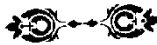
عیادت کے احکام وفضائل

رضائے الٰہی کی جستجو میں عیادت کی فضیلت

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ، وَتَنَجُّزَ مَوْعُودِ اللّٰهِ، وَرَغْبَةً فِيمَا عِنْدَ اللّٰهِ وُكِّلَ بِهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَدْخُلَ بَيْتَهُ)) ❶

''جس شخص نے رضائے الٰہی کی جستجو میں، اللہ کے وعدے کو پورا کرتے ہوئے اور اللہ کے ہاں موجود اجر و انعام کے حصول کا شوق رکھتے ہوئے کسی مریض کی عیادت کی تو اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اسے تب تک رحمت کی دعائیں دیتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل نہیں ہو جاتا۔''

❶ [ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٣٨ـ المعجم الأوسط للطبراني: ٣٢٤

وہ جنت کے باغات میں ٹہلتا ہے

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ كَانَ فِي خِرَافِ الْجَنَّةِ أَوْ مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ)) ❶

"یقیناً جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کی عیادت کرتا ہے تو جب تک واپس نہیں آجاتا تب تک جنت کے باغات میں ہی رہتا ہے۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((إِذَا أَتٰى رَجُلٌ أَخَاهُ يَعُودُهُ مَشٰى فِي خُرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ، فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ، فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ)) ❷

"جب کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی عیادت کرنے آتا ہے تو وہ (مریض کے پاس آ کر) بیٹھ جانے تک جنت کے باغات میں چلتا آتا ہے، اور جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، پھر اگر وہ صبح کو (عیادت کے لیے) آیا ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کو آیا ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔"

---

❶ صحيح مسلم: ٢٥٦٨

❷ [صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٣٨ـ سنن أبي داود: ٣١٠٠ـ سنن ابن ماجه: ١٤٤٢ ـمسند البزار: ٦٢٠.

تو نے جنت میں گھر بنا لیا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا أَوْ زَارَ أَخًا فِي اللّٰهِ، نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا)) ❶

''جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے یا کسی (مسلمان) بھائی سے اللہ کی رضا کی خاطر ملنے جاتا ہے، تو آسمان سے ایک فرشتہ یہ آواز لگاتا ہے کہ تو بھی پاک (اور اچھا) ہے اور تیرا چلنا بھی اچھا ہے اور تو نے جنت میں گھر بنا لیا ہے۔''

ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا عَادَ الرَّجُلُ مَرِيضًا فِي اللّٰهِ مَشٰى مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ، وَكَانَ يَخُوضُ فِي الرَّحْمَةِ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ عَلَيْهِ غَرِقَ فِيهَا)) ❷

''جب آدمی فقط رضائے الٰہی کی خاطر کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے چل پڑتے ہیں جو اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور وہ رحمت میں داخل رہتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جاتا ہے تو اس رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔''

---

❶ [حسن] مسند أحمد: ٢/ ٣٤٤۔سنن الترمذی: ٢٠٠٨۔سنن ابن ماجه: ١٤٤٣۔ الأدب المفرد للبخاري: ٣٤٥۔ مسند عبد بن حميد: ١٤٥١۔صحيح ابن حبان: ٢٩٦١

❷ [ضعيف] لسان الميزان: ٣/ ١٦

عبداللہ بن نافع بیان کرتے ہیں کہ:

"مَرِضَ الْحَسَنُ فَأَتَاهُ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ عَائِدًا لَهُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَمَا إِنَّهُ مَا يَمْنَعُنَا مَا فِي أَنْفُسِنَا عَلَيْكَ أَنْ نُحَدِّثَكَ مَا سَمِعْنَا، أَنَّهُ مَنْ عَادَ مَرِيضًا شَيَّعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ إِنْ كَانَ مُصْبِحًا حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ كَانَ مُمْسِيًا حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خِرَافٌ فِي الْجَنَّةِ"

''امامِ حسن رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے آئے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمارے دِل میں جو آپ کے بارے میں خفگی ہے وہ ہمیں اس بات سے نہیں روک سکتی کہ ہم آپ سے وہ حدیث بیان کریں جو ہم نے سنی ہے (وہ یہ ہے کہ) جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پیچھے جاتے ہیں اور وہ تمام اس کے لیے استغفار کرتے ہیں، اگر وہ صبح کو (عیادت کے لیے) گیا ہو تو شام تک اور اگر وہ شام کو گیا ہو تو صبح تک وہ مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ تیار کر دیا جاتا ہے۔''

ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں

عبداللہ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ:

"عَادَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا عَمْرُو تَعُودُ الْحَسَنَ وَفِي النَّفْسِ مَا فِيهَا، فَقَالَ عَمْرٌو: نَعَمْ يَا عَلِيُّ وَلَسْتَ بِرَبِّ قَلْبِي فَتَصْرِفُهُ حَيْثُ شِئْتَ، فَقَالَ

حسن] مسند أحمد: ١/ ١٣٨ـ مسند البزار: ٦٢٠

عَلِیٌّ: أَمَا إِنَّ ذَالِكَ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُؤَدِّيَ إِلَيْكَ النَّصِيحَةَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا إِلَّا ابْتَعَثَ اللّٰهُ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ أَيَّ سَاعَاتٍ مِنَ النَّهَارِ كَانَتْ حَتّٰى يُمْسِيَ وَأَيَّ سَاعَاتٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى يُصْبِحَ)) [1]

''عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمرو! یوں تو آپ حسن کی عیادت کے لیے آئے ہیں لیکن دِل میں جو کچھ چھپا رکھا ہے اس کا کیا ہوگا؟ تو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اے علی! ہاں، لیکن آپ میرے دِل کے رب نہیں ہیں کہ جس طرح چاہیں اسے تصرف کرنا شروع کر دیں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن اس کے باوجود ہم آپ سے نصیحت کی بات کہنے سے نہیں رُکیں گے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو بھی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو شام تک ان کے ہر لمحے میں اس کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کو عیادت کرے تو صبح تک رات کی ہر گھڑی میں اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔''

ذرا سے وقت کی عیادت، سال بھر کا اجر و ثواب

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا وَجَلَسَ عِنْدَهُ سَاعَةً أَجْرَى اللّٰهُ لَهُ عَمَلَ سَنَةٍ لَا يَعْصِي فِيهَا طَرْفَةَ عَيْنٍ)) [2]

---

[1] [ضعيف] مسند أحمد: ۱/ ۹۷۔ صحيح ابن حبان: ۲۹۵۸۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ۳/ ۳۱

[2] [ضعيف] الترغيب والترهيب للمنذري: ٤/ ١٦٥۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ۸/ ۱٦۱

”جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے اور ایک گھڑی اس کے پاس بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک سال کے اعمال جاری فرما دیتا ہے جس میں اس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی ہوتی۔“

وہ رحمتِ الٰہی میں غوطہ زن ہو جاتا ہے!

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ ، فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيهَا)) ❶

”جو شخص کسی مریض کی عیادت کرنے آتا ہے تو وہ مسلسل رحمت میں داخل رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ (مریض کے پاس آ کر) بیٹھ جائے، پھر جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو وہ رحمت میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔“

سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَائِدُ الْمَرِيضِ يَخُوضُ فِي الرَّحْمَةِ ، وَإِنَّ مِنْ تَمَامِ الْعِيَادَةِ أَنْ يَمُدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَرِيضِ)) ❷

”مریض کی عیادت کرنے والا رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے اور عیادت تب مکمل ہوتی ہے کہ آدمی اپنا ہاتھ مریض کی جانب بڑھائے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((إِنَّ عَائِدَ الْمَرِيضِ يَخُوضُ فِي الرَّحْمَةِ فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ)) ❸

❶ [حسن] مسند أحمد: ٣/ ٣٠٤۔ المستدرك للحاكم: ١/ ٥٠١۔ الترغيب والترهيب للمنذرى: ٤/ ١٦٦۔ مجمع الزوائد للهيثمى: ٢/ ٢٩٧

❷ [ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢٥٩۔ سنن الترمذى: ٢٧٣١۔ المعجم الكبير للطبرانى: ٨/ ٢١١

❸ [ضعيف] زوائد الهيثمى للحارث: ٢٥٢

''یقیناً مریض کی عیادت کے لیے جانے والا رحمت میں داخل رہتا ہے اور جب (مریض کے پاس جا کر) بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔''

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ فَإِذَا جَلَسَ اسْتَنْقَعَ فِيهَا)) [1]

''جو شخص مریض کی عیادت کے لیے جاتا ہے وہ رحمت میں داخل ہو جاتا ہے اور جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو پھر وہ رحمت میں ٹھہر ہی جاتا ہے۔''

مریض کی عیادت اور تندرست سے ملاقات

بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اَلْمَرِيضُ يُعَادُ وَالصَّحِيحُ يُزَارُ'' [2]

''مریض کی عیادت کی جائے اور تندرست سے ملاقات کی جائے۔''

وضاحت: یعنی صرف کسی کے بیمار ہونے کی صورت میں ہی اس کے پاس نہ جایا جائے بلکہ تندرستی میں بھی مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے جانے کا اہتمام رکھنا چاہیے۔ اس سے نہ صرف اس کی محبت حاصل ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے۔

سال میں ایک بار عیادت ضرور کرنی چاہیے

عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

[1] [ضعيف] مسند أحمد: ٣/ ٤٦٠ ـ المعجم الكبير للطبراني: ١٩/ ١٠٢ ـ الترغيب والترغيب للمنذري: ٤/ ١٦٦ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٢٩٧ .

[2] [حسن] حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢/ ٢٢٧ ـ الطبقات لابن سعد: ٧/ ٢١١

”عِيَادَةُ الْمَرِيضِ مَرَّةً سُنَّةٌ فَمَا ازْدَدْتَ فَنَافِلَةٌ“ ❶

”سال میں ایک مرتبہ مریض کی عیادت لازمی کی جائے، لیکن اگر تم زیادہ مرتبہ کرو، تو یہ نفلی نیکی ہے۔“

وضاحت: یعنی کم از کم سال بھر میں ایک بار کسی مریض کی عیادت لازمی کرنی چاہیے، لیکن زیادہ کی کوئی قید نہیں۔ جتنا زیادہ کوئی اس پر عمل کرے گا اتنا ہی زیادہ وہ اجر کمائے گا۔ عیادت کی ترغیب اس لیے ہے تاکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی اسے دی ہوئی عظیم نعمت صحت کی قدر و اہمیت کا اندازہ ہوتا رہے۔

وقفے کے ساتھ عیادت کرنی چاہیے

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَغِبُّوا فِي الْعِيَادَةِ وَأَرْبِعُوا إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَغْلُوبًا)) ❷

”ایک دِن کے وقفے کے ساتھ عیادت کرو اور چار دِن کے بعد جاؤ، سوائے اس صورت کے کہ مریض کی حالت زیادہ خراب ہو۔“

مریض کی عیادت تین دِن کے بعد کی جائے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ لَا يَعُودُ مَرِيضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ“ ❸

❶ [ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ١١/ ٢٥٨ـ مسند البزار: ١/ ٣٦٨ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٢٩٠.

❷ [ضعيف] شعب الإيمان للبيهقي: ٦/ ٥٤٢

❸ [ضعيف] سنن ابن ماجه: ١٤٣٧ـ المعجم الأوسط للطبراني: ٣٦٤٢ـ الكامل لابن عدي: ٦/ ٣١٧

''نبی ﷺ مریض کی عیادت تین دِن کے بعد ہی فرمایا کرتے تھے۔''

نعمان بن ابوعیاش الزرقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عِيَادَةُ الْمَرِيضِ بَعْدَ ثَلاثٍ''❶

''مریض کی عیادت تین دِن کے بعد کرنی چاہیے۔''

بہترین عیادت وہ ہے جو مختصر ہو

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ))❷

''سب سے زیادہ فضیلت والی عیادت وہ ہے جس میں (عیادت کرنے والا) جلدی اُٹھ پڑے۔''

طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''خَيْرُ الْعِيَادَةِ أَخَفُّهَا''❸

''بہترین عیادت وہ ہے جو مختصر ترین ہو۔''

امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ مَا خَفَّ مِنْهَا''❹

''افضل عیادت وہ ہوتی ہے جو مختصر وقت کے لیے ہو۔''

وضاحت: یہ اس صورت میں ہے کہ جب مریض کی طبیعت زیادہ خراب ہو

❶ [إسناده لا بأس به] الزهد لهناد: ١/ ٢٢٨۔المقاصد الحسنة للسخاوی، ص: ٢٩٣۔ تنزيه الشريعة لابن عراق: ٢/ ٣٥٧.

❷ [مرسل] شعب الإيمان للبيهقي: ١١/ ٤٣١

❸ [حسن لشواهده] المصنف لعبد الرزاق: ٣/ ٥٩٤

❹ [حسن لغيره] شعب الإيمان للبيهقي: ١١/ ٤٣٣۔المصنف لعبد الرزاق: ٣/ ٥٩٤

اور لوگوں کا جمع ہونا اس کے لیے گراں گزر رہا ہو، یا کسی کا زیادہ دیر تک بیٹھے رہنا اس کے لیے تکلیف کا باعث ہو۔ لیکن اگر مریض کا دِل چاہ رہا ہو کہ اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کی جائیں تو پھر زیادہ دیر تک بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ضروری نہیں کہ زیادہ دیر تک عیادت کی جائے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْعِيَادَةُ فُوَاقَ نَاقَةٍ)) ❶

''اونٹنی کا دودھ دوہنے کے بہ قدر وقت (مریض کے پاس بیٹھنا) بھی عیادت ہی ہوتی ہے۔''

وضاحت: یعنی ضروری نہیں ہے کہ آپ مریض کے پاس گھنٹوں بیٹھیں تو ہی عیادت کا فریضہ ادا ہوتا ہے بلکہ مختصر سا وقت بیٹھنا بھی عیادت ہی شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا جس قدر ہو سکے عیادت کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ یہ اخلاقی فرضہ بھی ادا ہو سکے اور عیادت کا ڈھیروں اجر و ثواب بھی حاصل کیا جا سکے۔

زیادہ دیر تک مریض کے پاس نہ بیٹھا جائے

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عِيَادَةٌ أَشَدُّ عَلَى أَهْلِ الْمَرِيضِ مِنْ مَرِيضِهِمْ يَجِيئُونَ فِي غَيْرِ وَقْتِ الْعِيَادَةِ وَيُطِيلُونَ الْجُلُوسَ" ❷

❶ [ضعيف] شعب الإيمان للبيهقي: ٦/ ٥٤٣

❷ [ضعيف] المصنف لعبد الرزاق: ٣/ ٥٩٤

’’(لمبی) عیادت مریض کے اہل خانہ پر ان کے مریض سے بھی زیادہ گراں ہو جاتی ہے، لوگ بے وقت عیادت کے لیے آتے ہیں اور لمبی دیر تک بیٹھے رہتے ہیں۔‘‘

ابوالعالیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

”دَخَلَ عَلَيْهِ غَالِبٌ الْقَطَّانُ يَعُودُهُ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى قَامَ، فَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: مَا أَرْفَقَ الْعَرَبَ لَا تُطِيلُ الْجُلُوسَ عِنْدَ الْمَرِيضِ فَإِنَّ الْمَرِيضَ قَدْ تَبْدُو لَهُ حَاجَةٌ فَيَسْتَحِي مِنْ جُلَسَائِهِ“ [1]

’’غالب القطان رحمہ اللہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور کچھ ہی دیر ٹھہرے اور پھر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تو ابوالعالیہؒ نے کہا: عرب کس قدر شفیق ہیں، مریض کے پاس بیٹھ نہیں رہتے، کیونکہ مریض کو اچانک کوئی حاجت پیش آ جاتی ہے لیکن وہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے شرماتا رہتا ہے۔‘‘

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((رَمِدَتْ عَيْنَایَ فَعَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ)) [2]

’’مجھے آشوبِ چشم کا مرض لاحق ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت فرمائی۔‘‘

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] [حسن] شعب الإيمان للبيهقي: ١١/ ٤٣٢

[2] [حسن] مسند أحمد: ٤/ ٣٧٥ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٢

((مِنْ تَمَامِ عِيَادَةِ أَحَدِكُمْ أَخَاهُ الْمَرِيضَ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُهُ: كَيْفَ أَصْبَحَ؟ كَيْفَ أَمْسَى؟)) ❶

''تم میں سے کسی کا اپنے مریض بھائی کی عیادت کرنا اس طرح مکمل ہوتا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ اس پر رکھے اور اس سے پوچھے: صبح کیسی رہی؟ شام کیسی گزری؟''

سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنْ تَمَامِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ أَنْ يَضَعَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ أَوْ يَدِهِ فَيَسْأَلُهُ: كَيْفَ هُوَ؟ وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ)) ❷

''مریض کی عیادت تب مکمل ہوتی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر یا اس کے ہاتھ پر رکھے اور اس سے پوچھے کہ اس کا کیا حال ہے؟ اور تمہارا آپس میں سلام مصافحے کے ساتھ پورا ہوتا ہے۔''

سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَائِدُ الْمَرِيضِ يَخُوضُ فِي الرَّحْمَةِ، وَإِنَّ مِنْ تَمَامِ الْعِيَادَةِ أَنْ يَمُدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَرِيضِ)) ❸

''مریض کی عیادت کرنے والا رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے اور عیادت تب مکمل ہوتی ہے کہ آدمی اپنا ہاتھ مریض کی جانب بڑھائے۔''

عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مِنْ تَمَامِ الْعِيَادَةِ أَنْ تَضَعَ يَدَكَ عَلَى الْمَرِيضِ" ❹

''کامل عیادت کا یہ بھی جزو ہے کہ آپ اپنا ہاتھ مریض پر رکھیں۔''

---

❶ [ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢٥٩ ـ سنن الترمذي: ٢٧٣١ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٢١١.

❷ [ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢٥٩ ـ سنن الترمذي: ٢٧٣١ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٢١١.

❸ [ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢٥٩ ـ سنن الترمذي: ٢٧٣١ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٢١١

❹ [رجاله ثقات] شعب الإيمان للبيهقي: ١١/ ٤٢٤.

مریض کی عیادت کے وقت کون سی دعاء پڑھی جائے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ فَقَالَ: ((لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ))، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: قُلْتَ طَهُورٌ؟ كَلَّا بَلْ حُمَّى تَفُورُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيرٍ كَيْمَا تُزِيرُهُ الْقُبُورَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَنِعْمَ إِذًا))-

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: گھبرانے کی بات نہیں ہے، اگر اللہ نے چاہا تو یہ بیماری (تمہارے گناہوں سے) پاکیزگی کا باعث بن جائے گی۔ تو اس دیہاتی نے کہا: آپ کہتے ہیں کہ یہ بیماری گناہوں سے پاکیزگی کا باعث بن جائے گی؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ تو ایک سخت بخار ہے جو بوڑھے کو اپنی سخت لپیٹ میں لیے ہوئے ہے اور اسے قبریں دِکھا کر چھوڑے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اب ایسا ہی ہوگا۔''

وضاحت: اس حدیث مبارکہ میں اوّلاً تو مریض کی عیادت کے وقت کی دعا تعلیم فرمائی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اسے یوں دعا دیتے: لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لہٰذا مریض کی عیادت کے وقت اس سنت مبارکہ کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیے۔

ثانیاً اس روایت سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ناشکری کی زبان نہیں بولنی چاہیے۔ بلکہ سخت تکلیف میں بھی صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کا شکر اور اس کے فیصلے پر رضامندی کا

---

(1) صحيح البخاري: ٣٦١٦

اظہار ہی کرنا چاہیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَرِيضَ يَدْعُو لَهُ قَالَ: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)) [1]

''رسول اللہ ﷺ جب مریض کے پاس تشریف لاتے تو اس کے لیے یوں دعا فرماتے:

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ، أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

''اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو ختم کر دے اور شفا عطا فرما دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا عطا فرما کہ جو بیماری کا نام ونشان تک نہ چھوڑے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيضٍ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى خَدِّهِ فَقَالَ: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)) [2]

''نبی ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لاتے تو اپنا دایاں ہاتھ مبارک اس کے رُخسار پر رکھتے اور (یہ دعا) فرماتے:

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي شِفَاءً لَا

---

[1] صحیح البخاری: ٥٣٥١۔صحیح مسلم: ٢١٩١

[2] [ضعیف] مسند البزار: ٣/ ٨٠۔مسند عبد بن حمید: ٦٦

يُغَادِرُ سَقَمًا.

''اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو ختم کر دے اور شفا عطا فرما دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، ایسی شفا دے کہ جو بیماری کا نام ونشان تک نہ چھوڑے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دَم کیا کرتی تھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

''اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی توفیق کے ساتھ (میں دَم کرتی ہوں) اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو ختم کر دے اور شفا عطا فرما دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا عطا فرما کہ جو بیماری کا نام ونشان تک نہ چھوڑے۔ اے ارحم الراحمین!''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (یہ کلمات پڑھ کر) پھونک مارا کرتی تھیں، تھوک نہیں لگاتی تھیں۔ [1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ سَعْدًا فِي مَرَضٍ لَهُ ثُمَّ دَعَا لَهُ، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ مَلِكَ النَّاسِ، أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ حَسَدٍ أَوْ عَيْنٍ، اللّٰهُمَّ أَصِحَّ قَلْبَهُ وَجِسْمَهُ، وَاشْفِ سَقَمَهُ، وَأَجِبْ دَعْوَتَهُ)) [2]

[1] [ضعيف] الكامل لابن عدی: ٦/ ٦٤

[2] [حسن] تاريخ بغداد للخطيب: ١١/ ٧٨

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بیمار ہونے پر ان کی عیادت کی، پھر ان کے لیے (یوں) دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ مَلِكَ النَّاسِ، أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ حَسَدٍ أَوْ عَيْنٍ، اللّٰهُمَّ أَصِحَّ قَلْبَهُ وَجِسْمَهُ، وَاشْفِ سَقَمَهُ، وَأَجِبْ دَعْوَتَهُ.

''اے اللہ! اس کی تکلیف کو ختم کر دے۔ اے لوگوں کے پروردگار! اے لوگوں کے مالک! تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا۔ (اے مریض!) میں تجھے حسد یا نظر بد جیسی ہر اس چیز سے دَم کرتا ہوں جو بھی تیرے پاس آئے۔ اے اللہ! اس کے قلب و جسم کو تندرست کر دے، اس کی بیماری کو شفا سے ختم کر دے اور اس کی دعا کو قبولیت سے نواز۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ يَعُودُهُ كَأَنَّهُ يَتَوَجَّعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا تَقُولُوا: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [البقرة: ۲۰۱])) [1]

''رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کی عیادت کی غرض سے اس کے پاس تشریف لائے تو وہ کراہنے کی سی آوازیں نکال رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے؟ ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی

[1] صحیح مسلم: ۲۶۸۸

اچھائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھائی سے نواز، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا جَلَسَ رَجُلٌ إِلَى مَرِيضٍ لَمْ يُقْضَ أَجَلُهُ فَقَالَ: أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَوْ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا شُفِيَ)) ❶

"آدمی جب کسی ایسے مریض کے پاس بیٹھے اور تین یا سات مرتبہ یہ پڑھے، تو اسے شفایاب کر دیا جاتا ہے:

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَهُ.

"میں اللہ تعالیٰ سے؛ کہ جو بڑی عظمت والا ہے اور عرشِ عظیم کا پروردگار ہے، سوال کرتا ہوں کہ وہ اسے شفا عطا فرما دے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُودُ مَرِيضًا، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى صَلَاةٍ)) ❷

"جب آدمی مریض کی عیادت کرنے آئے تو اسے یہ کلمات کہنے چاہئیں:

اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى صَلَاةٍ.

"اے اللہ! اپنے بندے کو شفا سے نواز دے، تاکہ یہ تیرے دشمن کو موت کے

---

❶ [صحيح] مسند أحمد: ١/ ٢٣٩۔سنن أبی داود: ٣١٠٦۔سنن الترمذی: ٢٠٨٣۔ الأدب المفرد للبخاری: ١١/ ٤٤٨۔ مسند أبی یعلی الموصلی: ٢٤٣٠۔ صحیح ابن حبان: ٢٩٧٥۔ السنن الكبرٰی للنسائی: ١٠٨٨٢۔ المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٣

❷ [حسن] مسند أحمد: ٢/ ١٧٢۔سنن أبی داود: ٣١٠٧۔صحیح ابن حبان: ٣٤٤۔ المستدرك للحاكم: ١/ ٤٩٥

گھاٹ اُتار سکے اور تیرے لیے نماز پڑھنے جا سکے۔“

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی تو فرمایا:

”شَفَى اللّٰهُ سَقَمَكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَعَافَاكَ فِي دِينِكَ وَجَسَدِكَ إِلٰى مُدَّةِ أَجَلِكَ“ ❶

”اللہ تعالیٰ تیری بیماری کو شفا دے، تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیرے بدن و جسم میں تاحیات عافیت دے۔“

ابوزبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

”دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي أَيُّوبَ أَنَا وَنَوْفٌ الْبِكَالِيُّ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ، وَرَجُلٌ آخَرُ لِنَعُودَهُ فَقُلْنَا: اللّٰهُمَّ عَافِهِ وَاشْفِهِ، فَقَالَ: قُولُوا: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلُهُ عَاجِلًا فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَإِنْ كَانَ آجِلًا فَعَافِهِ وَاشْفِهِ“ ❷

”میں، نوف بکالی، بنو عامر کا ایک شخص اور ایک اور آدمی، سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے اور ہم نے کہا: اے اللہ! انہیں عافیت سے نواز اور شفا عطا فرما۔ تو انہوں نے فرمایا: تم یوں کہو: اے اللہ! اگر تو ان کی موت کا وقت آ چکا ہے تو ان کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما، اور اگر اس کا وقت نہیں آیا تو اسے عافیت سے نواز اور شفا عطا فرما۔“
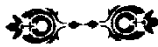
---

❶ [ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ٦/ ٢٤٠۔المستدرك للحاكم: ١/ ٧٣٤۔ تاريخ دمشق لابن عساكر: ٢١/ ٤١٧۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٢٩٩

❷ [إسناده لا بأس به] مسند أحمد: ٣/ ١٤٨۔المصنف لابن أبي شيبة: ٣/ ٢٣٣۔ شرح السنة للبغوي: ٥/ ٢٤١۔مسند أبي يعلى الموصلي: ٧/ ٢٣٢
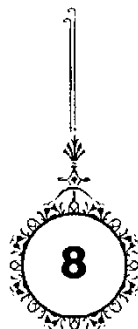
دیگر امور کا بیان

مدینے کی وبا کے متعلق نبی ﷺ کا خواب

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الشَّعْرِ تَفِلَةً ، أُخْرِجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ فَأُسْكِنَتْ مَهْيَعَةَ ، فَأَوَّلْتُهَا وَبَاءَ الْمَدِينَةِ ، يَنْقُلُهُ اللّٰهُ إِلٰى مَهْيَعَةَ))[1]

"میں نے خواب میں ایک سیاہ فام عورت دیکھی، جس کے بال پراگندہ تھے اور اس سے بہت بدبو آ رہی تھی۔ وہ مدینہ سے نکلی اور جا کر مہیعہ مقام پر ٹھہر گئی۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ مدینہ کی وباء کو اللہ تعالیٰ مہیعہ کی طرف منتقل کر دے گا۔"

---

[1] صحیح البخاری: ۷۰۳۹

مصائب وتکالیف کا سبب گناہ ہی بنتے ہیں!

امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، ابْتُلِيَ فِي جَسَدِهِ فَقَالَ: مَا أُرَاهُ إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ أَكْثَرُ، وَتَلَا: ﴿وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ [الشورى: ۳۰]۔" [1]

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو جسم کی کسی تکلیف میں مبتلا کر دیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ یہ تکلیف کسی ایک گناہ کی وجہ سے ہی آئی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ جن گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے؛ وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ ''اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے (یعنی تمہارے گناہوں کا ہی نتیجہ ہوتی ہے) اور اللہ تعالیٰ بہت ساروں کو تو معاف فرما دیتا ہے۔''

برے اعمال کے بدلے سے کیا مراد ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ: مَا هِيَ يَا عَائِشَةُ؟، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هِيَ هٰذِهِ الْآيَةُ:

---

[1] [صحيح] شعب الإيمان للبيهقي: ۱۲/ ۲۵۲۔ المستدرك للحاكم: ۲/ ٤٤٥۔ المعجم الكبير للطبراني: ۱۸/ ۱۰۷۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ۲/ ۳۰۲

﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ﴾ [النساء : ١٢٣] قَالَ: هُوَ مَا يُصِيبُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ حَتَّى النَّكْبَةُ يُنْكَبُهَا"❶

''میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میں خوب جانتی ہوں کہ قرآنِ کریم میں کون سی آیت سب سے سخت ہے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: اے عائشہ! کون سی آیت ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ یہ آیت ہے: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ﴾ ''جو شخص برائی کرے گا؛ اسے اس کا بدلہ دِیا جائے گا۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندۂ مومن کو جو کوئی مصیبت آتی ہے، یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی چھبتا ہے، تو یہ بدلہ ہی ہے۔''

اُمیہ بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ﴾ [البقرة: ٢٨٤] الْآيَةَ، ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ﴾ [النساء: ١٢٣] فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا سَأَلَنِي أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَائِشَةُ هٰذِهِ مُتَابَعَةُ اللّٰهِ الْعَبْدَ بِمَا يُصِيبُهُ مِنَ الْحُمّٰى وَالنَّكْبَةِ وَالشَّوْكَةِ حَتَّى الْبِضَاعَةُ يَضَعُهَا فِي يَدِ كُمِّهِ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْزَعُ لَهَا فَيَجِدُهَا فِي ضِبْنِهِ، حَتَّى إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا يَخْرُجُ الذَّهَبُ الْأَحْمَرُ مِنَ الْكِيرِ))❷

''انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے متعلق: ﴿اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ﴾ ''اگر تم اس چیز کو ظاہر کر دو جو

---

❶ [لا بأس به] مسند أحمد: ٦/ ٢١٨ ـ مسند أبي داود الطيالسي: ١٥٨٤ ـ سنن الترمذي: ٢٩٩١.

❷ ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ٢١٨ ـ مسند أبي داود الطيالسي: ١٥٨٤ ـ سنن الترمذي: ٢٩٩١

تمہارے دِلوں میں ہے، یا اسے چھپائے رکھو (اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا)۔" اور اس آیت: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ "جو شخص کوئی برا عمل کرے گا؛ اسے اس کا بدلہ دِیا جائے گا۔" کے بارے میں سوال کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے (اس کے بارے میں) سوال کیا تب سے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: اے عائشہ! اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی وہ پے در پے مصیبتیں ہیں جو وہ اپنے بندے پر مسلط کرتا ہے، مثلاً بخار ہو جانا، کوئی تکلیف پہنچنا، یا کانٹا چبھنا، یہاں تک کہ وہ سامان جو آدمی اپنی آستین میں رکھے اور گم کر بیٹھے، پھر گھبرا کر تلاش کرے تو اسے اپنے پہلو میں ہی مل جائے (یعنی اس قدر چھوٹی پریشانی بھی)، پھر ایسا ہوتا ہے کہ مومن اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی سے سرخ سونے کی ڈلی نکل آتی ہے۔"

زیاد بن ربیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَدْ أَحْزَنَتْنِي ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ [النساء : ۱۲۳] قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَاكَ إِلَّا أَفْقَهُ مِمَّا أَرٰى إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا تُصِيبُهُ عَثْرَةُ قَدَمٍ وَلَا اخْتِلَاجُ عِرْقٍ إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ عَنْهُ أَكْثَرُ۔" [1]

"میں نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: کتاب اللہ میں ایک آیت ہے جو مجھے غمگین کر دیتی ہے۔ انہوں نے پوچھا: کون سی آیت؟ میں نے کہا: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ "جو شخص کوئی برا عمل کرے گا؛ اسے اس کا بدلہ دِیا

[1] [حسن] الزهد لهناد: ۱/ ۲۴۹۔الدر المنثور للسيوطي: ۲/ ۶۹۸۔ تفسير ابن جرير طبري: ۵/ ۲۹۲.

جائے گا۔'' انہوں نے فرمایا: میں تو آپ کو بڑا فقیہ سمجھتا تھا، میری رائے کے مطابق اس کی تفسیر یہ ہے کہ مومن کو قدم پھسل جانے یا رگ پھڑکنے جیسی کوئی بھی مصیبت آتی ہے تو وہ گناہوں کی وجہ سے ہی آتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ بندے کے جن گناہوں کو معاف فرماتا ہے وہ کہیں زیادہ ہیں۔''

ربیع بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ:

"لَقِيتُ أُبَيًّا فَقُلْتُ لَهُ: قَرَأْتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَأَحْزَنَتْنِي: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ [النساء : ١٢٣] فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَحْسِبُكَ إِلَّا أَفْقَهُ مِمَّا أَرَى إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا تُصِيبُهُ ذَعْرَةٌ وَلَا نَجَبَةُ نَمْلَةٍ وَلَا اخْتِلَاجُ عِرْقٍ إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ أَكْثَرُ" [1]

''میں سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے عرض کیا: میں نے کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھی تو اس نے مجھے غمگین کر دیا: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ ''جو شخص کوئی برا عمل کرے گا؛ اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔'' انہوں نے فرمایا: میں تو تمہیں بڑا فقیہ سمجھتا تھا، میری رائے کے مطابق اس کی تفسیر یہ ہے کہ مومن کو کوئی خوف آنے، یا چیونٹی کے کاٹنے، یا رگ پھڑکنے جیسی کوئی بھی مصیبت آتی ہے تو وہ گناہوں کی وجہ سے ہی آتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ بندے کے جن گناہوں کو معاف فرماتا ہے وہ کہیں زیادہ ہیں۔''

ناشکری کا کیا مطلب ہے؟

امام حسن بصری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ﴾ [العاديات: ١٠٠/ ٦] ''یقیناً انسان اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے۔'' کی تفسیر میں فرماتے

[1] [رجاله ثقات] الدر المنثور للسيوطي: ٢/ ٦٩٨ـ تفسير الطبري: ٥/ ٢٩٢

ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان مصیبتوں اور پریشانیوں کو یاد رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھلا دیتا ہے۔ ❶

صبر کا کیا مفہوم ہے؟

امام سفیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ بعض فقہاء فرماتے ہیں:

"مِنَ الصَّبْرِ أَلَّا تُحَدِّثُ بِمُصِيبَتِكَ وَلَا وَجَعِكَ، وَلَا تُزَكِّي نَفْسَكَ" ❷

''یہ بات بھی صبر کا حصہ ہے کہ آپ اپنی مصیبت اور تکلیف کو (کسی سے) بیان نہ کریں اور نہ ہی اپنے نفس کی پاکی بیان کریں۔''

وضاحت: نفس کی پاکی بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ کسی کے پاس اپنے صبر اور برداشت کا تذکرہ نہ کریں کہ مجھے اتنی مدت سے یہ مرض لاحق ہے لیکن میں صبر کر رہا ہوں، برداشت سے کام لے رہا ہوں، وغیرہ۔ کیونکہ اس سے ریا کاری کا اندیشہ ہوتا ہے، جو اجر و ثواب کے ضیاع کا باعث ہے۔

بخار؛ موت کا راہنما ہے

حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحُمّٰى رَائِدُ الْمَوْتِ وَهِيَ سِجْنُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ لِلْمُؤْمِنِ)) ❸

❶ [...] تفسير الطبري: ٢٩/ ٢٧٨ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٨/ ٦٠٣

❷ [فيه جهالة] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٣٨٣

❸ [إسناده حسن والحديث مرسل] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٢٨٤.

''بخار؛ موت کا راہنما ہے اور یہ زمین میں مومن کے لیے اللہ کی قید ہے۔''

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اَلْحُمّٰی رَائِدُ الْمَوْتِ''❶

''بخار؛ موت کا راہنما ہے۔''

وضاحت: راہنما ہونے سے مراد یہ ہے کہ موت کو انسان تک پہنچنے کی راہ بخار ہی دِکھاتا ہے۔ اس لیے جب کسی کو بخار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں کی توبہ واستغفار کرے اور جس قدر ممکن ہو سکے نیک اعمال کا اہتمام کرے، مبادا یہ اس کا آخری وقت ہو۔

بخار؛ زمین میں اللہ کا قید خانہ ہے

امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحُمّٰی رَائِدُ الْمَوْتِ وَهِیَ سِجْنُ اللّٰهِ فِی الْأَرْضِ یَحْبِسُ عَبْدَهُ إِذَا شَاءَ ثُمَّ یُرْسِلُهُ إِذَا شَاءَ فَفَتِّرُوهَا بِالْمَاءِ))❷

''بخار؛ موت کا راہنما ہے اور یہ زمین میں اللہ کا قید خانہ ہے، وہ جب چاہتا ہے اپنے بندے کو (اس میں) بند کر دیتا ہے، پھر وہ جب چاہتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے۔ سو تم بخار کو پانی کے ساتھ ہلکا کر لیا کرو۔''

وضاحت: اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ اب بندہ اس کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے لگ گیا ہے اور اس کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرنے لگا ہے تو پھر اسے سیدھی راہ پر لانے کے لیے اس قید خانے میں ڈال دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بندہ جب کسی بیماری

---

❶ [حسن] الزهد لهناد: ٢٠٧

❷ [مرسل] شعب الإيمان للبيهقي: ١٢/ ٢٨٤ ـ ضعيف الجامع الصغير: ٢٧٩٧

میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے لگتا ہے، اس سے تعلق جوڑ لیتا ہے اور اس سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگنے لگتا ہے۔ لہٰذا جب بندہ کچھ سبق حاصل کر لیتا ہے اور راہِ راست پر آ جاتا ہے تو تب اللہ تعالیٰ اسے رہائی دے دیتا ہے۔

بیماریاں تو صرف موت کا بہانہ ہیں

جابر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ كَانَ يَتَوَفَّى النَّاسَ أَيْنَ مَا لَقِيَهُمْ بِغَيْرِ مَرَضٍ فَكَانَ النَّاسُ يَسُبُّونَهُ فَاشْتَكَى إِلَى اللّٰهِ مَا يَدْعُونَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ فَوَضَعَ الْأَوْجَاعَ وَنُسِيَ مَلَكُ الْمَوْتِ فَلَا يَمُوتُ أَحَدٌ إِلَّا قِيلَ: مَاتَ بِكَذَا وَكَذَا" ❶

''موت کا فرشتہ لوگوں کو جہاں بھی ملتا تو بغیر کسی مرض کے ہی انہیں فوت کر دیتا۔ لوگ اسے برا بھلا کہنے لگے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی شکایت کی جو لوگ اسے بددعائیں دیتے تھے۔ تو اس سے کہا گیا: اے ملک الموت! واپس جاؤ (اب کوئی تمہیں ایسا نہیں کہے گا) پھر اللہ تعالیٰ نے بیماریاں اُتاریں (جن میں مبتلا ہو کر لوگ مرنے لگے) تو سب لوگ ملک الموت کو بھول گئے اور اب جب بھی کوئی مرتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں بیماری کی وجہ سے مر گیا۔''

تعزیت کا اچھا انداز اپنانا چاہیے

مصعب بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [رجاله ثقات] تاريخ بغداد للخطيب: ١٤/ ٢٧٦

"لَمَّا قَدِمَ عُرْوَةُ مِنْ عِنْدِ الْوَلِيدِ قَالَ: لا أَدْخُلُ الْمَدِينَةَ إِنَّمَا أَنَا بِهَا بَيْنَ شَامِتٍ بِنَكْبَةٍ، أَوْ حَاسِدٍ بِنِعْمَةٍ، فَمَضَى إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ فَأَقَامَ هُنَاكَ، وَصَحِبَهُ قَوْمٌ فِيهِمْ عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَصْرَهُ قَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ: أَرِنَا هٰذِهِ الْمُصِيبَةَ الَّتِي نُعَزِّيكَ عَنْهَا، فَكَشَفَ لَهُ عَنْ رُكْبَتِهِ فَقَالَ لَهُ عِيسٰى: إِنَّا وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَعُدُّكَ لِلصِّرَاعِ قَدْ أَبْقَى اللّٰهُ أَكْبَرَ عَقْلِكَ وَلِسَانَكَ وَسَمْعَكَ وَبَصَرَكَ وَيَدَيْكَ وَإِحْدَى رِجْلَيْكَ فَقَالَ لَهُ: يَا عِيسَى مَا عَزَّانِي أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا عَزَّيْتَنِي"

"جب عروہ رحمہ اللہ ولید کے ہاں سے واپس آئے تو انہوں نے فرمایا: میں مدینے میں داخل نہیں ہوں گا، کیونکہ وہاں تو میں اس تکلیف پر خوش ہونے والوں اور نعمت پر حسد کرنے والوں کے درمیان گھر جاؤں گا۔ چنانچہ وہ عقیق مقام پر واقع اپنے محل کی طرف چل پڑے اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے، ان میں عیسیٰ بن طلحہ بھی تھے۔ جب آپ اس محل میں داخل ہو گئے تو عیسیٰ بن طلحہ نے آپ سے کہا: ہمیں وہ مصیبت دِکھلایئے جس کی ہم آپ سے تعزیت کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے گھٹنے سے کپڑا ہٹا دِیا، تو عیسیٰؒ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! ہم آپ کو کشمکش کے لیے شمار نہیں کرتے، یقیناً جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا ہے (یعنی آپ کے علم و دانش کو) وہ آپ کی عقل، زبان، سماعت و بصارت، دونوں ہاتھ اور ایک ٹانگ سے کہیں بڑی نعمت ہے۔ تو عروہ رحمہ اللہ نے ان سے کہا: اے عیسیٰ! کسی نے بھی مجھ سے ایسی تعزیت نہیں کی جیسی تعزیت آپ نے کی ہے۔"

❶ [حسن] تاريخ بغداد للخطيب: ٩/ ٥٠

ایک دِن موت کا تیر آ لگے گا!

امام حسن رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"إِنَّمَا أَنْتُمْ بِمَنْزِلَةِ الْغَرَضِ يُرْمٰى كُلَّ يَوْمٍ، لَيْسَ مِنْ مَرَضِهِ إِلَّا قَدْ أَصَابَتْكُمْ مِنْهُ رَمْيَةٌ، عَقْلٌ مِنْ عَقْلٍ، وَجَهْلٌ مِنْ جَهْلٍ، حَتّٰى تَجِيءَ الرَّمْيَةُ الَّتِي لَا تُخْطِءُ"

"تم صرف نشانہ لگانے کی ایک جگہ ہو، جس پر روزانہ تیروں سے نشانے بازی کی جاتی ہے، تم پر جو بھی کوئی بیماری آتی ہے وہ نشانے کا ایک تیر ہوتا ہے۔ جس سے عقل والا سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اور جاہل نادانی میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ (ایک دِن) ایسا تیر آئے گا کہ جس کا نشانہ خطا نہیں ہوگا۔"

وضاحت: یعنی انسان کو گاہے گاہے بیماریوں کے تیر لگتے رہتے ہیں، جو عقلمند ہوتا ہے وہ اس سے سبق حاصل کرتا ہے اور باقی کی زندگی کو اللہ کی دی ہوئی مہلت سمجھ کر اس کی خوب بندگی بجا لانے کی کوشش کرتا ہے جبکہ جو جاہل ہوتا ہے وہ نادانی میں ہی رہتا ہے اور ان امراض سے کچھ بھی سبق نہیں سیکھتا، بلکہ جیسا پہلے ہوتا ہے ویسے ہی باقی زندگی گزارتا چلا جاتا ہے۔ پھر ایک روز موت کا تیر آ لگے گا، جس کا نشانہ خطا نہیں ہوگا، پھر نہ کوئی مہلت باقی رہے گی اور نہ آخرت کی تیاری کا کوئی موقع ہاتھ آئے گا۔
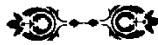
بندے پہ کرم کرنا تیری شان ہے مولا!

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ کریم محتاج بندے کو ایسی جگہ سے رزق عطا کرتے ہیں جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ بالکل ایسے ہی اللہ کریم اپنے مؤحد مگر گناہ گار بندوں کو بخشنے کے سامان و ذرائع ایسے مقامات سے پیدا کرتے ہیں کہ بندے کا ذہن کبھی اس طرف گیا ہی نہیں ہوتا۔ بندہ گناہ کرتا ہے، نافرمانیاں کرتا ہے مگر اللہ ارحم الراحمین اس سے اتنا پیار کرتا ہے کہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اس کو معاف کرتا رہتا ہے، اس کے گناہ معاف کر کے درجات بلند کرتا رہتا ہے، اس کو دنیا میں بھی کامیابیاں عطا کرتا ہے اور آخرت میں اپنی رضا و خوشنودی کا سرٹیفکیٹ عطا کر کے جنتوں میں داخل کر دیتا ہے۔

درج ذیل کتاب میں اللہ کریم کے ایسے ہی دلربا اندازوں اور طریقوں کا تفصیلی بیان ہے کہ جن کے ذریعہ اللہ کریم بندے کو بخش دیتا ہے۔ مثلاً اگر کسی بندہ کو کوئی تکلیف پہنچی، آزمائش آ گئی، حتیٰ کہ کبھی بخار ہی ہو گیا تو اللہ کریم بخار سے پہنچنے والی اس کی تکلیف کا بہانہ بنا کر اس کو بخش دیتے ہیں۔ آپ اس کتاب میں ایسے ہی اللہ کریم کی بخشش کے کتنے ہی دلربا انداز پڑھ کر عش عش کر اٹھیں گے۔

یہ کتاب ہر مریض، میڈیکل سٹوڈنٹ یا ڈاکٹر و حکیم اور طبیب کے لیے ایک خاص تحفہ ہے جبکہ عام لوگوں بیمار و پریشان اور مصیبتوں میں پھنسے افراد کے لیے مشعل راہ اور دنیاوی و اُخروی کامیابی کی نوید پر بہار ہے۔